TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222527
UNIVERSAL LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکر خدائے جلیل کہ درین ایام فرحت توامان کلام فصاحت التیام یعنی دیوان بے مثل و بے عدیل

کلام انیس جلد سوم

باہتمام ابوالحسنات قطب الدین محمد بار اول ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق ماہ فروری سنہ

در مطبع نامی واقع لکھنؤ طبع رونق یافت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکر خدائے جلیل کہ درین زمان فرحت توامان کلام فصاحت التیام یعنی دیوان [illegible] معیدل

باہتمام ابو الحسنات قطب الدین احمد بار اول ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق ماہ فروری سنہ

در مطبع نامی واقع لکھنؤ زیور طبع یافت

۱۰۳۸۲
تنقیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحر کرم ہے جوش مین ربِ غفور کا — حیلہ ہی چاہتا ہے وہ عذرِ قصور کا
ہو دل سے عذر خواہ جو انسان قصور کا — کر دے حضورِ قلب تقرب حضور کا
جلوہ ہے داغ دل مین کسی مہ کے نور کا — پرتو مرے چراغ مین ہے شمع طور کا
ٹھہرے خیال کیا دلِ سوزان مین یار کا — ہوتا نہین ہے دخل جہنم مین حور کا
جنت کا ذکر سُنکے کہا مجھسے یار نے — کاٹونگا مین زبان جو لیا نام حور کا
ساقی ندے فراق مین تکلیف میکشی — توڑونگا خشتِ خُم سے پیالہ بلور کا
روشن ہوا ہے مردمکِ چشم سے یہ حال — نقطے مین گھر ہے نیّر اعظم کے نور کا
اندھا کیا خیال نقاب حبیب نے — جالے سے نقص ہو گیا آنکھون مین نور کا
سیرِ ریاضِ خلد ہے گلگشت کوے یار — نظارہ حبیب تماشا ہے حور کا
دل سوختون کو رزق سے سیری محال ہی — بھرتا نہین ہے پیٹ غذا سے تنور کا
پھیرون جلاے چرخ ملے رزق اگر خلیل — بخشا ہے مجکو بخت خدا نے تنور کا

دیگر

رتبۂ تاتار کے سلطان کے برابر ملتا — اک اگر تارِ سرِ گیسوے دلبر ملتا
بھیجتا جسکو عدم مین کمرِ یار کا عشق — حشر کو بھی نہ میانِ صفِ محشر ملتا
ناقصون پر نظرِ جوہر نہ رکھتا جو فلک — لعل پتھر کو نہ پھر سیپ کو گوہر ملتا
ہون وہ آوارہ کہ منزل مین بھی رہتی گردش — صورتِ قبلہ نما لاکھ مجھے گھر ملتا
وہ مکدر رہوے جبدن سے صفائی نہوئی — کہتے ہین روٹھکے بھی یار ہے اکثر ملتا
یا قلم لکھکے رخِ یار کے تل کی تعریف — بھیجتے خط جو کوئی خال کبوتر ملتا
سالکِ راہِ محبت ہون خدا خیر کرے — ٹھگ اسی راہ مین رہبر کوئی اکثر ملتا

دیگر

عکسِ رخ سے دستِ موسیٰ زلف مین شانہ ہوا — آئنہ چشمِ فسونگر سے پریخانہ ہوا
گوش زد اوس چشمِ جادو کا جو افسانہ ہوا — جو سوادِ کعبہ مین آہو تھا دیوانہ ہوا
شمع روے یار کی گرمی نے بھڑکائی یہ آگ — سوختہ محفل مین پروانے سے پروانہ ہوا
چار ہی دنمین ہوئی زائل بہارِ حسنِ یار — دیکھتے ہی دیکھتے یہ باغ ویرانہ ہوا
طالبِ امداد نافہمون سے مشکل مین نہو — کب شریکِ حال دیوانی کا دیوانہ ہوا
پنجۂ مرجان اسے سمجھا اوسے عنبر کی موج — سرخ صندل کا جو زلفِ یار مین شانہ ہوا
لاکھ پردون مین بھی ہوجاتا ہی وصلِ حسن و عشق — شمع کی روشن جہان موجود پروانہ ہوا
آدمی کو ہے تہِ گردون محال آسودگی — پس گیا جو زیرِ سنگِ آسیا دانہ ہوا

کشتۂ نورِ رخِ روشن جو تھا مین ای خلیل
شمع تربت کا مری مہتاب پروانہ ہوا

شگفتہ اوس لالہ رو کا اگر قمر ہو جائیگا
ایک تو تھا دوسرا داغِ جگر ہو جائیگا

آتشِ فرقت کی گرمی گر یہی چندے رہی
آفتابِ حشر سا داغِ جگر ہو جائیگا

وعدۂ دیدار محشر کو کیا ہے یار نے
ہم بھی دیکھینگے جو وان اپنا گذر ہو جائیگا

مطلع ہوگا وہ گلرو اپنے حالِ زار سے
رنگ رو اوڑ کر ہمارا نامہ بر ہو جائیگا

چشم ہے شاہین تری مژگان ہے چنگل باز کا
صید ہونگے طائرِ دل مُنہ جدھر ہو جائیگا

مر گیا بوسہ لبون کا لیکے کیا معلوم تھا
سم کا یاقوتی کے کھانے مین اثر ہو جائیگا

اوس رفیع القدر کو لکھینگے گر مکتوب شوق
طائرِ قدسی ہمارا نامہ بر ہو جائیگا

یہ ہوا آئینہ سازی سے سکندر کے عیان
جو کرے کسبِ ہنر وہ نامور ہو جائیگا

خشک و تر پر ہستیِ فانی کے جو قانع ہوا
مثلِ اسکندر وہ شاہِ بحر و بر ہو جائیگا

کھلگئے سب جوششِ وحشت مین اسرارِ نہان
کیا سمجھتا تھا جنون یون پردہ وا ہو جائیگا

بعد مدت کے طلسمِ یاس ٹوٹیگا خلیلؔ
وصل کا سامان اوس بت سے اگر ہو جائیگا

تصور دل کو رونی مین ہے کس کافر کی کاکل کا
کہ تارِ اشک مین میرے ہے عالم تارِ سنبل کا

بہارِ گل مین اے گلچین ستم ہے توڑنا گل کا
تری گردن پہ ناحق خون ہو جائیگا بلبل کا

لگائی آگ ہے بادِ بہاری نے گلستان مین
نہین سنبل وگا ہے یہ دہوان ہے آتشِ گل کا

قناعت سے عزیزِ خاطرِ عالم نہ کیونکر ہو
خوش آتا ہے خدا کو شیوہ اربابِ توکل کا

کیا پایاب ود نیل طے موسیٰ نے اک دم مین
نہین مردِ خدا لیتے سہارا کشتی و پل کا

کیا دو دوپہر شکرِ خدا اک بار اگر کھایا تو
بڑا ہے مزا ہے دل پُر داغ کو گل کا

ہوا جو عشق بازی مین ہوئی مٹی خراب اوسکی
چمن مین گنبدِ مدفن بنایا گل نے بلبل کا

بہت مشکل ہے چلنا اسکے اوپر اہلِ دنیا کو
دمِ شمشیر سے کچھ کم نہین جادہ توکل کا

موافق گردشِ گردون ہو اپنی بزمِ عشرت سی
سحر تک شام سے جلتا ہے دورِ ساغرِ مُل کا

گدائی با قناعت ہون نہین مطلب ہے سلطان سے
غنی رکھتا ہی مجھ محتاج کو تکیہ توکل کا

قفس مین نالے کرتے کرتے بلبل کو جو غش آیا
سونگھایا لخلخہ بادِ صبا نے نکہتِ گل کا

بجا ہے گر بسر دشمن رہے خم روبرو اوسکے
ثنا گو ہے خلیل اک صاحبِ شمشیر و دُلدُل کا

گلستان مین اگر افسانہ ہے اوسکی گلِ رو کا
ختن مین چین مین تاتار مین شہرہ ہی گیسو کا

کیا ہے وصفِ قد اسنے رقم کس شرد لجو کا
صریرِ کلک مین آوازہ ہے قمری کی کوکو کا

رہے ہے لاکھون ہی معنے فہم بحرِ فکر مین ڈوبے
کسی اوستاد سے نکلا نہ مطلب بیت ابرو کا

ترا حسن ای سراپا نور جس منڈیمین تُلتا ہے
مہ و خورشید کو رتبہ ہے وان سنگ ترازو کا

یہی غم ہی بنایا تھا اسی کیون دست قدرت نی
نہ ہاتہ اپنا ہوا شانہ کبھی اوس بت کے گیسو کا

دلِ وحشی کو اوس خوش چشم کی الفت کا سودا ہی
غبارِ خاکپا جسکا ہے سرمہ چشم آہو کا

دیگر

دامِ گیسو جسے دیکھا ہے مرے صیاد کا
دم پھڑکتا ہے اسیری پر سر اک آزاد کا

غل مچاتی ہے مری زنجیر مجھسے بیشتر
قصد زندان مین جو کرتا ہون کبھی فریاد کا

آہ شوان سے نہ ہرگز پسیجا ایکدن تو
حق تو یہ ہے اے صنم دل ہے ترا فولاد کا

کی حقیقی کیطرف عشقِ مجازی نے رجوع
جا کے بتخانہ مین دھیان آیا خدا کی یاد کا

اک حکایت ہے ہماری داستانِ عشق سے
ماجرا مجنون کا قصہ وامق و فرہاد کا

بتکدہ کیا ہے اگر ہون نالہ کش مین ناتوان
کوہ کو بھی دے ہلا صدمہ مری فریاد کا

دوست دشمن ڈرتے ہین ایذا کوئی دیتا نہین — خاکساری آدمی کو قلعہ ہے فولاد کا ٭
آہ و زاری ہے دلا عشقِ حسینان مین عبث — کون بُت سامع ہوا ناقوس کی فریاد کا
یہ رہائی سے گرفتاری مین پایا ہے مزا — پڑھتے ہین کلمہ اسیرانِ قفس صیاد کا
فصلِ گل کی عندلیبون نے خوشی کی اسقدر — عرش تک پہونچا ہے آوازہ مبارکباد کا

توڑنا دل کا خوش آوے کیون نہ اوس بت کو خلیل
ہے عدو ہر ایک کافر کعبے کی بنیاد کا ٭

لبون پہ دم مرے سینہ سے لاکھ بار آیا — نہ موت آئی شبِ ہجر مین نہ یار آیا
وہ گل ہون مین نہ تبسم سے آشنا ہوے لب — وہ نخل ہون نہ کبھی جسمین برگ و بار آیا
کوئی سرائے غم آباد ہے مقام عدم ٭ — ادہر سے آیا جو با چشمِ اشکبار آیا
نہ زندگی مین ملا چین صورتِ بسمل — چہوٹی جو روح بدن سی تو پہر قرار آیا
کٹا دیا سرِ شوریدہ کوے قاتل مین ٭ — وبالِ دوش تہا یہ بوجہ مین اوتار آیا ٭
وہ باوفا ہون کہ اوس سے وفا کا قصد کیا — عدم سے جو کہ حسینِ جفا شعار آیا
ہوا نہ یار نہ ساقی نہ بادۂ گلرنگ ٭ — جو آیا ابرِ بہاری تو بے بہار آیا

کسی نے ذکر کیا ہے جو قصر و ایوان کا
خلیل یاد مجھے گوشۂ مزار آیا

اوس بت کا عشق ترکِ دلِ زار نے کیا — غمزہ نیا مسیح سے بیمار نے کیا
تیغِ نگہ سے اہلِ نظر قتل ہوگئے — اندہونکو کشتۂ حسرتِ دیدار نے کیا
بن بن کے مار زلف ڈرایا سحر تلک — سونا حرام اپنا شبِ تار نے کیا
سمجھا مین ماہتاب کو عقرب مین آگیا — آغوشِ غیر مین جو کرم یار نے کیا

ہ جنس ناقبول ہون رُکتا نہ ایک دم
سلام لے کے مجکو خریدار نے کیا

یو جو اسنے وصل پہ نہین کھاسے چارہ داغ
غم کوہکن کا لالہ کہسار نے کیا

ہ ننگ خلق تھا مین جہان مین کہ بعد مرگ
ماتم نہ تین دن کسی غمخوار نے کیا

الفت نے قد کے سرو کو قمری بنا دیا
پروانہ گل کو شمع رُخِ یار نے کیا

سینے بنا یا مردمکِ چشم کو سپر
تیغ نگہ کا وار جو دلدار نے کیا

ملتی نہین تصورِ شادی کو بھی جگہ
دل تنگ یہ ہجوم غم یار نے کیا

دل عاشقون کے ناز سے پُرزے اوڑا دیے
قینچی کا کام یار کی رفتار نے کیا

محراب کعبہ کا ہوا دل کو گمان **خلیل**
گوشہ جو کج کلاہ کا دلدار نے کیا ؎

اے ترک شوق جب تجھے نخچیر سے ہوا
سیمرغ تک شکار ترے تیر سے ہوا

قیدی کیا ہے یار نے دزدِ حنا کو بھی ؎
ظاہر حسین بند کی زنجیر سے ہوا

کھینچی شبیہ جب رُخِ پُرنور یار کی ؎
خورشید گرد گردۂ تصویر سے ہوا

رنگین ہوا شراب کے نشئہ سے روی یار
گل سرخ آفتاب کی تاثیر سے ہوا

گردش رہی مکان مین بھی قبلہ نما کی طرح
رنج سفر وطن مین بھی تقدیر سے ہوا

رونے پہ میرے اوس بُتِ کافر کو آیا رحم
پتھر گداز پانی کی تاثیر سے ہوا

دیوانہ وہ ہون مین جو مرقع مین رکھدیا
تصویرون کو جنون مری تصویر سے ہوا

دنیا مین اے **خلیل** عمارت سی ہے نمود
نامِ خلیل کعبہ کی تعمیر سے ہوا

جنون کا زور ہوا شوق سیرِ باغ ہوا ؎
بہار آتے ہی گل عقل کا چراغ ہوا

جو پھونک سے کبھی اوس گل کی گل چراغ ہوا — دھوان چراغ کا موجِ نسیم باغ ہوا
بتون کی عشق کا پیری مین دل پہ داغ ہوا — سحر کو گھر مرے روشن نیا چراغ ہوا
خیال چہرۂ روشن سے داغ دل چمکا — چراغ طور سے روشن مرا چراغ ہوا
رہا رقیب کا کوچہ مین یار کے دھڑکا — بہشت مین بھی نہ غم سے مجھے فراغ ہوا
نقاب ولٹ جو دیا رخ سے یار نے دمِ صبح — تو آفتاب شبِ ماہ کا چراغ ہوا
خوشی کی کیا ہو توقع وہ غم نصیب ہین مین — نہ گل فشان کبھی گھر مین مرے چراغ ہوا
پڑی نگاہ جو فرقت مین شیشۂ مے پر — نظر مین پنبۂ مینا سفید داغ ہوا
جھکی جو آنکھ تو اشکون سے تر ہوا دامن — شراب بہ گئی معکوس جب ایاغ ہوا
جو بوالہوس ہے اوسے کیا ہو داغ عشق کی قدر — عزیز کور کے نزدیک کب چراغ ہوا

پڑا جو زلف کے حلقون سے عکس عارضِ یار
خلیل ہر گرہِ گوش شب چراغ ہوا

چھایا یہ رعب مجھ پہ جو قاتل خفا ہوا — خون تن مین خشک صورتِ برگِ حنا ہوا
گالی ہے بات بات مین غصہ ہے بے محل — ان ٹھنڈی گرمیون سے تری دم خفا ہوا
اوس ست کی ایکدن نہ طبیعت ہوئی گداز — تاثیر آہ دل کو خدا جانے کیا ہوا
ہستی تھی میری بحر جہان مین مثالِ موج — آرام آگیا مجھے جب مین فنا ہوا
تاثیر سعیِ نیک کی بد کو محال ہے — پانی سے نخل موم کا کسدن ہرا ہوا
کھینچی جو آہ دل سے ہوا آنسوؤن کا جوش — آندھی چلی تو اور بھی پانی سوا ہوا
الفت ہوئی ہے زلف سے چشمِ حبیب کو — آہو ہے چین اسیرِ کمندِ بلا ہوا
ہر گرم رو کو گوشۂ عزلت ہے زندگی — نکلا شرار سنگ سے جسدم فنا ہوا

ہمکو جلایا غیر سے کر کر کے گر میان — زندہ رہے تو یار سمجھ لینگے کیا ہوا
جب عرض حال کرتا ہون کہتا ہے وہ صنم — کچھ اور کہیے یہ تو ہے قصہ سنا ہوا
گھٹتا کسی طرح سے نہین سیل چشم تر — بے فصل بھی یہ رہتا ہے دریا بڑھا ہوا
خالی ہے غم سے دل مرا نالان ہی اسلیے — دیتا نہین صدا کبھی ساغر بھرا ہوا
رونے سے دل مین آتش غم مشتعل ہوئی — پانی سے آگ لگ گئی حیران ہون کیا ہوا
عنقا کہا کسی نے کسی نے عدم کہا — موے میانہ یار کا عقدہ نہ وا ہوا
مشکل سے ہے بلا کمر یار کا نشان — عقدہ پڑا تھا بال مین دقت سے وا ہوا

دل پھنس گیا ہی زلف مین اوسکے ای خلیل — صدر زبون اسیر کمند بلا ہوا ؏

قدر انسان کیا زوال حسن جب ہو گیا — بو گئی جس گل کی وہ بے روح قالب ہو گیا
واہ ری جوشش صفا اللہ ری حسن سے یار — عکس سے چاہ زنخدان چاہ نخشب ہو گیا
یاد ایامی کہ نالے کرتے تھے راتون کو ہم — یا تو لینا سانس کا مشکل نہین اب ہو گیا
غم کا کھانا ہو گیا جائز فراق یار مین — خون دل فرقت مین پینا اپنا مشرب ہو گیا
قصد اوس خورشید رو نے جب سواری کا کیا — ماہ نو آکر رکاب زین مشرب ہو گیا
بار عشق موے مژگان نے کمر کو خم کیا — قد ہمارا تیر کی خاطر کمان اب ہو گیا
ہو گئی کام و دہن مین متو کی تلخی عیان — نالے سے بھی ترش رو گردہ شکر لب ہو گیا
شوخی رفتار اوڑائی ہے جو اوس طرار نے — قاتل عالم مرے قاتل کا مرکب ہو گیا
جب مزا بوسہ کا اوس شیرین دہن سے آگیا — قند کے شربت سے منہ اپنا لبالب ہو گیا
میرے چھپ چھپنے سے الفت اوس کی ثابت ہو گئی — لب ہے خاموش دل کا غرض مطلب ہو گیا

اوس پری پیکر کی فرقت مین جو شب مجکو ہوئی
دیدۂ دیو سپہر ایک کوکب ہو گیا

جوکہ ہین پامال کرتے ہین عدو کو سر بلند
بڑھگیا شعلہ شریک آتش کی خس جب ہو گیا

آنکھ مین آنسو بھر آئے دل سے گر نکلا انجار
شیشہ جب خالی ہوا ساغر لبالب ہو گیا

رشتۂ طولِ امل توڑا تو بر آئی مراد
ترک مطلب جب کیا ہمنے تو مطلب ہو گیا

نظم مضمون اوسکی بستِ حنائی کا ہوا
خشک دل کا ایک چلو بھر لہو جب ہو گیا

پھاڑے کھاتا تھا شبِ ہجرِ صنم مین آسمان
غم سے مجکو چشم شیر اک ایک کوکب ہو گیا

دولتِ بے انتہا کا ہے نگونساری مآل
سر جھکا دیتا ہے شیشہ جب لبالب ہو گیا

جس جگہ اولٹا نقاب اوسنے ہوا بازار مصر
جس کوین کو اوسنے جھانکا چاہِ نخشب ہو گیا

جسکے پہلو سے جدا ہوتے نہ تھے دم بھر خلیل
دور پہلو سے وہ اپنے منزلوں اب ہو گیا

نے نہین مین جو فغان ہووے دہن سی پیدا
درد دل کہ ہون جرس نالے ہین تن سے پیدا

ناز چپ رہنے سے انداز سخن سے پیدا
شوخیے حسن ہے بیساختہ پن سے پیدا

تیرے عریان کو اگر دھیان ہو تن پوشی کا
پیرہن گل کی طرح ہووے بدن سے پیدا

دلفریبی سے نہین یار کی خالی کوئی بات
صورتِ ناز ہے انداز سخن سے پیدا

عشق مین لطف فغان تب ہے کہ جب حسرت سے
بے زبان نالۂ دل ہووے دہن سے پیدا

فکر دنیا مین جو ہو عاقبت اندیشی کی
گور ہے عشق محبت ہو کفن سے پیدا

سرخ ہے عارضِ گلرنگ کی پرتو سی نقاب
باغ کا رنگ ہے دیوارِ چمن سے پیدا

اوس پریرو کی محبت مین یہ کپڑے پھاڑے
ہے جنون صورتِ گلہاے چمن سے پیدا

بوے سیبِ چمن خلد سے بھی ہو نہ شفا
ہو مرض جسکو ترے عشق ذقن سے پیدا

شدت ضعف سے تنکا نہ اوٹھے گا مجھسے
اب یہ ہوتا ہے مجھے کاہش تن سے پیدا

آئنہ لیکے جو اوس رشک چمن نے دیکھا
اک چمن اور ہوا عکس چمن سے پیدا

صاف ہوتا ہے صباحت سے تری یار عیان
تو ہوا خلقت نسرین و سمن سے پیدا

کوئی خالی نہین ایجاد سے تقریر خلیل
نازکی کیون نہو ہر ایک سخن سے پیدا

عشق اوسکے نقش پا کا مرے دلنشین ہوا
طفلی مین جو کہ وحشی نجد کا مکین ہوا

چشم سیاہ یار سے گیسو قرین ہوا
اٹھی کمند گردن آہوے چین ہوا

افتادگان کے درد کا درمان محال ہے
عیسی سے کب علاج بخار زمین ہوا

تولا کبھی جو پلۂ میزان عقل مین
طوبی بھی اوسکے قد کے برابر نہین ہوا

برگشتہ طالعی کا بیان کس سے کیجیے
جب آیا گھر مین وہ مرے بخت مین نہین ہوا

جام جہان نما ہے تصور حبیب کا
جب چاہا اوسکو دیکھ لیا وہ کہین ہوا

برسون رہا ہے گرد کدورت کا سامنا
وہ آئنہ ہے دل کہ تکدر نہین ہوا

کی اُف کبھی نہ ورنہ صنم تیرے ہاتھ سے
وہ ظلم کونسا ہے جو مجھپر نہین ہوا

جس شب نقاب یار نے رخ سے اولٹ دیا
خورشید جیب صبح سے طالع نہین ہوا

جس دل مین جلوہ گر ہوا نور جمال یار
آئینۂ جمال جہان آفرین ہوا

شب دھیان اوسکی رنگ طلائی کا جو بندھا
سونا نصیب مجکو سحر تک نہین ہوا

وہ نخل ہون کہ بے ثمری ہے ثمر مرا
وہ شاخ ہون کہ برگ بھی جسمین نہین ہوا

نوک قلم چراغ سر طور کی ہے لو
تحریر جب سے وصف رخ آتشین ہوا

وہ ناتوان ہون لے جو گئی ہے اوڑا کہین
دوش نسیم پر بھی گران مین نہین ہوا

آتا نہین ہے چشم تصور سے بھی نظر / موے میان یار بھی خط جبین ہوا
قد قامت الصلوٰۃ کہا جب نماز مین / مجکو خیال قد کا ترے نماز مین ہوا

سمجھا مین آب آئنہ مین موج کو خلیل / وہ بحر حسن مجھسے جو چین بر جبین ہوا

سرور وصل مین فرقت مین اضطراب رہا / ہمارے قلب مین ہر روز انقلاب رہا
روا روی مین جوانی کا کچھ مزا نملا / مسافرون کی طرح چار دن شباب رہا
شراب ناب نے توڑا طلسم توبہ کا / گھرا ہوا جو گھڑی بھر کبھی سحاب رہا
ہزارون قتل ہوے جبتلک رہا جوبن / چھری کو تیز کیے یار کا شباب رہا
مین وہ مسافر ملک عدم تھا ہستی مین / ہمیشہ گور غریبان مین پا تراب رہا
نہ اوسنے طے دل گم گشتہ کا ہوا جھگڑا / نشان طلب تھی رقم ملتوی حساب رہا
گھڑی گھڑی شب غم کی تھی دشمن دل و جان / الٰہی دیکھیے کیا ہو یہ اضطراب رہا
جہان مین نسبت تردامنی جو تھی مجھسے / تو اشکبار مری قبر پر سحاب رہا
زوال حسن مین بھی اینٹھتی رہی وہ لٹ / بہت جلی ہوئی رسّی مین پیچ و تاب رہا
شب وصال مین بھی بے سیاق کین باتین / کشیدہ صورت تہ سر حساب رہا تو
رہا یہ حال شب ہجر یار مین تا صبح / کہ باہر آنکھون سے مژگان کی طرح خواب رہا
نہ بوسے سے گئی کہنے کو لاکھ کی توبہ / مرا دہن دہن شیشۂ شراب رہا
بغیر یار مجھے چاندنی نے ایذا دی / قمر مین بھی اثر نور آفتاب رہا
نصیب مے نہ کسی دور مین ہوئی ہمکو / برنگ آبلہ ساغر مین اپنے آب رہا
بغیر ساقی و مے برشگال مین ہر سال / لہو گھٹا جو گھرا ایکدم سحاب رہا

خراب ہے دل مضطر کبھی گئی نہ خلیل
مثال دیر کہین کعبہ یہ خراب رہا

رسائی کی طرح پھر جاتا ہے رُخ چشم جانان کا
مزاج اک حال پر رہتا نہین بیمار انسان کا

مجھے پردے مین بوسہ دیجیے لبہائے خندان کا
ثواب اے یار ہوتا ہے نہایت غیر پنہان کا

دیا ہے آپنے بوسہ تو کیون اظہار کرتے ہو
کسیکو دیکے کہنا یہ مٹا دینا ہے احسان کا

جو راون کیا مین دل گر داغ الفت طالب جان ہو
وہ ممسک ہے اوٹھا سکتا نہین جو بار جہان کا

رہا کرتی ہین لالے کی طرح سے لال لال آنکھین
ذرا آئینہ مین دیکھو اثر خون شہیدان کا

نہ بھولیگی نہ بھولیگی تری بے رغبتی قاتل
زبان تیغ سے چکھا مزا خون شہیدان کا

رہائی مجلس گردون سے پائی قبر مین جاکر
نکالا ہے زمین کو کھود کر دروازہ زندان کا

نہ دیکھا اکدن کھلتے ہوئی مدت ہی قیدی ہون
مگر قفل دہان یار در ہے میرے زندان کا

اوڑی نیند اوسکی بھی دل کو مری زلفون مین الجھا کر
بہت ہشیار رہتا ہے نگہبان شب زندان کا

دل محبوس کا کل سے تمہین غفلت نہین لازم
نگہبان جائزہ ہر روز لے لیتے ہین زندان کا

جنون مین اے پری رو تا کجا رسوای عالم ہون
ڈھکے خاک لحد ای کاش پردہ تیرے عریان کا

کھلی کنج لحد مین بے ثباتی عیش و عشرت کی
کہ ساماں جہان مجموعہ تھا خواب پریشان کا

تسلی عاشق غمگین کی کرتا ہے نہین کوئی
کسی نے بھی کبھی پونچھا نہ آنسو شمع گریان کا

کھنچا کنج قفس مین طول یہ میری اسیری کو
نہ پہچانا جو دکھلایا مجھے نقشہ گلستان کا

مرے برباد کرنے پر فلک نے کیون کمر باندھی
الٰہی کیا مین ہون سوکھا ہوا پتا گلستان کا

جو آئے ہو مرے گھر کسلیے احسان جتاتے ہو
کرم ہی عیب خست سے سوا کم ظرف انسان کا

جھکاؤن سر کو محراب خم شمشیر قاتل مین
ثواب افزون ہے کعبہ مین نماز عید قربان کا

رخِ معشوق پر زلفون نے بیڈھب جال مارا ہے — تصرف کافرون کا ہے خدا حافظ ہے قرآن کا
دلِ عاشق نکلتا ہی نہین گرتا ہے جو اسمین — کوان تیرے زقن کا ہے گڑھا گنجِ شہیدان کا
قبا للہ او تار و ہمسے یہ دیکھا نہین جاتا ؎ — گلی کے بوسے لے سینہ پہ چڑھکر لب گریبان کا
شبِ وصلِ صنم ہی مین اجل نے مہربانی کی — الٰہی شکر تیرا منہ ہے کالا روزِ ہجران کا
شبِ وصلِ صنم مدت مین آئی ہے مرے گھر مین — بہت روزون مین منہ کالا ہوا ہی روزِ ہجران کا

نہین ہے غم خلیل افتادگی کا عشق مین ہمکو
کریگا دستگیری اپنی پنجہ شیرِ یزدان کا ؎

دل مجھسے منحرف ہے کچھ انقلاب ہوگا ؎ — جس گھر مین یا پھوٹ ہوگی وہ گھر خراب ہوگا
خوب اپنی فصلِ گل مین شغلِ شراب ہوگا — توبہ کا خون ہوگا تقوے خراب ہوگا
ملیے گا ہاتھ جسدن زائل شباب ہوگا — رنگِ حنا نہین جو پھر دستیاب ہوگا
عصیان نہین ہین پیارے اوسکے کرم سے افزون — میزان دیکھ لونگا جسدم حساب ہوگا
عاشق کے دل کی خوبی ہے داغ دل سے ظاہر ؎ — نقطہ اوسی پہ ہوگا جو انتخاب ہوگا ؎
بحرِ جہان مین تیری الفت ہے کشتیِ نوح — ہو ویگا منحرف جو وہ غرقِ آب ہوگا
فرقت کی شب سے جتنا دل کانپتا ہے میرا — مجرم کو بھی نہ اتنا خوفِ عذاب ہوگا
اوسکی گلی مین گر کر کھٹکا نہین ہے کوئی — مومن پہ کربلا مین کیونکر عذاب ہوگا
ہے گند مدتون کی برسون مین پاک ہوگی — ملے ایکدن مین کیونکر میرا حساب ہوگا
ہم جنس سے توقع کیا خاک کوئی رکھے — مٹی ہی سے لحد کی آخر عذاب ہوگا
اس ڈر سے بوسہ لب دیتے نہین وہ مجھکو — بیرنگ ہوکے مستی لاکھا خراب ہوگا
بے یار محفلِ عیش برہم تمام ہوگی — سردار جب نہ ہوگا لشکر خراب ہوگا

جسدن خیانتون کا گذرے گا بند غافل — درّہ سزا کا اک اک تہِ حساب ہوگا
رستے مین دم نلونگا مین تاکنار دلبر تو — مانند موج دریا جب اضطراب ہوگا
اک آفتاب رو کا عاشق ہون نہین یقین ہے — روزِ حساب مجھسے شمسی حساب ہوگا
بعد فنا ہو میری تربت پہ آئیے گا — میری نجات ہوگی تمکو ثواب ہوگا
مجھسے مقابلہ جب رونے مین یہ کریگا — دُھنکی ہوئی روئی سے بدتر سحاب ہوگا
یاد نہ اونکے آنکھین کھلکر جو بر رونگا مین — چھاگل کی گھونگرو نمین مشکون ہی آب ہوگا
پابندیِ تکلف انسان کو جب نہوگی — مٹی کا ٹھیکرا بھی غوری کا قاب ہوگا
جسدن کہا کہ تمپر مرتا ہون سنکے بولے — جو آپ سے مرے گا اوسپر عذاب ہوگا
اوس رشک گل کے رخ سے چھوٹیگا جب پسینا — سوہی سے بھی زیادہ رنگین نقاب ہوگا
لختِ جگر سے میرے لازم نہین کراہت — پاس اس عقیق کو بھی رکھے ثواب ہوگا
اک غیرت پری کے بوسے لیے ہین سینے — لطف انتقام مین بھی روزِ حساب ہوگا
جامِ شراب پردہ دونون کا کھولدے گا — مین بے لحاظ ہونگا وہ بےحجاب ہوگا

اس عشق و عاشقی سے باز آ خلیل باز آ
ہم کہتے ہین ابھی سے اکدن خراب ہوگا

گلا کرنہ اے قیس بیدل کسیکا — ہوا کون لیلےٰ شمائل کسیکا
جگر پر جو تیر مژہ اوسکا روکے — ہم اتنا نہین دیکھتے دل کسیکا
مرا دل ہے جیسا او دشمن جان — کوئی یون نہو دلگیا قاتل کسیکا
جھڑکتے ہو کیون ایک بوسہ پہ صاحب — نہین توڑتے اسطرح دل کسیکا
حنا گل پھولاتی ہے ہاتھون نہین اونکے — لہو آستین ہو ویگا شامل کسیکا

اکیلی جو برسوں رہی گرم جوشی
نہ ہو مدعا اوسنے حاصل کسیکا

اب آؤ بہت ہو چکے دم دلاسے
لیکاتے نہین اسطرح دل کسیکا

نظر جب سے آیا ہے پتلی کی صورت
پھرا کرتا ہے آنکھ مین تل کسیکا

طلسمات بین بحرِ عشق و محبت
نہ دیکھا کبھی ہمنے ساحل کسیکا

جتانا فروغ اپنا اوس سے کرے آگے
تجھے ڈر نہین شمع محفل کسیکا

خلیل اپنا کعبہ تمہین اسکو سمجھو
وہ خاطر مین لاتا نہین دل کسیکا

ترک اوسنے کر دیا رہنا ہمارے پاس کا
دشمنون کی جان پر ٹوٹے علم عباس کا

تیرگی دودِ آہ سے عالم مین یہ اندھیر ہے
مثل مردم آنکھ سے اوجھل ہے انسان پاس کا

طول ہجرِ یار نے کی قطع امیدِ وصال
ابتو مدت سے رہا کرتا ہے عالم یاس کا

عہد و پیمان کر کے بوسے کا ہوا اب منحرف
توڑنا اچھا نہین ظالم کسیکی آس کا

کشتۂ دندان ہون نہین کچہ تو رعایت چاہیے
بہرِ مدفن بھیجیے تجویز باغ الماس کا

تیرے دندان نے جواہر کو بھی مٹی کر دیا
کوڑیون کے مول بکتا ہے نگین الماس کا

یا الٰہی خیر ہو قاصد کی صورت ہے اداس
یار نے مضمون لکھا ہووے نہ خط مین یاس کا

بے زری ہونی نہین دیتی ہے وصل اوس ماہ کا
ہجر کی شب کی طرح کالا ہے منہ افلاس کا

کیون نہین تھوکون لہو عاشق ہون دانتون کا ترے
منہ کو آتا ہے کلیجا کشتۂ الماس کا

متصل ہے تیر اے طفل کمان ابرو لگا
سیکھے سب تم مشق اوڑاتے ہین نشانہ یاس کا

اے خلیل آئے قیامت یہ بھی جھگڑا ایک ہو
کھا گیا میرا کلیجا غم امید و یاس کا

افشا سے بازار ہوا راز تمہارا / پہونچا نہ سزا کو کبھی غماز تمہارا
پتھر کا بشر ہو تو ہو دمساز تمہارا / بندے سے اوٹھیگا نہ بتو ناز تمہارا
دیکھا ہے دہن کو بھی کمر کو بھی شب وصل / ہمسے نہین مخفی ہے کوئی راز تمہارا
تنگ اسقدر آیا ہون کہ پتھر کو اوٹھاؤن / لیکن نہ اوٹھاؤن گا بتو ناز تمہارا
دلچسپ ہے جو ہے حرکت آپکی صاحب / انداز سے خالی نہین ہے ناز تمہارا
تھی کسکو صنم آپکے آنیکی توقع / آنا مرے گھر مین ہے خداساز تمہارا
یہان داغ ہے وہان آپکا آئینہ مصاحب / دلسوز یہ میرا ہے وہ دمساز تمہارا
مرتا ہون خبر لو مری اے رشک مسیحا / کیا حشر کو کام آئیگا اعجاز تمہارا
اللہ نگہبان ہے خدا حافظ و ناصر / غماز ہمارا ہوا دمساز تمہارا
بیتاب کیا یار کی ابرو نے جو شبکو / لوٹا دم شمشیر یہ جانباز تمہارا
اے رشک پری رنج ہمین دیتا ہے گردون / اس دیونے بھی سیکھ لیا ناز تمہارا
تم غیر کے گھر جاتے ہو ہمسے نہ چھپاؤ / صورت سے تمہاری ہے عیان راز تمہارا
کیون تیغ کی مانند ہے بل دل مین خفا ہو / سر دینے کو موجود ہے جانباز تمہارا
پتھر لیے سب شہر کے لڑکے ہین جلو مین / دیوانہ ہے دیوانو نہین ممتاز تمہارا
چھیڑینگے نہ بے اذن شب وصل مین تمکو / کیون رنگ ہوا جاتا ہے پرواز تمہارا
انعام تو لے لیتا ہے جانے نہین دیتا / دربان بھی نہایت ہے دغاباز تمہارا
عیار تمہین کردیا شوخی نے تمہاری / کچھ کر نہین سکتا کوئی دمساز تمہارا
قانون دف و چنگ کو بھی چھیڑ کے دیکھا / نکلا نہ مگر کوئی ہم آواز تمہارا
ملتا ہی نہین کوئی کماندار جہان مین / مشہور لقب ہے قدانداز تمہارا

ہوگی نہ ثبوت آپ پہ چوری مرے دل کی
دم بھرتا ہے ہر ایک نظر باز تمہارا ؎

شاگرد خلیل آپ بھی آتش کے ہین شاید
کچھ اوس مین بہت ملتا ہے انداز تمہارا

قاتل نے بعد قتل مرے مسکرا دیا
کیا خوب خون بہا کو بھی خون بہا دیا

پی کر شراب بزم مین دیتے ہو گالیان ؎
تمنے حیا کا آنکھون سے پردہ اوٹھا دیا

پھرتا ہون گرد یار کے تا صبح شام سے
الفت نے مجکو چاند کا ہالا بنا دیا

رویا کبھی جو کھولکے دل شوق وصل مین
چشمون سے ہجر یار مین دریا بہا دیا

پوچھا کسی نے حال جو درد فراق کا ؎
اک آہ دل سی کھینچ کے آنسو بہا دیا ؎

مین نے بیان غم فرقت کیا یہانتک
جب دل بھی ہو چکا تو کلیجا کھلا دیا ؎

کھینچے ہوئے ہین دور ہمارا تصور سے
کیون چاند تمکو کسنے فلک پر چڑھا دیا

تنگ آگیا جو نالون سے میرے وہ شوخ چشم
آخر مجھے گلوری مین سرمہ کھلا دیا

وہ رند بادہ کش ہون کہ تعظیم کو مری
مینا سے مے نے اوٹھکے سر اپنا جھکا دیا ؎

رہتی ہے جان کنی مجھے دانتون کی یاد مین
موتی کے اشتیاق نے ہیرا کھلا دیا ؎

جب گھر مین وہ کھڑی ہوئی تب عکس حسن سے
ہر در مین آئنہ قد آدم لگا دیا

جان کا وبال ہو گیا نظارہ زلف کا ؎
آنکھون نے دل کے پیچھے بلا کو لگا دیا ؎

بحث شہود نقطۂ موہوم جب ہوئی ؎
اوس بت نے ہنسکے اپنے دہن کو دکھا دیا

جب خط لکھا ہی یار کو رویا ہون یہ خلیل
دریا مین آنسوون کے عریضہ بہا دیا

چلے وہ تو مین نقش پا ہو گیا
رہی چشم وا دم فنا ہو گیا ؎

وہ بت رام ہو کر خفا ہو گیا — الٰہی یہ کیا ماجرا ہو گیا
دم آہ ہونٹے آخر فنا ہو گیا — یہ ظاہر ہوا سے ہوا ہو گیا
ڈسیک وہ گیسو رسا ہو گیا — یہ بڑھ بڑھ کے سانپ اژدہا ہو گیا
چھٹے رنج سے دم فنا ہو گیا — گرفتار بلبل رہا ہو گیا
محرم کا عشرہ مین سمجھا اوسے — جو دس روز دلبر جدا ہو گیا
فغان تک نکلتی نہین ضعف سے — مین گویا نئے بینوا ہو گیا
نہ گھر سے فقیری مین نکلا کبھی — مین نقش نئے بوریا ہو گیا
وہ گیسو ہمیشہ ڈراتا رہا — بڑھا جب تو کالی گھٹا ہو گیا
قد یار کی ہے زمانے مین دھوم — قیامت سے محشر بپا ہو گیا
ہوئی چشم تر آہ سوزان سے خشک — اس آندھی سے پانی ہوا ہو گیا
مین وہ ناتوان ہون مجھے ضعف مین — الف آہ کا بھی عصا ہو گیا
غربت مین نالان وطن مین عزیز — جرس قافلے سے جدا ہو گیا
کمر کی محبت مین ایسا ہون گم — دہان بت دلربا ہو گیا
ہوا شور جب اوسکے خلخال کا — پھنکا صور محشر بپا ہو گیا
چلا جب وہ تیغ حسینی کی چال — ہر اک راستا کربلا ہو گیا
غم سبزہ خط کو کھاتا ہون مین — یہ زہر ہلاہل غذا ہو گیا
دکھایا جو سرگشتگی نے اثر — بگولا ہر اک نقش پا ہو گیا
لب گور مین خال کے عشقباز — یہ نقطہ دہان قضا ہو گیا
وہ رشک چمن تھا مگر بوئے گل — کہ جو آیا دم مین ہوا ہو گیا

تصور نے اک گندمی رنگ کے
یہ پیسا ہے دل کو روا ہو گیا

تم آؤ نہ آؤ بچین سے گے نہ ہم ؂
مرض عشق کا لا دوا ہو گیا

بھروسا بڑا دل کا تھا عشق میں
مصیبت پڑی تو جدا ہو گیا

ہوا بار رنگِ حنا ہاتھ میں ؂
کلائی سے کنگنا جدا ہو گیا ؂

ہمیشہ رہا درد و ناسور و داغ
یہ دل غم کی مہمان سرا ہو گیا

سنا ہے وہ کہتا ہے مجکو خلیل ؂
نہیں آیا مدت سے کیا ہو گیا ؂

تیغ ابرو پر جو محوِ آئنہ تو ہو گیا ؂
اولٹی سیفی کا اثر کیا اسے پریدہ ہو گیا

دل یہ ٹکرایا جدا پہلو سے جب تو ہو گیا
صاحبِ ماتم کا سینہ میرا پہلو ہو گیا ؂

سرنگوں حسنِ رخِ جانان سے گیسو ہو گیا
معجزہ سے قائلِ قرآن یہ ہندو ہو گیا

بوسہ ابرو لیا وصلِ پری رو ہو گیا ؂
تیغ پر قبضہ ہوا قاتل یہ قابو ہو گیا ؂

داغ ہے خالی نہیں پاتا ہوں میں کوئی جگہ
قرعۂ رمال گویا میرا پہلو ہو گیا ؂

شب کو شوقِ ہمکناری میں یہ پھیر کا اسے پری
میرا بازو طائرِ بسمل کا بازو ہو گیا

شمع سان مجکو جلایا دیدۂ تر نے مرے
میری ہی اشکوں سے داغی میرا پہلو ہو گیا

کھولکر زلفیں جو اوس مشتاق کی سیرِ چمن
بندۂ بے دام ہر سروِ لبِ جو ہو گیا ؂

سامنا ہی بہ بلا ہے عاشق و معشوق کا
چار آنکھیں جب ہوئیں دونو یہ جادو ہو گیا

دشت گردی کی یہ غلطانِ صنم کر عشق میں
پاؤں کا ہر آبلہ چھپا گل کا گھونگھرو ہو گیا ؂

ناتوانی سے میں گم ہوں تو لطافت سے نہاں
میں دہن تیرا تنِ لاغر مرا تو ہو گیا ؂

تھی ہی تنہائی میں جب مشقِ تصورِ وصل کی
متصل اوس شوخ کے زانو سے زانو ہو گیا

میں وہ دیوانہ ہوں دیوانی بھی کرتی ہیں ادب
میرے آگے قیس جب بیٹھا دو زانو ہو گیا ؔ

ایک بھی پھندا نہ ٹوٹا لاکھ تڑپا مرغِ دل ؔ
جال لوہے کا پریرو تیرا گیسو ہو گیا ؔ

عین دریا میں نکالا سینے جب دل کا غبار
خاک تو وہ بڑھ گیا اتنا کہ ٹاپو ہو گیا ؔ

کر نہ کاوش مجھ سے اے خطِ لبِ شیریں یار
بے سبب کیوں نیش زنبورِ عسل تو ہو گیا

خالِ روئے صاف جاناں دل کو دیتا ہے گزند
چھالا آئینہ کا بھی قسمت سے بچھو ہو گیا

لختِ دل کی دیدۂ تر سے ہے بیری آب و تاب
پھول جب مرجھا گیا بے رنگ و بے بو ہو گیا

جب ہوا غش سے افاقہ دل کو بیتابی ہوئی
طفل یہ سو کر اٹھا جس وقت بدخو ہو گیا

بارِ غم ہر روز اٹھاتا ہوں نہیں غیرت کے لیے
میرا جسمِ ناتواں چوبِ ترازو ہو گیا

داغِ غم نے عشقِ ابرو کے کلیجہ کھا لیا
ماہِ نو کی طرح خالی میرا پہلو ہو گیا

عرضِ مطلب جب کیا مینے کدورت بڑھ گئی
صاف وہ آئینہ رو لڑنے کو بررو ہو گیا

سرد مہری نے بتوں کی جب رلایا ہے خلیل
سخت تر اولے سے چشمِ تر کا آنسو ہو گیا

مائلِ بازی جو وہ طفلِ پریرو ہو گیا ؔ
آسماں پھرکی بنا خورشید لٹو ہو گیا

خم بھی ہونے سے نہ گیسو کی دل آزاری گئی
جب ہوا کوتاہ یہ افعی تو بچھو ہو گیا ؔ

پڑھ کے زلفوں نے کیا تیری کمر کو بے نشان
کیا ملے جب گم شبِ تاریک میں مو ہو گیا

ناگ دھج کے ٹھاٹھ سے صحرا میں رکھتا ہوں قدم
جیسے مجھ وحشی کو عشقِ مارِ گیسو ہو گیا

کر سکا زائل نہ اک دن تیرگی دودِ آہ
پھر بھی میرے سیہ خانے میں جگنو ہو گیا

بچ کے جا سکتا نہیں کوچے سے تیرے راہرو
اے صنم رہزن کی پھانسی تیرا گیسو ہو گیا

مرثیہ پڑھنے لگا اپنی شبِ غم کا جو میں ؔ
طائرِ سرخابِ لسوڑی سے بازو ہو گیا

سلسلہ اسکی درازی کا نہین ہوتا ہے قطع
اے صنم ظالم کی رسّی تیرا گیسو ہو گیا

چوٹ کھلواتی ہمیشہ دل کو وہ چشم سیاہ
آہوی جانان بھی صیاد دین کا آہو ہو گیا

نالے کرتا ہون مین جسدم پیار سے چلتا ہے یار
دل مرا پازیب کا اوس بت کے گھنگرو ہو گیا

وصل کیا ہے عرض مطلب بھی نہ عاشق کر سکے
صورت سلطان ظالم یار بدخو ہو گیا

جلوۂ زلف صنم سے آنکھین روشن ہین خلیل
سرمۂ کوری سواد شام گیسو ہو گیا

ہر رنگ مین اوس شوخ کا جلوہ نظر آیا
خورشید کے مانند وہ ہر جا نظر آیا

جب یار کو دیکھا نگہ دیدۂ دل سے
قطرہ نظر آیا تو وہ دریا نظر آیا

یہان بھی ترا جلوہ ہے وہان بھی ترا جلوہ
تصویر دو رویہ ترا نقشا نظر آیا

جس سرو گلستان پہ پڑی آنکھ چمن مین
طوبائے قد یار کا سایا نظر آیا

گہ عشق گہے حسن گہے نور گہے نار
نیرنگ ترا لطف تماشا نظر آیا

پرتو سے ترے دیکھتا ہون صورت عالم
تو روشنی دیدۂ بینا نظر آیا

دل ہی مین نہین کچھ ترا جلوہ تو ہر اک کو
شمع حرم و دیر کلیسا نظر آیا

پردے مین ہی تو پر ہے جہان تجھسے منور
پردہ ترا فانوس کا پردا نظر آیا

کثرت مین تجھے دیدۂ وحدت سے جو دیکھا
تو ارض و سما مین بھی تجھے یکتا نظر آیا

وہ رنگ ہے تیرا کہ ترے رنگ کے آگے
جس رنگ کو دیکھا ہے وہ پھیکا نظر آیا

حسن رخ لیلےٰ و گہے جلوۂ شیرین
تو دیدۂ عشاق مین کیا کیا نظر آیا

کنعان مین ہوا نور جمال مہ کنعان
تو مصر مین اے یار زلیخا نظر آیا

تیرا ہی یہ جلوہ ہے صنم ارض و سما مین
تو فرش سے تا عرش معلّےٰ نظر آیا

مظہر ہے ترا سرو و گل و قمری و بلبل
ہر برگ چمن مین ترا جلوا نظر آیا

جس بت پہ خلیل آنکھ پڑی اپنی جہانین
اوسمین مہر لقا یار کا جلوا نظر آیا ؒ

شبکو جو مرے گھر مین وہ جانانہ رہگیا
زلفون مین ایسا شانہ کیا شانہ رہگیا

تو اوٹھ گیا جو پاس سے ای غیرت پری
دل تھام تھام کر ترا دیوانہ رہگیا

آنسو بھرے ہین آنکھ مین گرتے نہین مگر
آخر چھلک چھلک کے یہ پیمانہ رہگیا

مستی مین دور کر کے بھی لپٹا نہ ای پری
مے پی کے چال یہ ترا مستانہ رہگیا

سودا سے زلف یار نے سرمہ کھلا دیا
جب بیڑیان پہن کے مین دیوانہ رہگیا

حیرت ہوئی یہ جلوۂ ساقی کو دیکھکر
منہ تک نہ آیا ہاتھ مین پیمانہ رہگیا

سونے مین حسن یار کے حیران یہ ہو گئے
ہر مشتری کے ہاتھ مین بیعانہ رہگیا

خط یادگار حسن ہے چہرے پہ یار کے
جاگیر ضبط ہو گئی پروانہ رہگیا ؒ

قارون رہا جہان مین نہ حاتم رہا خلیل
دونو کے بخل و جود کا افسانہ رہگیا ؒ

گیسو منڈا نہ بوجھ یہ تو دوش پر اوٹھا
اس لنگر گران کو نہ اے ہوکر اوٹھا

شبنم سے چشمہاے کواکب ہین اشکبار
اتنا نہ دود آہ دل زار سے اوٹھا

مد نظر ہے قتل تو حاضر ہے سر مرا
قاتل بات بات مین تیغ و سپر اوٹھا

اللہ ری شرم یار جو اولٹا نقاب بھی
منہ سے نہ ہاتھ وصل کی شب تا سحر اوٹھا

اسدرجہ ہوش اوڑا دیے جلوے نے یار کے
اوٹھا جو بزم یار سے وہ بیخبر اوٹھا ؒ

اول ہی شبکو روح بدن سے نکلگئی
صدمہ کبھی نہ وصل کا تا سحر اوٹھا

خونریزیان ہزار رقمین ہونگی جہان مین
نیزے کی طرح قاتل عالم نہ سر اوٹھا

وحشت مین قید کسکو ہے صحرا و شہر کی
چل دیتا ہون اودھر کیطرف منہ جدھر اوٹھا

کچھ تو خدا کا خوف بھی اے بت ضرور ہے
پتھر نہ بہر عاشق شوریدہ سر اوٹھا

جھگڑے ہون کیون نہ رنگ طلائی پہ یار کے
دنیا مین مفسدہ جو اوٹھا بہر زر اوٹھا

اے شوخ تیرے کشتۂ کاکل کی قبر سے
مار سیاہ بنکے دھوان بیشتر اوٹھا

رونے مین گر پڑی ہین یہ لخت جگر مرے
بلبل سمجھکے انکو نہ گلبرگ تر اوٹھا

لے دست غیر سے نہ گلوری مری حضور
بیڑا نہ میرے قتل کا بیدادگر اوٹھا

اے بت ترے حجاب سے پانی ہوا لہو
لٹدیاون پڑتا ہون زانو سے سر اوٹھا

بھڑکا مرے جلانیکی اک یہ بھی چال ہے
پہلو سے میرے گرم جو مثل شرر اوٹھا

تھرایا مہر و ماہ کی رنگت ہوئی سپید
وہ بدمزاج سوکے جو وقت سحر اوٹھا

ہے وقت کوچ عشق بتان چھوڑ اے خلیل
پشتارۂ گناہ نہ اب دوش پر اوٹھا

داخل چشم خیال رخ جانان نہوا
قید اس چاہ مین یوسف کسی عنوان نہوا

کھل گیا خلق پہ مخفی کسی عنوان نہوا
عیب سلطان ہے مرا عشق کہ پنہان نہوا

عاشقی سے نہ دل سوختہ نے پھل پایا
سچ ہے سرسبز کوئی دانۂ بریان نہوا

یار کی بزم تصور کیے نظارے
آنکھ در پردہ لڑی خوف نگہبان نہوا

[illegible] دنیا پہ نہ پڑی بھولکے بھی آنکھ اوسکی
صاد اس فرد کے اوپر کسی عنوان نہوا

حب دنیا ہے مگر جلوۂ حسن معشوق
سیر اس سے کسی صورت کوئی انسان نہوا

جسطرح دیکے دل و دین بت کو ہوا مین نادم
یون گنہ سے کوئی زاہد بھی پشیمان نہوا

منکرِ حسن کو کیا روے کتابی وہ دکھای
کہ ابوجہل پہ حجت کبھی قرآن نہوا

ترک لطفِ مے و معشوق غضب ہے واعظ
توبہ کر کے کوئی ایسا بھی پشیمان نہوا

چشم ناسور ہین گویا کہ مرے دیدۂ تر
بڑھ گئی کچھ نکچھ ایذا جو مین گریان نہوا

ظلمتِ خانۂ عاشق ہے مگر سایۂ چاہ
گذرِ جلوۂ خورشید درخشان نہوا

لاکھ موزون ہو جو معنی نہون تو قدر نہین
مصرعۂ سرو چمن داخلِ دیوان نہوا

عیب تقدیر چھپائے سے نہین چھپتا ہے
خطِ عارض کا لفافہ کسی عنوان نہوا ؎

بیحجابی نہوئی یار کی زائل شبِ وصل
تیغ نامرد کی صورت کبھی عریان نہوا

غم نہین غیر کو دے یار نشانی چھلا ؎
دیو پانے سے انگوٹھی کے سلیمان نہوا

رتبہ کیا خال کا ہو رخ کی نگہبانی سے
حافظ الملک ہر اک حافظِ قرآن نہوا

سیر کرنے کا سبب ہجر مین کیا پوچھتے ہو ؎
غم ہوا درد ہوا درد کا درمان نہوا ؎

لون نہ تصویر کو یوسف کی زمانے مین ترے
کوئی تقویم کہن سال کا خواہان نہوا

صورتِ غنچۂ گل منہ نہ بگڑ جاے کہین
اسلیے مین چمنِ دہر مین خندان نہوا

عقدۂ خاطرِ عشاق ہے تہ دست کی طرح ؎
جیسے قیدی مین ہوا واردِ زندان نہوا

وصل جب اوس سے ہوا زلف کا مضمون باندھا
جمع خاطر جو ہوئی دہن پریشان نہوا ؎

دل دکھاتا ہے خیالِ رخِ دلبر اکثر ؎
آفتِ جان ہوا دشمن ہوا مہمان نہوا

کیا غمِ دوری و دلدار کا احوال کہون
ہڈیان کھانے سے بھی سیر یہ مہمان نہوا

ٹھگ کی پھانسی ہوا عشقِ سرِ گیسو مجکو ؎
نہ رہائی ہوئی جبتک کہ مین بیجان نہوا

دشمنِ سخت سے کب اہل زبان دبتے ہین
کچہ زبان کو کبھی اندیشۂ دندان نہوا ؎

ترکِ غفلت سببِ رنج و الم ہوتا ہے
طفل جبتک کہ رہا بطن مین گریان نہوا

مین توڑ دیا تو ہوئی بزم بتان مین الچل
پڑ گیا کال اگر ہند مین باران نہوا

آدمی وہ ہے کہ جو حضرت آدم کی طرح
شیر مادر کا بھی شرمندۂ احسان نہوا

عیب چھپتا نہین دنیا مین حسینون کا خلیل
شمع کا چور کبھی بزم مین پنہان نہوا

دم توڑتا ہے ہجر مین بیمار تمہارا
جلد آئیے چھٹتا ہے گرفتار تمہارا

اتنا ہی غنیمت ہے مجھے یار تمہارا
آنکھون پہ رہو دل پہ نہین بار تمہارا

اب کشتے مے ہاتھ مین لی پیر مغان نے
بیڑا ہوا اے بادہ کشو پار تمہارا

کچھ رنگ دکھایا اثر عشق نے میرے
مرجھایا ہوا ہے گل رخسار تمہارا

گل پھولتے ہین باغ مین جانیسی تمہاری
ہے باد بہاری قدم اے یار تمہارا

وہ آنکھ ہی پھوٹی ہوئی کوڑی سے بھی بدتر
جس آنکھ نے دیکھا نہین دیدار تمہارا

نکلا نہین خط حسن پہ پھولو تو بجا ہے
چہرہ ہے ابھی تک گل بیخار تمہارا

جو دل مجھی کہتا ہے وہی کرتا ہون آیا
دلال کے تابع ہے خریدار تمہارا

کیون مینے کہا سرو چمن قد کو تمہارے
گردن زدنی مین ہون گنہگار تمہارا

مشتاق شہادت کے گلے پر نہین رکھتے
گھس جائیگا کیا خنجر خونخوار تمہارا

تعریف مین دانتون کی بگڑتے ہو جو مجھسے
کیا لوٹ گیا موتیون کا ہار تمہارا

کپڑونکو مرے پھاڑتے ہو مجھسے لپٹکر
شفقت ہے درندون کی طرح پیار تمہارا

غنچہ کی طرح تنگ دہن عادت سے تمہاری
ہر بات مین منہ پھولتا ہے یار تمہارا

کیا مور کا منہ ملک سلیمان کو جو لے لے
کسطرح کوئی ہووے خریدار تمہارا

خاطر نہ کیا حور سے فردوس مین جا کر
مرکے بھی مجھے پاس رہا یار تمہارا

دم گھونٹتا ہے گیسوے شبگون کا تصور ٭ اک ضیق مین رہتا ہے یہ بیمار تمہارا ٭

جسد نے بنایا ہے صنم گھر کو تمہارے ٭ شداد بنا پھرتا ہے معمار تمہارا ٭

کھا جاتا ہے سودا نہین بنتا ہے جو تمسے ٭ بازار مین ہرتال خریدار تمہارا

جاگو گے مرے ساتھ شب وصل مین گر تم ٭ رکھونگا لقب دولت بیدار تمہارا

عاشق ہون بتو تم مجھے جو چاہو سزا دو ٭ اللہ کا بندہ ہون گنہگار تمہارا ٭

بوسہ یہ تامل نکر اے کان ملاحت ٭ پڑتا ہے کھٹائی مین نمکخوار تمہارا

جب کسلیے رہتے ہو خلیل جگر افگار ٭
بتلاؤ تو کیا حال ہے اے یار تمہارا

ہاتھ اوٹھا سارے زمانیسے وہ انسان بیٹھا ٭ توڑ کے پاون جو در پر ترے جانان بیٹھا

نذر کیو اسطے لاتے ہین زر گل بلبل ٭ خوب سکہ ترا اے رشک گلستان بیٹھا ٭

چاندنی دھوپ ہوئی رات گئی دن نکلا ٭ جبکہ وہ مہر شب ماہ مین عریان بیٹھا ٭

محو حیرت تھا مین تو بھی نگیا اوسکا حجاب ٭ چشم تصویر کے آگے بھی نہ عریان بیٹھا ٭

ہاتھ پر تو نے بٹھا کر جو اوڑایا ہے باز ٭ شاخ پر گل کی نہ پھر بلبل نالان بیٹھا ٭

دل بے عشق کی کرتا ہین حفاظت کیونکر ٭ کب در خانہ ویران یہ نگہبان بیٹھا ٭

چشم حیران مین نہ ٹھہرا ترے چہرے کا خیال ٭ یہ نگین خانہ خاتم مین نہ اے جان بیٹھا ٭

جانتا تھا جو مین ہستی کو سراے فانی ٭ اپنی محفل مین بھی مین صورت مہمان بیٹھا

سنگ چکی کا ٹھہر جاتا ہے چلتے چلتے ٭ جستجو سے نہ کبھی تھک کے یہ انسان بیٹھا

عہد کا اپنے فلاطون اوسے ہمنے سمجھا ٭ کنج عزلت مین جو تنہا کوئی انسان بیٹھا

طے رہ ملک عدم عمر روان کرتی ہے ٭ ہے مرے توسن چالاک پہ انسان بیٹھا

رنج دربان یہ اوٹھائے ہین بجاؤ لگا کبھو
درِ فردوس پہ ہووےگا جو رضوان بیٹھا

کھال زنبور سے کھینچی سرِ محفل میری
بھڑکے جب متصل پہلوئے جانان بیٹھا

کسکے یہ دست نگارین نے اوکھاڑا ہے تجھے
کبھی گلتا نہ ترا پنجۂ مرجان بیٹھا ژ

لب سوفار نزاکت پہ ترے ہنستے ہین
تیر کاری نکوئی دل پہ مری جان بیٹھا

خون ناحق جو دکھائے گا اثر سن لینا
جاکے گھر سے وہ سرِ گنج شہیدان بیٹھا

غم واندوہ سے ہستی کے چھٹا بعد فنا
عمر بھر مین صفِ ماتم پہ رہا یان بیٹھا

اوسکو ہر جا پہ ہر اک شخص نے پایا موجود
گبر بتخانے مین مسجد مین مسلمان بیٹھا

سرکشو بعد فنا خاک مین ملنا ہے ضرور
سر اوٹھاکر نکوئی قبر مین انسان بیٹھا

دل سے نالہ کبھی اوٹھتا ہے جگر سے کبھی آہ
جھیلتا ہو نہین بلائے غمِ ہجران بیٹھا

رو دیا ہنسنے مین تو عشاق کے دل ڈوب گئے
برق چمکی جو کبھی بزم مین خندان بیٹھا

چاہ کنعان مین ہوا پنجۂ مرجان کا گمان
ہاتھ رکھکے جو وہ بالائے زنخدان بیٹھا

اوڑ گیا قید سے مین نالۂ زنجیر کی طرح ژ
درِ زندان پہ رہا حافظِ زندان بیٹھا

گھر سے نکلا جو وہ دیدار کے خاطر در پر
منڈچرا بنکے ہر اک عاشقِ نالان بیٹھا

کیون نہ مسرور ہو مین دل پہ ہوا عشق کا داغ
جشن کا روز ہوا تخت پہ سلطان بیٹھا

قہر ہے عشق جفا کار یہ اندھیر ترا ژ
قید مین ظلم سے تیرے مہِ کنعان بیٹھا

آکے قربان ہوئی بلبلِ شیراز کی روح
جب وہ بستان مین یہ پڑھنے کو گلستان بیٹھا

شور اوٹھا صور پھنکا حشر نمودار ہوا
جس جگہ پر مین کہین با دلِ نالان بیٹھا

عید نوروز ہوئی مہر حمل مین آیا
جب عماری مین وہ رشکِ مہِ تابان بیٹھا

عشق سے کاہ ہو نہین حسن سے وہ آتش تیز
شعلہ اوٹھا جو مرے پاس وہ جانان بیٹھا

اوسکی محفل مین جو دلسوز نہ نکلا کوئی
جاکے مین متصل شمع شبستان بیٹھا

زندگانی مین ولا یار کا ہے قرب محال
جیسے جی حور کے نزدیک کب انسان بیٹھا

جیسے آزردہ کیا چھیڑکے اوس قاتل کو
واجب القتل کی صورت ہون پشیمان بیٹھا

تھی گرہ یار کے دل مین جو مری جانب سے
میرے پہلو مین نہ کھلکے کسی عنوان بیٹھا

معنیٔ فاعتبروا سے ہو اگر آگاہی
رہے انسان سر گور غریبان بیٹھا

یہی باعث ہے اوٹھا کرتا ہی جو ذات الجنب
میرے پہلو مین نہ وہ عیسیٔ دوران بیٹھا

چاندنی چادر مہتاب ہوئی جلوے سے
فرش پر ناز سے جب وہ مہ تابان بیٹھا

وصل کی شب مین مجھے بولتے ہی موت آئی
تیر جوڑے ہوے تھا مرغ سحرخوان بیٹھا

سیر نیرنگ جہان گذران کرتا ہون
دیکھتا ہون مین تماشاے گلستان بیٹھا

مکر پر جیسے کمر باندھی ہے انسانون نے
اپنی بیکاری پہ سر دھنتا ہے شیطان بیٹھا

میری تعظیم کو پاون پہ گرا وہ اوٹھکر
جس مکان مین کبھی با دیدۂ گریان بیٹھا

ڈر دم نظم رہے ہے کیون نہ خلیل آتش کا
ہے نیستان مین ابھی شیر نیستان بیٹھا

سیر کرنے جو چمن مین وہ پریزاد آیا
ہوش بلبل کے اوڑے باغ مین صیاد آیا

زلفین بکھرا کے وہ ترک ستم ایجاد آیا
قتل کو میرے زرہ پہن کے جلاد آیا

سیر کرنیکو جدھر وہ ستم ایجاد آیا
فتنہ اوٹھا پئے تعظیم کہ اوستاد آیا

خیر ہو خیر ہو گلشن کی ہوا کچھ بگڑی
خون بلبل پہ کمر باندھکے صیاد آیا

کبھی دیکھا جو اوبلتے ہوے مے کو خم سے
جوش اپنی بھی جوانی کا ہمین یاد آیا

مینے محراب خم تیغ مین باندھے چلّے
نہ اجل آئی مرے گھر مین نہ جلاد آیا

آیا محفل مین جو وہ کرگئین روحین پرواز
جانور اوڑ گئے جب باغ مین صیاد آیا

فاتحہ خیر کا پڑھنے لگے مرغان اسیر
جب کبھی سوے قفس غیظ مین صیاد آیا

گرم آہون سے ہوا دل بتِ کافر کا گداز
اس کڑی آنچ سی کیا چرخ مین فولاد آیا

کیا ڈرون قتل سی جسروز ہوا مین پیدا
تہنیت کو مرے دروازے پہ جلاد آیا

رعب سے محکمۂ حسن کے دم بند ہوا
ہوگیا گنگ جو کرنے کوئی فریاد آیا

دشت وحشت مین نہ بولا مری آکے مجنون
طفل چپ ہوگیا مکتب مین جو اوستاد آیا

صورتِ یار سے نقاش ازل کو جانا
یاد صنعت سے مجھے صانعِ ایجاد آیا

صور پھونکا مرے نالون نے شبِ فرقت مین
وجد مین سنکے فغانی مری فریاد آیا

حسن مین تیر خط یار کا لوہا نکلا
روبرو یار کے جب قطعۂ حداد آیا

اہلِ دنیا ہین تمام اپنی غرض کے بندے
پڑ گئی جب کوئی مشکل تو خدا یاد آیا

مین وہ نالا ہون جو پیدا ہوا کہنی لگی خلق
آج ناقوس صنم خانہ ایجاد آیا

خون ناحق سے پشیمان یہ ہوا بعد مرے
جیتے جی گھر سے نہ باہر کبھی جلاد آیا

ہاتھ سے گیسوے معشوق کو کہولا شبِ وصل
ہتکنڈا شانہ کا کل کا مجھے یاد آیا

بندشِ چست نزاکت کے سبب دے لسنکے
کمرِ یار کا مضمون بھی اگر یاد آیا

طول سا طول تھا ہوتی ہی نہ تھی صبح خلیل
شبِ فرقت مین مجھے حشر کا دن یاد آیا

نکلے مانگ سے دل زلف یار مین اٹکا
جو راہ راست کو بھولا اسی طرح بھٹکا

کمند گردنِ دل بال بال ہے لٹکا
خدا کا قہر ہے زنجیر زلف کا جھٹکا

چٹک آئی ذرہ دہوا بل پڑا لگا جھٹکا
کمر یہ شانے سے گیسوے یار جب لٹکا

کیا بہار مین جسنے بتایا جو لٹکا ٭ گیا نہ زلف کا سودا ہزار سر پٹکا
وہ زلف لینے نہین دیتی بوسہ ہاے دہن ٭ تمکو چھو نہین سکتا بلا کا ہے کھٹکا
شبِ فراق مین بتیا ہون نگیند کی طرح ٭ فلک پہ مجکو اوچھالا زمین پہ دے ٹپکا
لپیٹ لیتا ہے اپنی کمر سے یار اکثر ٭ ہوئی ہے زلف درازی سے شال کا ٹیکا
ہماری خاک لحد پر جو کچہ ہوا و سوا اس ٭ ہزار مرتبہ دامن کو یار نے جھٹکا
نہین نکلتی ہے باہم شبِ ہمان کی شکل ٭ ڈراونکو اپنونکا بیگانون کا مجھے کھٹکا
پرودئے جب گہرِ شب چراغ بالون مین ٭ تو جھاڑ نور کا گیسوے یار مین لٹکا
جلائینگے مرا دل سرد مہریان تیری ٭ کہ برف کھانیسے ہوتا ہے پیاس کا چٹکا
کبھی ملے نہ چرائے جو نقدِ دل کو وہ لف ٭ پھری تلاش مین شب گردشِ تک بھٹکا
پڑھا عمل جو بپئے زلف بڑھگیا سودا ٭ مجھی پہ پیچ پڑا اسنے جو کیا لٹکا
ہوا خراب مین اس شہسوار کے پیچھے ٭ لگی نہ گرد قدم ہاتھ لاکھ سر پٹکا
وہی کیا کہ جو منہ سے نکلگیا اوسکے ٭ وہ طفل شوخ وحسین بادشاہی ہٹکا
جمال یار کو دیکھون نہ بیحجاب کبھی ٭ مقام رشک ہے آنکھون سے دل کو ہی کھٹکا

رہی خلیل یہ نفرت ہمین تصنع سے
کیا نہ نظم کبھی قافیہ بنا ڈہکا

آہ سے مین خستہ جگر اوڑ گیا ٭ خس کی طرح پھونک سی پر اوڑ گیا
کبک کو تھا ناز بہت چال پر ٭ یار کی ٹھوکر سے مگر اوڑ گیا
مٹگئی کیا جلد بہارِ شباب ٭ رنگ یہ کچا تھا مگر اوڑ گیا
وہ جو گئے باغ مین مثلِ نسیم ٭ رشک سے رنگِ گلِ تر اوڑ گیا

ہجر کی شب ہے نہین دیتا اذان
آج کہان مرغ سحر اوڑ گیا

یار ہوا دل کے وہ تیر نگاہ ؎
تھا یہ ہدف آڑ مین پر اوڑ گیا

کرکے فغان سینہ سے دل چل دیا
بولکے بلبل یہ کدھر اوڑ گیا

ہو گیا مشہور مرا راز عشق
خلق مین مانند خبر اوڑ گیا

خلق مین ٹھہرا نکولی گرم رو
سنگ سے نکلا تو شرر اوڑ گیا

ہجر مین دن رات ہی اندھیر ہے
طائر خورشید کدھر اوڑ گیا

کیا کہون وحشت مین کدھر کا عزم
گرد بیابان ہون جدھر اوڑ گیا

دیگر

فراق یار کا غم وصل یار مین بھی تھا
خزان کے جور کا کھٹکا بہار مین بھی تھا

لپٹ گیا جو تمہین دیکھکر اکیلے مین
تمہین بتاؤ کہ مین اختیار مین بھی تھا

شباب ہی سے اسیطرح زرد و زار ہین ہم
خزان کا رنگ ہماری بہار مین بھی تھا

دیگر

آفت شباب مین وہ پریزاد ہو گیا ؎
بانی ستم کا ظلم کی بنیاد ہو گیا ؎

وہ طفل غم نصیب دبستان عشق ہون
بھولا مین آپکو جو سبق یاد ہو گیا ؎

کچھ بھی ہوا نہ غور کی جس مین بھر گئی
مثل حباب دم مین وہ برباد ہو گیا ؎

منہ نوچ نوچکر شب فرقت مین جان دی
ناخن سے کار تیشۂ فرہاد ہو گیا ؎

جوش جنون ہوا مجھے عہد شباب مین
مین مثل گل بہار مین برباد ہو گیا

اشکون مین صرف ہو گیا خون دل و جگر ؎
یہ مال وقف حصۂ اولاد ہو گیا ؎

کچھ سوز غم سے دل کا کڑا پن نہ چل سکا
پانی پگھل پگھلکے یہ فولاد ہو گیا ؎

تا دیر کر کے قتل ہا سر نگون وہ ترک
خون اپنا بار گردنِ جلاد ہو گیا

وہ عندلیب زار ہون کنجِ قفس مین مین
نالون سے بار خاطرِ صیاد ہو گیا

یاد آ گیا چمن مین جو قدِ بلند یار
تیرہ مری نگاہ مین شمشاد ہو گیا

مارا جو تو نے پھول کسی پر تو رشک سے
داغ اپنے دل مین اک ستم ایجاد ہو گیا

بھولے چمن کو لطف اسیری مین یہ ملا
دار السرور خانۂ صیاد ہو گیا

بے صبر دل تباہ ہوا بحر عشق مین
لنگر نہ تھا جہاز یہ برباد ہو گیا

دل مین خیال ہے صفِ مژگانِ یار کا
یہ خانہ کنج نشترِ فصاد ہو گیا

دیکھی کتاب علم محبت جو اک نظر
افسانہ حسن و عشق کا سب یاد ہو گیا

کٹتی نہین ہین مجرمِ الفت کی بیڑیان
جو مر گیا وہ قید سے آزاد ہو گیا

تمکین ناز بولنے دیتا نہین اسے
بت حسن کے سبب وہ پریزاد ہو گیا

نالان کبھی خموش کبھی ہے ہلیان کبھی
کیا تجکو ان نون دلِ ناشاد ہو گیا

دل کاروان سرا کی طرح روز اے خلیل
ویران سحر کو شام کو آباد ہو گیا

دل سے دورِ الفت ابرو کو بھلا کیا کرتا
ہڈیون گوشت سے ناخن کو جدا کیا کرتا

گریہ و نالۂ دل نے مجھے مارا بے موت
دشمنی اور اثر آب و ہوا کیا کرتا

کفِ محبوب کو کیا مہر کا پنجہ کہتا
یدِ بیضا کو مین انگشت نما کیا کرتا

راستا کوچۂ گیسو کا نہ تھا کچھ ظلمات
رہبری یان خضرِ راہ نما کیا کرتا

شکے نالہ مرا کیونکر نہ وہ ہوتے بے چین
قادر انداز تھا مین تیر خطا کیا کرتا

قابلِ پیشکشِ یار نہ تھا دل شبِ وصل
آئنہ نذرِ سکندر مین بھلا کیا کرتا

ستم یار کا تھا وصل مین شکوہ بیجا ؛
جان کا ڈر تھا ہلا کو سے گلا کیا کرتا

جھوٹی چاہت نہ جتائی کبھی مینے او بے پیر
کوسنے والون کی طرح مکر و دغا کیا کرتا

دیکھکر یار کے ابرو کو پڑھا استغفار
غیر بخشش کی مین کعبی مین دعا کیا کرتا

جانتا ہون بت مشہور کی ہے دید محال
خواہش جلوہ دیدار خدا کیا کرتا

دل نہ عقبیٰ کی طرف ہی سوے دنیا پھیرا
جانب دھر رخ قبلہ نما کیا کرتا ؛

ڈھونڈھتا کیا کمر یار ہٹا کر زلفین ؛
جستجو مال کی شبکو مین بھلا کیا کرتا

تھا مداوا مرض عشق کا آخر مین فضول
دق کی مین تیسرے درجی مین دوا کیا کرتا

مال و دولت کا فلک سی نہوا مین سائل
مرد تھا خواہش اکثیر و طلا کیا کرتا ؛

چپ ہا دیکھکے پھیرے ہوے معشوق کو مین ؛
بیوفائی کا مین دنیا سے گلا کیا کرتا ؛

بزم مین یار کے نالہ نہ کیا اس ڈر سے
مین اوٹھا کر یہ علم حشر بپا کیا کرتا ؛

یار خاموش تھا کیا وصل مین کہتا مین خلیل
بند تھا باب اجابت مین دعا کیا کرتا ؛

ساقی ہے گھٹا شیشہ اوٹھا جام کو چھلکا ؛
چلتا نہین اس بزم مین کیا پاون ہی شل کا

ظلم آج بتو کرتے ہو کھٹکا نہین کل کا
کیا روز نہ آئیگا مکافات عمل کا ؛

معمار ہی سمجھے وہ اگر اپنے محل کا
کیا خوش ہون کہ ماتم مین ہوا راج محل کا

اب ضبط کرونگا نہ خفا ہو جیے مجھپر ؛
نالون کی قسم لیجیے رونیکا مچلکا ؛

کھٹکا ہے حسینون ہی کو گلزار جہان مین
گلچین ہے عدو پھول کا دشمن نہین پھل کا

پھرتے ہو کرن کاٹتا ہے نامہ بری مین
قاصد مرا گویا کہ روڑہ ہے محل کا

کی ترک بت شوخ فرنگی سے ملاقات
ظلم او ٹھ نہ سکا مجھسے نصارا کے عمل کا

گلزار مین بے یار کے آنکھون مین ہماری
وستِ گل شاداب طمانچہ ہے اجل کا

کیا تجھسے کہون اے شہِ خوبان نہ ستم کر
سلطان سے کوئی ظلم کا لیتا ہے چھلکا

حسرت ہی رہی ساغرِ لبریز کی مجکو
اوچھے کی طرح جام نہ ساقی کبھی چھلکا

دل سے نہ فغان کی نہ گرے آنکھ سے آنسو
خم مین نہ ابال آیا نہ ساغر کبھی چھلکا

ایذائے شبِ ہجر سے دم توڑ رہا ہون
آتی نہین کیا ٹوٹ گیا پاون اجل کا

محبوب حسینہ کو وحشت نہو سنکر
رام آہوے شہری ہو یہ ہے لطف غزل کا

تصویر تری خامۂ قدرت نے جو کھینچی
دل ٹوٹ گیا دیکھ کے نقاشِ ازل کا

کیا نعمتِ دنیا کی حقیقت ہے حریصو
دیکھو کہ عسل تھوک ہے زنبورِ عسل کا

بھاتے ہین مرے شعر او نہین جنگ مین اکثر
ہو جاتا ہے حسن اور ہی گانے مین غزل کا

ہر چند کہ ہو جاوین پیمبر کے مصاحب
دل صاف نہین ہوتا ہے یارانِ دغل کا

کہدیتا ہے جو پھونکتا ہے کانمین اوسکے
وہ شوخ بھی ہرنے کی طرح پیٹ کا ہلکا

ٹکراتا ہے دل فرقتِ محبوب مین ہر شب
حافظ ہے خدا سینہ کا پہلو کا بغل کا

تو وہ ہے حسین مثل ترے اور نہو گا
محبوب ہے بد تک کوئی سلطانِ ازل کا

حیرت زدہ ہو کر جو مین رویا سرِ محفل
کہنے لگے لو ساغرِ تصویر بھی چھلکا

یہ کہکے نکلجاتا ہے پہلو سے مری یار
دل سے بھی ترے تنگ شکنجہ ہے بغل کا

کم سن سے سوا لطف ہے معشوق جوانین
ہوتا ہے مزا اور ہی پکتے ہوئے پھل کا

یون اپنے دمِ سرد سے حال اپنا ہوا ہے
جسطرح کہ جاڑے مین برا حال ہو شل کا

کیا خوب فل ہے تری لپٹی ہوئی کاکل
پیچ اسکا ہر اک پیچ ہے گیسوے اجل کا

پڑھ چلکے خلیل اپنی غزل کو شعرا مین
صحبت مین سخندانون کے ہے لطف غزل کا

منہ نہ محشر مین بھی دکھلایئے گا
بیٹھے ہین اور بھی شرمایئے گا

میرے دل مین اگر آپ آیئے گا
داغ کی طرح سے رہ جایئے گا

خطِ توام کے ورق ہین ہم تم
چھوٹکر ہمسے بگڑ جایئے گا

مین گنہگار ہون میرے گھر مین
رحمتِ حق کی طرح آیئے گا

یار نے آکے دمِ نزع کہا
کیا ارادہ ہے کہان جایئے گا

کیا لکھون شورشِ دل کاغذ مین
تاؤ کاکل کی طرح کھایئے گا

چھپ رہو ڈھونڈھ نکالونگا مین
یاسے مردی سے تو ہاتھ آیئے گا

نہ بلانے سے تمھارے یہ کھلا
موت کو بھیج کے بلوایئے گا

داغ دل لیجیے عاشق کا قبول
لیکے اس پھول کو پھل پایئے گا

عاشقِ جلوۂ رفتار ہون مین
پاؤن پوجونگا جو ہاتھ آیئے گا

دید کی بھی ہوئی اب قطع امید
سنتے ہین مثل صدا آیئے گا

صلح معلوم مگر لڑنے کو
شاہ ایران کی طرح آیئے گا

دل کو اس شرط پہ دیتا ہون مین
ہے یہ وحشی اسے بہلایئے گا

نو گرفتارِ محبت ہون مین
میری وحشت سے نہ گھبرایئے گا

گر ترقی پہ یہی حسن رہا
روز بہروپ نیا لایئے گا

اثرِ جذبِ محبت جو ہوا
مین تو کیا آپ بھی گھبرایئے گا

ہاتھ باندھون بھی تو ٹھہرینگے نہ آپ
نبض کی طرح سے چلے جایئے گا

نہ مزارِ شہدا پر چلیے
شہر سنسان ہے گھبرایئے گا

صورتِ دزدِ حنا ہین بیکار
آپ اگر ہاتھ بھی آجایئے گا

دو گے بوسہ جو لبِ شیرین کا
قند محتاج کو کھلوائیے گا

چال پر مرئیے نہ اوس بت کی خلیل
دو ٹکے ہو گی نہ پچتائیے گا

کیا بیان کرون اوسکی مین لطافتِ تن کا
ہے نشان کلائی پر موتیون کی سُمرن کا

پھر بہار آئی ہے پھر جنون کی شورش ہے
پھر ہوا گریبان سے دور ربط دامن کا

جسم پر جمی ہے خاک دور کسطرح کیجیے
یہان حواس ہین زائل کسکو ہوش ہی تن کا

نالہ کش ہوا ہے جب فصل گل مین میری ساتھ
بند کر دیا ہے دم مینے مرغ گلشن کا

سیل اشک چشمون مین آج کل ہے طوفان زا
اب خدا نگہبان ہے اپنے خانۂ تن کا

کسکو تاب ہی ایسی دیکھ لے بجھے عریان
نور کہتے ہین جسکو سایہ ہے ترے تن کا

ہے بجا جو فانوسین کھینچے آستینونکو
بازوون پہ ہے عالم صاف شمع روشن کا

جان لے غنیمت تو دیدِ گلشنِ عالم
رابطہ دو روزہ ہے روح سے یہان تن کا

آتشِ رخِ دلبر کیون نہ پھونکدے دل کو
برق کو جلانے مین پاس کب ہے خرمن کا

صنعتِ خدا مین عقل آدمی کی حیران ہے
حال کچھ نہین کھلتا کیا طلسم ہے تن کا

زیر خاک بھی ہمکو کیسکی یاد مژگان ہے
رشک خار صحرا ہے سبزہ اپنے مدفن کا

شہر مین گریبان کی دھجیان جنون نے کین
وقف خار صحرا ہے تار تار دامن کا

ہونگے عشق مین تیرے روز سیکڑون مجنون
گر یہی رہا عالم یار تیرے جوبن کا

ہر کس و ناکس کو شاعری کا دعوی ہے
مرتبہ ہوا ہے یہ اسے خلیل اس فن کا

فرقت مین دل بھی ہمرہ تاب و توان گیا
یوسف کو ساتھ لیکے مرا کاروان گیا

جا کر لحد مین سوے بت دلستان گیا — مین گر کے اس ترنگ مین دیکھو کہان گیا
جس لالہ رو سے عشق کیا داغ دے گیا — غمگی غذا ملی مین جہان میہمان گیا ؛
آنکھو نسے نور جسم سے جان دل سے صبر و تاب — کھو لے گئے ہین جب سے وہ آرام جان گیا
کی پیروی بے شمس و قمر اوسکی راہ مین — سر سے کی ہین نے قطع مسافت جہان گیا
ہے قدر جنس حسن کی بازار دہر مین — یوسف ہوا عزیز جہان مین جہان گیا
الفت مین مثل تیغ کسا یا ہزار بار ؛ — تو بھی گمان بد نہ ترا بدگمان گیا ؛
کیون ہو نہ زلف مین دل وحشی کو اضطراب — سر پھوڑتا ہے مرغ قفس مین جہان گیا
ٹوٹا بھی دل تو دل مین کہا عشق زلف یار — در بھی کھلا تو گھر سے نہ باہر دھوان گیا
سودے مین بھی گیا نہ رخ یار کا خیال ؛ — یہ چاند ساتھ ساتھ پھرا مین جہان گیا
گیسوے یار بھی ہے شکنجہ عذاب کا ؛ — ہوتے ہین کیا فشار دل اسمین جہان گیا
دل مین اوتر کے چھین لیا دل کو یار نے — ہو کر نزول مفت ہمارا مکان گیا ؛

دل سے مٹا ہے داغ محبت ملال ہے
کیون خانۂ خلیل سے یہ میہمان گیا

جوبن رہتا نہین کسی کا — یہ دھوپ بھی سایہ ہے پری کا
فرقت مین اجل کا سامنا ہے — یہ وقت ہے سخت بیکسی کا
سنیے مرے شعر گوش دل سے — ہندی مین مزا ہے فارسی کا
آزردہ ہوا وہ شمع رخسار ؛ — کالا ہوا منہ جلی کٹی کا ؛ ؛
جب ہو گئے مقابل اوس دہن سے — پردہ کھلجائے گا کلی کا ؛
اوس غنچہ دہن نے منہ لگایا — کیا بخت ہے پھولے کلی کا

جب بزم سے اوٹھ کھڑا ہوا یار
قابو مین رہا نہ دل کسی کا

رسوا کرتا ہے عشق گیسو
سودا یہ کلنک کا ہے ٹیکا

دل ٹوٹے تو حال دل ہو معلوم
بو پھوٹے جو مُنہ کھُلے کلی کا

تجھپر اسے غیرتِ مسیحی
میری تو مزا ہے زندگی کا

ہے داغ سے آبرو سے عاشق
تمغا ہے یہ عشق وعاشقی کا

چاہت کی جو تلخیان اوٹھائے
پِتّا پانی ہو آدمی کا

ناسور کی زخم ابتدا ہے
انجام اچھا نہین ہنسی کا

کیا دولتِ دید یار لوٹے
دل آئنہ ہو جو آرسی کا

دیتا ہے خدا خلیل سبکو
ہے عرش پہ رزق آدمی کا

فقر مین شیفتۂ دولتِ دنیا نہوا
مین وہ ہون مرد کہ محتاج طلا کا نہوا

فیض ممسک سببِ عیش کسیکا نہوا
چرخ کا اہل زمین پر کبھی سایا نہوا

دل کا مطلب کہا کاتبِ اعمال ہے ساتھ
مین کبھی تنہا نہوا یار بھی تنہا نہوا

وصف سنا لبِ شیرین کا بھی دہن خو کو
سخن تلخ کے مانند گوارا نہوا

کبھی یاقوت لبِ یار کا بوسہ نملا
اس گران سنگ کا ہمسے کبھی سودا نہوا

تابشِ رخ سے بھی آنکھ اوسکی کرنجی ہی رہی
کسی صورت یہ ہرن دھوپ مین کالا نہوا

کیا کرون یار ترے سرو سے قد کی تعریف
تیر آفاق مین اس تور کا پیدا نہوا

سامنے مہر کے کیا کم ہو صفائی رخِ یار
دنکو بے نور چراغِ یدِ بیضا نہوا

چاہیے داغ سے خالی دلِ عاشق نہ رہے
ڈر ہے چھن جانیکا جس شان پہ چھایا نہوا

دلربائی نہین کم ہوتی ہے معشوقونکی
ملک گردون کو قناعت سے علاقہ نہوا

دہن یار ہے تعویذ زبان بندی کا ؎
جو گیا سامنے اوسکے کبھی گویا نہوا

نہ کھلا حال حریفان تنک مشرب کا
میکدون مین کبھی رندون کا پیالا نہوا

اوسنے بوسے کی طلب پہ ندیا جلد جواب
جھڑسے قفل دہن یار کبھی وانہوا

ہجر مین سیر گلستان کو گیا مین جو خلیل
غنچۂ دل صفتِ قفل غلط وانہوا

ناتوان ہون نہین مجھے حشر کا ڈر کیا ہوگا
مور کا فوج سلیمان مین گذر کیا ہوگا

عشق گیسو نے بنایا ہے بلانوش مجھے
مین جو بچھیا گن بھی کھاؤن تو ضرر کیا ہوگا

کون واعظ کی سنے حور کا سودا ہے اوسے
خود فضیحت کی نصیحت مین اثر کیا ہوگا

طالعِ غنچۂ گل بخت زبون میرا ہے ؎
میری مٹھی مین بھی آئے گا تو زر کیا ہوگا

دلِ صدچاک کو دیتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
مجکو گرجا ہوا دیتے ہو گھر کیا ہوگا

کیا گنہ ہے جو رخِ صاف کی بوسے لونگا
آب آئینے سے دامن مرا تر کیا ہوگا

یہ زبان پر ہے ستمِ منفعلون کی اے یار
خوب تراشک ندامت سے گہر کیا ہوگا ؎

نہ چھپے گی کبھی تابندگیِ برقِ جمال
منہ چھپاتے ہو جو تم مثل گہر کیا ہوگا

باتین جو صاحبِ معراج سے پردے مین کرے
خلوتِ خاص مین ایسے کے گذر کیا ہوگا

تنگیِ قبر سے دم گھٹتا ہے اللہ بچائے
جسمین تنہا بھی رہے تنگ وہ گھر کیا ہوگا

قصرِ زرّین کو نہ دنیا مین بنالے غافل
عالمِ خواب مین سونے کا بھی گھر کیا ہوگا

دل مین کیا عاشقِ مفلس کا خیال اوسکو آئے
یہ سمجھتا ہے کہ نادار کا گھر کیا ہوگا

اسلیے آنکھ مین آتا نہین اوس بت کا خیال
جسمین سیلاب رہے روز وہ گھر کیا ہوگا

عشق کے داغ سے نمائی ہے دل زاہد خشک
شاخ جو سوکھ گئی اوسمین ثمر کیا ہوگا

پھیر لے پھیر لے وہ بت جو پھراتا ہے نگاہ
حق تعالیٰ نے پہ ہاہے بندے کی نظر کیا ہوگا

اثرِ عشق نے دکھائی ہے ادھر تو آفت
نہین معلوم مجھے حال اودھر کیا ہوگا

چھپکے جاتا ہون جو گھر یار کے دل کہتا ہے
وان نظر باز ہزارون ہین گذر کیا ہوگا

گھر وہ جائیگا شبِ وصل جو آخر ہوگی
دل دھڑکتا ہے کہ ہنگام سحر کیا ہوگا

منہ پہ چڑھتا ہے عبث یار کے خورشید فلک
رخ کے آگے شرف سنگ قمر کیا ہوگا

جھوٹھ تم کہتے ہو مجکو ہے محبت تم سے
دل مین رہزن کے کسی شخص کا گھر کیا ہوگا

پاسے محبوب الٰہی کا لقب آدمزاد
بڑھکے اور اس سے بھلا حسن بشر کیا ہوگا

چشم خونریز سواد ورہین خط کے ہوگی
ترک کو کوٹ مین لوہے کے خطر کیا ہوگا

پاک اغیار سے کیا یار سے خائف ہون مین
جو ڈری حق سے کسی کا اوسے ڈر کیا ہوگا

کیا ہوس بوسۂ چاہِ ذقن یار کی ہو
خشک لب چشمۂ خورشید سے تر کیا ہوگا

مال دل سے مرے ہے یار کو آگاہی خوب
بیچ والے بھی ہونگے تو فر کیا ہوگا

یار سفاک اگر ہے تو نہین خوف خلیل
دل ہی جب دیچکے تب جان کا ڈر کیا ہوگا

کوئی کیا ادھر سے اودھر لے گیا
نہ ٹوپی بھی اک تاجور لے گیا

مرے دل کو وہ بیخبر لے گیا
کہان جاکے ڈھونڈن کدھر لے گیا

عدم مین بھی داغ جگر لے گیا
وطن مین رفیق سفر لے گیا

ہوا تاؤ کھا کر وہ چین بر جبین
مرے خط کو جب نامہ بر لے گیا

جسے غم ہوا مین ہوا شرمسار
یتیمون کی خاطر گہر لے گیا

نہ طاقت ہے دل مین نہ صبر و قرار — کوئی لوٹکر میرا گھر لے گیا ؛
بڑا حاصلِ زندگانی یہ ہے — اگر نیکنامی بشر لے گیا
بیانتک حسینون نے لوٹا مجھے — کوئی دل تو کوئی جگر لے گیا
سنون خاک بعقل واعظ کی مین — یہ اندھا کسی راہ پر لے گیا ؛
وہ ترکِ جفا جو ملاتی ہی آنکھ ؛ — دل و دین و جان و جگر لے گیا
ہوا جسکا قتل اوسکو نہ نظر ؛ — لگا کر اوسے اپنے گھر لے گیا
شبِ غم مین دل پر قلق جب ہوا — خیال اوسکا آکر خبر لے گیا
حسینون مین ہے وہ حسین سرفراز — جو نعلین پا عرش پر لے گیا
کیا وصف جب لف پر پیچ کا ؛ — تو بل کی وہ مثل کمر لے گیا
بڑے وقت مین کام آیا وہی — جو حسنِ عمل یہ بشر لے گیا
جدائی ہوئی جبسے اندھا ہون مین — وہ آنکھون سے نورِ نظر لے گیا

ہوئی بحث خوبی تو سبقت خلیل
قمر سے وہ رشکِ قمر لے گیا ؛

جمالِ یار کا عاشق قمر ہوا تو کیا — مزا ہے درد کا داغ جگر ہوا تو کیا
بغیر یار نہ ہوگی گرہ کشائے دل — بہشت مین بھی جو اپنا گذر ہوا تو کیا
نہ بو سونگھائی ملایا نہ منہ سی منہ ای یار — ہر ایک لب ترا گلبرگ تر ہوا تو کیا ؛
ذقن کی چھونے کٹے ہین ہاتھ عاشق کے — یہ سیب سیب ثمر قند اگر ہوا تو کیا ؛
نہ منہ دکھائیگا محشر کو بھی وہ پردہ نشین — عبث عبث جو بہت شور و شر ہوا تو کیا ؛
مرے حبیب کی شیدا ہی کائنات تمام — چکور عاشقِ روے قمر ہوا تو کیا ؛

فقیر ہون ترے در کا نہ توڑ دل کو مرے
کسی غریب کا ناحق ضرر ہوا تو کیا ؎

مگر جو یہی تو ہمین بھی دکھائیے اک دن
نشان جسکا نہو نامور ہوا تو کیا ؎

تم آپ اسکی حقیقت کو ہیچ جانتے ہو
تمہارے سامنے وصفِ کمر ہوا تو کیا ؎

خلیل بعد فنا اپنی نعش کے اوپر
سنے گا کون کوئی نوحہ گر ہوا تو کیا ؎

صاعقہ تھا طور پر یا نور تھا ؎
جلوہ حسن بتِ مغرور تھا

شکوہ دوری تھا میرا ہی قصور
مین نہ اوس سے وہ نہ مجھسے دور تھا

ناز سے کہتا ہے تبکیجے قتل عام
پہلے بھی شاہون کا یہ دستور تھا

دل لٹا ناحق بتون کے ظلم سے
یہ بھی کیا ملکِ ابو المنصور تھا ؎

سچ یہ ہے ہر ایک عالم مین خلیل
یار تھا مختار مین مجبور تھا ؎ ؎

زلف جانان مین دلِ روشن رہا ؎
سانپ کے منہ مین بہت یہ من رہا

جبتلک اوس شوخ پر جوبن رہا ؎
خلق کا مثلِ قضا دشمن رہا

خط بلا تھا جبتلک تھا حسن یار
مور اس وادی کا فیل افگن رہا

کیسی تن پوشی جنون مین مثل کوہ
دور میرے پاس سے دامن رہا

روز پہلو مین غمِ عشق بتان ؎
نفس سرکش کی طرح دشمن رہا

ہون وہ دیوانہ جو کچھ لکھا کبھی ؎
چاک حرفون کا مرے دامن رہا

پوچھتے کیا ہو لب کی کس جگہ
دل جلون کا بھاڑ مین مسکن رہا

منہ نہ دیکھا وصل مین بھی یار کا
ہاتھ اوٹھا منہ پر سے تو دامن رہا

مین وہ نالان ہین ہوا جسوقت دفن — شہر خاموشان مین بھی شیون رہا
حسن تھا اوسکا بہارِ باغِ خلد — ایکسان ہر رنگ مین جوبن رہا
میرے یوسف پیرِ کنعان کو ترا — اشتیاقِ بوے پیراہن رہا
تھا یہ بغض اوسکو مرے مرنے پہ بھی — مثل اعمالِ زبون دشمن رہا
ہجر کی شب تا سحر مانند نے — لب پہ ہر دم مختلف شیون رہا
لکھ گیا جو وصف شمعِ روے یار — نام مثل انوری روشن رہا
جیتے جی ہر روز چشمِ یار مین — مین خیالِ صورتِ دشمن رہا
گرمیِ سوزِ درون سے عمر بھر — دل پہ بھا ہاتھ مین دامن رہا
دل ہوا یا چشم یا عرشِ برین — تم رہے جس گھر مین وہ روشن رہا
جبتلک پیشِ نظر تھا روے یار — آنکھ کے مانند دل روشن رہا

تعزیت خانہ مرا دل تھا خلیل
گاہ ماتم اسمین گہہ شیون رہا

چین دم بھر نہ مجھے صورتِ بسمل آیا — آگیا منہ کو کلیجا جو کہین دل آیا
جلوہ حسن سے روشن یہ ہوا گھر سارا — یار آیا تو مین سمجھا مہ کامل آیا
جب ہوا شوق وصالِ بتِ خوش قد مجکو — باغ مین سرو و صنوبر کی گلے مل آیا
عشقبازی کی مصیبت کو نہ پوچھو ہم سے — پڑگئے جان کے لالے جو کہین دل آیا
بخیہ بخیہ کی مژہ یار نے کاوش دل سے — آج ہر بار لہو اشکون کے شامل آیا
جب محبت کو جتاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ — شان اللہ کی لو آپکا بھی دل آیا
دل نہ قابو مین رہا متصل پہلوے یار — ناو ڈوبی مری نزدیک جو ساحل آیا

عشق سے عقل کی بجھ جاتی ہین سینہ آنکھیں
کچھ نہین سوجھتا انسان کو جب ان دل آیا

کبھی چھپائے کسی کشتے کے لہو سے نہ پڑے
منہ کسی دن نہ تری تیغ کا قاتل آیا

اوس سخی سے مین طلب کرتا ہون حاجت اپنی
جسکے دروازے سے محروم نہ سائل آیا

عاشق اوس بت کے زنخدان کا جدھر جاتا ہے
لوگ کہتے ہین اسیر چہ بابل آیا

ہاتھ پورا نہ پڑا زخم لگائے اوچھے
قتل کرنا بھی نہ تجکو مرے قاتل آیا

صاحب الامر کو ظاہر کرے اللہ خلیل
دھوم ہو خلق مین دور شہ عادل آیا

ہر شب وصل رہا بجھسے وہ پھولا پھولا
جب بہار آئی تو ایسا ہی شگوفہ پھولا

دیکھیے دیکھیے داغ تن عاشق کی بہار
پوست پر جسم کے لالے کا یہ تختا پھولا

پھلیان پڑ گئین آنکھون مین مرے رونے سے
خوب برسا جو مینہ ان تھالون مین بیلا پھولا

مین وہ بلبل ہون پھنسایا ہے مجھے جسدن سے
پیرہن مین نہین صیاد سماتا پھولا

دیدنی ہے مرے تن پر گل داغ سودا
دیکھیے کیا چمن نرگس شہلا پھولا

مین وہ بلبل ہون مرا رنگ اڑا وحشت سے
کوئی گل گلشن ہستی مین جو تازا پھولا

اوڑ گیا باد بہاری ترا دنیا سے اثر
ابکی ٹیسو بھی نہ جنگل مین کسی جا پھولا

دہن یار نے غنچہ کا جو دم بند کیا
پیٹ شیشے کی طرح باغ مین کیا کیا پھولا

کثرت داغ سے حیوان کی بھی ہتی نہین قدر
عیب لگتا ہے نحوست کا جو کیوڑا پھولا

چلتے چلتے کبھی دریا کی طرح سے نہ رکے
دم نہ قاتل تری شمشیر ستم کا پھولا

کیسی افسردہ بہار آئی تھی امسال خلیل
گل چمن مین نہ کہین دشت مین لالا پھولا

دل گذرگاہ خیالِ بتِ ترسا نکلا
کعبہ سمجھے تھے جسے ہم وہ کلیسا نکلا

اوسکے ماتھے پہ شبِ وصل جو ٹیکا دیکھا
ہوگیا مجکو یقین صبح کا تارا نکلا

چھالا الجھے ہے تپِ عشق مین پیغام اجل
موت آئیگی جو طاؤن کا دانا نکلا

اپنے زندان سے نکلکر کوئی وحشی نہ پھرا
صورتِ نکہتِ گلزار جو نکلا نکلا

کیا عجب ہے جو مرے حال پہ رویا وہ صنم
کیا زمانے مین نہین کوہ سے دریا نکلا

دل نہ امید وفا پر دو حسینون کو خلیل
اس تجارت مین ہزارون کا دوالا نکلا

خود سے باہر ہون نشان دلربا ملجائیگا
جستجو ہے شرط کوئی رہنما ملجائیگا

تصفیہ کر دل کا تا پیدا ہو نورِ معرفت
دیکھ اسی آئینہ مین وہ دلربا ملجائیگا

میرے قاتل سے نہ اولجھے کوئی بعد قتل
صیدکا صیاد سے کیا خون بہا ملجائیگا

کوچہ رنگ سے گل مین بھی جو ڈھونڈیگا کوئی
مثل نکہت وہ بتِ رنگین ادا ملجائیگا

نکہتِ گل کی طرح سے پھاڑ کر کپڑے نکل
جسکا تو خواہان ہے وہ گلگون قبا ملجائیگا

دلنے دل کی گرہ ہوس ہے عشق کے کوچے مین چل
ایکدن کوئی نکوئی مہ لقا ملجائیگا

فائدہ مہندی لگانے سے مجھے اے گلبدن
رنگ دست و پا مین یہ رنگِ حنا ملجائیگا

نقش پا ہون مستعد ہو کیون مٹانے پر مرے
مین ہوا برباد تو صاحب کو کیا ملجائیگا

طالبِ مقصود اگر ہے اپنی ہستی کو مٹا
ہوگیا جسوقت خود گم مدعا ملجائیگا

کیا فنا ہوتے ہین لوگ اوسکے دہانِ تنگ پر
انکو اس چشمے سے کیا آبِ بقا ملجائیگا

پاکبازی کا ارادہ کر کے ہو گرمِ تلاش
مثل یوسف کے حسین پارسا ملجائیگا

کس طرح کہے بتان کو چھوڑ دون واعظ بتا
زندگی مین باغ جنت مجکو کیا ملجائیگا

آتش سوز محبت سے جو دل ہوگا کباب
نعمت کونین کا مجکو مزا ملجائیگا

کیون بپا کرتے ہو طوفان ہجر مین رو کر خلیل
خیر ہے کیا ڈوبنے سے آشنا ملجائیگا

دلبری کو جو کبھی وہ شہ خوبان نکلا
غل ہوا ملک ستانی کو سلیمان نکلا

قائل مصحف رو گیسوے جانان نکلا
جانتے تھے جسے ہندو وہ مسلمان نکلا

دل ہوائی تھا شب ہجر مین سوز غم سے
نالہ نکلا جو دہن سے شرافشان نکلا

نامرادی سے محبت مین سروکار رہا
نہ حسرت کوئی نکلی نہ تو ارمان نکلا

جبتلک دل مین خیال اوسکا ہی مین جیتا ہون
دم نکل جائیگا جب گھر سے یہ مہمان نکلا

کھب رہی ہے ترے دزدیدہ نگاہون کی ادا
چور یہ زخم سے دل کے نہ مرجان نکلا

حشر کو اسکے ہین مرغان شب اونیز گواہ
جس اذیت سے دم اپنا شب ہجران نکلا

اوسکا گھر بھی ہے مگر خلد کا آدم کی طرح
جو کہ نکلا وہ مصیبت زدہ گریان نکلا

چارسو عالم اسباب مین سوزان کی طرح
کوئی بھی مجھسا نہ دیوانہ عریان نکلا

جڑ دیا جذب نے دل مین جو لگا ناوک یار
سینون سے بھی جو کھینچا تو نہ پیکان نکلا

سبزہ عارض پہ نہ اوس گل کے نمودار ہوا
خط لفافہ سے نہ باہر کسی عنوان نکلا

دلربائی کو ہوا خال تہ زلف نمود
قتل کرنیکو مرے چین سے خاقان نکلا

ڈوب دیگی چشمۂ خورشید کی بھی گرد خلیل
کھائیے زہر خط عارض جانان نکلا

پیام وصل شب انتظار مین آیا
فرشتہ رحمت حق کا مزار مین آیا

جو عندلیب کو دکھلائی شان حسن اوسنے
تو رنگ بنکے گل نوبہار مین آیا

رہا جو دل مین بھی تو یہی ہانہ قابو مین
مثال روح نہ وہ اختیار مین آیا

محاسبے مین بھی چھپا مثل عامل معزول
بحث مین ہستیئے ناپائدار مین آیا

ملی تو وصل کی لذت وصال بھی جو ہوا
حواس اوڑ گئے جب وہ کنار مین آیا

ہوا خطرہ ہستی مین قند سمجھا مین
عدم سے جو چمن روزگار مین آیا

علاج سوز جگر تھا فراق مین رونا
تپ و تری جبکہ پسینا بخار مین آیا

جلی مکان مین ہوا دخل شاہ خوبان کا
خیال یار دل داغدار مین آیا

الٰہی خیر ہو خط صورت طلسم کشا ؎
طلسم حسن گل روے یار مین آیا

جو رام وہ بت گلگون ہوا تو جان لیے
سمند عمر روان اختیار مین آیا

سمائی حسن رخ یار آنکھ مین کیونکر ؎
کہان حباب کے دریا کنار مین آیا

لپٹ گیا جو سر راہ دیکھکر اوسکو
خجل ہون کیا دل بے اختیار مین آیا

خلل ہوا جو سر مو کلام شاعر مین
سمجھ لے دل مین کہ فرق اعتبار مین آیا

سنا جو نالہ نے بھی تو مین بھی سمجھا ؎
کہ دردمند کوئی کوے یار مین آیا

نہ مجھسا بلبل شوریدہ سر ہوا پیدا
نہ تجھسا گل چمن روزگار مین آیا

زوال حسن سے رخ دو خط مین آے محفوظ
ملی پناہ اوسے جو حصار مین آیا

ہوا نہ یان دل روشن مین دخل حرص و ہوا
یہ آفتاب نہ گرد و غبار مین آیا ؎

گذر گیا وہ سلامت صراط پر سے خلیل ؎
جو بیعت شہ دلدل سوار مین آیا

دیکھین شب تجھے صبح و مسا ہم سے نہو گا
یہ اے بت کافر بخدا ہم سے نہو گا

ہے کفر محبت مین حسینونکی شکایت
بے مہریٔ خوبان کا گلا ہم سے نہو گا

آئی یہ گئے عاشق بیباک سے کر جائین
کہتی ہے وہ قتال ادا ہمسے نہو گا

اون گیسوون کو سر مین سمایا ہی یہ سودا
موذی کوئی دنیا مین سوا ہمسے نہو گا

جاتا نہیں خال رخ پر نور کا سودا
تل آنکھ کی پتلی کا جدا ہمسے نہو گا

ترجیح عبث دیتے ہو فرہاد کو ہم پر
سر پھوڑکے مر جائین یہ کیا ہمسے نہو گا

جو دل مین ہی اوس آئنہ رو سے نہ کہینگے
مطلب کسی صورت یہ ادا ہمسے نہو گا

مجرم ہین گنہگار ہین شرمندہ ہین دل مین
منہ اوسکی طرف وقت دعا ہمسے نہو گا

دل دیکے تجھے شیشۂ ناموس کو توڑین
او دشمن پیمان وفا ہمسے نہو گا

جھوٹے نہ جتائینگے محبت کبھی اوسپر
ہم عاشق صادق ہین ریا ہمسے نہو گا

تعریف بتان کیجیے کیا حد سے زیادہ
کہہ دیجیے بندے کو خدا ہمسے نہو گا

کہتے ہین ڈھٹائی سی جو کرتا ہون شکایت
ہان وصل کا وعدہ تو وفا ہمسے نہو گا

شاعر ہین خلیل اپنا تخلص ہے جہان مین
عاشق ہون بتون پر بخدا ہمسے نہو گا

خلق مین مشہور ہو معنی کمر کیونکر ہوا
کہتے ہین سب بے نشان ہے نام ور کیونکر ہوا

کیا بتاؤن مین تجلی گاہ مین اوس شوخ کے
ہوش آئے کسطرح سے بیخبر کیونکر ہوا

سبزۂ خط کے نظارے نے کیا مجکو تمام
دو رسے اس زہر قاتل کا اثر کیونکر ہوا

غیر حرم عشق کچھ ثابت نہین ہوتا مجھے
میرا قاتل وہ بت بیداد گر کیونکر ہوا

کیا کہون مین اے نگار گلبدن رنگین ادا
خشک مانند حنا خون جگر کیونکر ہوا

عشق رخ مین کیون مجھے شبنم سے یاد آگئی
تھی گلی مین لوح جادو کا اثر کیونکر ہوا

تم تو کہتے ہو مجھی نام مکان سے ننگ ہے
دل مرا ابتلائے صاحب کا گھر کیونکر ہوا

دل دیا شاید کسی رشکِ قمر کو اے خلیل
یہ تو بتلاؤ ہمین داغِ جگر کیونکر ہوا ؎

تل رخِ یار پہ تمغا ہے خوش اندامی کا
خط نہین ہے خطِ منشور ہے گلفامی کا

خوف رہتا ہے محبت مین جو بدنامی کا
نہین سنتا ہے وہ پیغام بھی پیغامی کا ؎

زلف ہے یا وہ بلا اوس شوخ کے کیونکر نہ ڈرون
آہوے قلب کو پھندا ہے یہ بادامی کا

مونھ اوس مہر کے چڑھنا نہین اچھا اے ماہ
داغ ہو جائے نہ ٹیکا کہین بدنامی کا

جو کھنچے نقشِ قلم سے وہ گلِ سرخ بنے
دعویٰ ان نقاش کو ہو گر تری گلفامی کا

چشم سے یار کے مردم کشی ابرو سیکھا
یہ ہلالی بھی ہے شاگرد اسی جامی کا

کثرتِ داغِ جنون سے مین ہوا ہون رسوا
مجکو ان مُہرون نے محضر کیا بدنامی کا

خواب مین بھی نہ رخِ شاہدِ مقصد دیکھا
شومیِ بخت سے مبتلا ہون مین ناکامی کا

بیچ والونکے مین کہنے پہ عمل کرتا ہون
وحی ہے قول مجھے یار کے پیغامی کا

روز وہ خال تہِ زلف ستم کرتا ہے
کیا سیہ دل ہے مری سمت سے اس شامی کا

جان دی قیس نے فرہاد نے سر کو پھوڑا ؎
سم قاتل ہے اثر عشق مین ناکامی کا

بھاگتا کیون ہے مرے دل سے خیالِ رخِ یار
مثلِ میخانہ کے کیا گھر ہے یہ بدنامی کا ؎

غیر سے حالتِ دل عشق مین کہنا ہے غضب
دخل منظور نہین بیچ مین پیغامی کا ؎

نگہِ گرم سے رخسار کا رنگ اوڑتا ہے ؎
قطع اوس شوخ پہ جامہ ہے گل اندامی کا

جب چڑھی آنکھ نظر پر کوئی ہم یہ سمجھے
طوق گردن مین پڑا اور یہ بدنامی کا

دمِ گلگشت ہزارون کے فنا ہو گئے دم
خوب پھولا یہ شگوفہ تری گلفامی کا ؎

مانگ پر یار کے مائل نہوا دل زنہار
پاؤں رکھ دیکھ کے کوچہ ہے یہ بدنامی کا

یار بھیجے جسے انکھون پہ بٹھاؤن اوسکو
قرب اللہ کے نزدیک ہے پیغامی کا

سیرے ناصح نے اوسے دیکھکے کپڑی پھاڑے
دیکھے دل مفت مین خلعت لیا بدنامی کا

نہ ہے گا ترا جوبن یہ ہمیشہ اے گل
عیب اس رنگ مین ناہی مین سے ہے خامی کا

ہو یہ سوا جو کرے قد کشی اوس سے تا حشر
سر شمشاد پہ طرہ رہے بدنامی کا

بھاگتے ہین عبث اب عاشقِ بیتاب سے آپ
کیون لگاوٹ کی جو ڈر تھا تمہین بدنامی کا

ساغرِ چشم سے کس بت کے ہے سرشار خلیل
ہے جو ہر شعر مین انداز سخن جامی کا

خوبرو باوفا نہین ملتا
مال اس جنس کا نہین ملتا

زار ہون دلربا نہین ملتا
کاہ سے کہربا نہین ملتا

اس لیے پوجتے ہین یہ بت کو
کافرون کو خدا نہین ملتا

مرضِ عشق مین کہان تسکین
صبر بہر دوا نہین ملتا

عام ہے خلق مین یہ ناصافی
آئنہ بھی صفا نہین ملتا

کیون نہ مانگون برای وصل دعا
یارب التجا نہین ملتا

کچھ نہ پوچھو بتا نہین سکتا
کس سے چھوٹا ہون کیا نہین ملتا

برق خاطف ہے یار ہرجائی
ڈھونڈھتا ہون پتا نہین ملتا

بیدلی سے جو کھائی عشق کا غم
کچھ بھی اوسکو مزا نہین ملتا

عشق مین باعثِ نزاع ہے رشک
یار سے آشنا نہین ملتا

جسنے پوچھا یہی جواب ملا
آدمی باوفا نہین ملتا

بوالہوس طالبِ وصال نہو
تجھسے دل یار کا نہین ملتا

کس جگہ جلوہ گاہ یار نہین ٹھیک تو بھی پتا نہین ملتا

اوسکے کوچہ مین جای کیا دی عقل کور کو راستا نہین ملتا

ہے سراغ حبیب امر محال ؛ نقش پائے صبا نہین ملتا

اوسکے در پر جو بیٹھ رہتا ہے شاہ سے وہ گدا نہین ملتا

آسمان و زمین شکنجہ ہے چین اسمین ذرا نہین ملتا

جسکا عاشق ہون بے نشان ہے وہ اس سبب سے پتا نہین ملتا

رزق کیواسطے نہ دوڑ خلیل
بیٹھ رہنے سے کیا نہین ملتا ؛

خاتمہ ہے مرے محبوب پہ زیبائی کا قطع جامہ اسی دارایہ ہے دارائی کا

روگ اچھا نہین دیدِ بتِ ہرجائی کا کہین ہو نہ پڑے آنکھون کو بینائی کا

جھیلی جاتی ہے کہین آتشِ فرقت کی کڑی بل نکلجاتا ہے زنجیر شکیبائی کا

داغ سودا سے نہین جلد بدن کی داغی پوستین ہے یہ گلِ لالۂ صحرائی کا

عشق مین چاہیے عاشق کو کہ نالہ نکرے یہی جھنڈا تو محبت مین ہے رسوائی کا

بندۂ بت ہے وہ یکتا جو سمجھے تجکو دونو عالم مین ہے شہرا تری یکتائی کا

وادیِ عشق و محبت مین ہے ہر اک بہلول کام دیوانے یہان کرتے ہین دانائی کا

معرفت کا ترے حق کس سے ادا ہوتا ہے ما عرفناک مقولہ ہے شناسائی کا

خاک امید بر آ ہو نظر آتی نہین حد ؛ طول زلفِ شبِ غم تا ہے تنہائی کا ؛

دیکھکر تجکو نہ دیکھے کبھی حسنِ رخِ حور دل نہ جنت مین لگے تیرے شناسائی کا

نظرِ عاشق کا گل مین زمِ سیرِ چمن گیسوِ سنبل ترسایہ ہے سودائی کا

نقد دل شیفتۂ زلف کا کیون لیتے ہو
مال کچھ وقف نہین ہوتا ہے سودائی کا
عاشق زلف سے اوس طفل کو وحشت ہے بجا
لڑکے ڈر جاتے ہین مُنہ دیکھکے سودائی کا
نیک و بد کچھ نہین پاتا ہون نہین اپنے دل مین
یہ ورق کاغذ اعمال ہے سودائی کا
دہن نقطۂ موہوم کی وسعت نہین کچھ
مُنہ مین اوس شوخ کے اعجاز ہے گویائی کا
کوچۂ عشق سے عقل ہکا بکا بھاگی ہے
یاد اوسے جا یہ بھولتا ہے دانائی کا

حسن وہ ذات مقدس ہے جو چاہے یہ خلیل
باپ بیٹے کا تو بھائی ہو عدو بھائی کا

جلوہ دیکھے کوئی کیا اوس بت ہرجائی کا
حوصلہ پست ہے یان طائر بینائی کا
دل لگا ہے جلوہ گہ یار مین آنکھون کا رقیب
رشک ہے مردمک چشم کو بینائی کا
پسلے عاشق ہمہ تن مثل سر نو ہو جبین
پھر مزا ہے در دلبر پہ جبین سائی کا
نام لونگا مین جنون مین مرے پیچھے نہ پڑو
سایہ ہون کاکل معشوقۂ ہرجائی کا
عشق فرزند بھی کھو دیتا ہے نور آنکھون کا
ماجرا دیکھ تو یعقوب کی بینائی کا
ہم نہین طالب دیدار غضب کا ڈر ہے
برق ہے جلوۂ حسن اوس بت ہرجائی کا
جان بھی لین بت کافر تو کبھی اُف نکرون
اجر دیتا ہے خدا صبر و شکیبائی کا
نکھلا یہ کبھی کتنو نکے ہین دل اسمین اسیر
راز سربستہ ہے جوڑا بت ہرجائی کا
عشق نے سبزۂ خط کے مجھے بدنام کیا
نشہ اس بھنگ کا طرہ ہوا رسوائی کا
راز دل کیا کہون کاندھے پہ فرشتے ہین سوار
کہین موقع نہین ملتا مجھے تنہائی کا
اے صنم گوشہ نشینی نہین لازم تجکو
حق تعالی ہی سزاوار ہے تنہائی کا
گوشہ گیرون ہی کو بخشی ہے خدا نے راحت
بطن مادر مین کسے غم ہوا تنہائی کا

بیلے مانگتے ہین لوگ جہنم سے پناہ
دو دو مان ہے یہ سوادِ شبِ تنہائی کا

روئین کیونکر نہ مسافر یہ عدم کے احباب
کہ قیامت ہے سفرِ عالمِ تنہائی کا ؛

بندِ عشاق سے کیا ہون صنمِ سحر بیان ؛
متکلم سے ہے دعوی انہین گویائی کا

ایک سے ایک سوادِ دشمنِ عاشق ہے خلیل
خلف الصدق ہے گیسو شبِ تنہائی کا ؛

فصل گل آئی ہے دے ساقیِ گلفام شراب
کیا قیامت کو بھلا آئیگی پھر کام شراب

عکس پڑ جائے جو آنکھون کا ترے ساغر مین
کرے پیدا اثرِ شیرۂ بادام شراب

نہ عاق سے ہے مجھ رند کی وہ دور آئے
بھیک محتاجون کو دے ساقیِ گلفام شراب

رقص مستانہ کی دکھلاتا ہون جو کیفیت ؛
محتسب دیتا ہے مجھ رند کو انعام شراب

لڑکھڑاتے ہین مرے پاؤن جو بدمستی مین
نشہ کے زور سے لیتی ہے مجھے تھام شراب

مایۂ عیش و طرب کہیئے تو زیبا ہے اسے
دل سے کھوتی ہے غمِ گردشِ ایام شراب

خوش جمالون کو مری جان حیا لازم ہے
تمکو پینا نہین زیبا سحر و شام شراب

ہوگئی حسنِ رخِ یار کی رونق وہ چند ؛
دست مشاطہ کا بھی کرنے لگی کام شراب

نشہ مین آتا ہے زلف و رخِ رنگین کا خیال
مجکو دکھلاتی ہے سیرِ شفق و شام شراب

ہو نہین وہ رند مرے واسطے میخانے مین
توڑ کر شیشہ کو آتی ہے سوے جام شراب

سکہ مجھ مست کا بیٹھا ہے یہ میخانون مین
مغبچے بیچتے ہین لیکے مرا نام شراب

مست ہون ساقیِ کوثر کی مئے الفت سے
میرا مذہب مرا مشرب مرا اسلام شراب

جام و مینا کے لیے ٹوٹتے ہین غنچہ و گل ؛
باغ مین پیتا ہے جسدم وہ گل اندام شراب

خانۂ دل سے اوڑا دیتی ہے تاریکی کو ؛
مشعلِ نور کا کرتی ہے یہان کام شراب

آتشین رخ کا جو پڑتا ہے خلیل اسکے عکس
کرتی ہے شعلۂ جوالہ خط جام شراب

وہ رشک ماہ جو منہ سے کہے شراب شراب
فلک ہو شیشہ نظر آسئے آفتاب شراب

جو کوئی رکھدے مرے آگے نعمتِ کونین
وہ بادہ کش ہون کرون مین انتخاب شراب

جو مغبچون کا اسی طور دور دور رہا تو
ہین گے بچکیے عمامہ شیخ و شاب شراب

وہ رند ہون نہ کبھی مانگون کچھ جو دین مجکو تو
کباب کھانیکے بدلے بجا ہے آب شراب

اوگے جو خاک سے مجھ مست کی کسم کا درخت
ٹپک کے رینی سے ہون قطرۂ شہاب شراب

بہار آئی ہے کمدے یہ میکدے مین کوئی
پیالے مین گرے شیشے سے پاتراب شراب

یہی جو بادہ کشی کا ہے گرم ہنگامہ تو
جلاکے دل کو کریگی مرے کباب شراب

گمان ہے چرخ چہارم کا بزم جانان پر تو
وہ مہ ہے عیسیِ جانبخش آفتاب شراب

وہ بادہ نوش ہوے جو اپنے دورے مین
جلائین آگ یہ ہم صورتِ کباب شراب

جگر کباب ہو دم بھر ہوین جو مین نہ کبھی تو
ہوئی ہے جان کو مجھ مست کے عذاب شراب

جو ہووے نرگسِ مخمور یار کا کشتہ
پکارے قبر مین محشر تلک شراب شراب

اسی سے تاکہ رہے شبکو میرا پہلو گرم تو
بغل مین کھتا ہون نہ وقت خواب شراب

خیال ہو لبِ میگون کا تو جلاؤن دل تو
مزا نہین ہے اگر ہووے بے کباب شراب

لکھون جو یار تری چشمِ پُرخمار کا وصف
کرونین صرف سیاہی مین جاے آب شراب

جو نشر ہو تو لکھین وصف ساقیے کوثر
ہمارے واسطے ہے باعثِ ثواب شراب

مزاج کرتی ہے تبدیل صحبتِ ناجنس
نمک کے میل سے کرتی ہے انقلاب شراب

خلیل ساقیِ کوثر کے عشق مین ہے یقین
کرینگے داخلِ فردوس بحساب شراب

ہوں ترے کیا منہ کے ہمسر آفتاب و ماہتاب
یہ صفا ہے ہیں مکدر آفتاب و ماہتاب

ساق ساقِ عرش بازو کہکشان سینہ فلک
دونوں ہیں پستان دلبر آفتاب و ماہتاب

جیسے دیکھا ہے تجلیِ جمالِ یار کو تو
روز و شب رہتے ہیں ششدر آفتاب و ماہتاب

گو سمی چوگان کھیلتا ہے جس جگہ وہ برقِ حسن
آتے ہیں واں گیند بنکر آفتاب و ماہتاب

دیکھنا بہتر حقارت سے نہیں منعم کہ ہیں تو
پارۂ دلقِ قلندر آفتاب و ماہتاب

کہکشان ہے مانگ تارے سے خال ابرو ماہِ نو
داغ ہیں چیچک کے منہ پر آفتاب و ماہتاب

میکشی میں جام سیم و زر کا طالب ہو جو یار
چرخ سے اوتریں زمین پر آفتاب و ماہتاب

عکس پڑ جائے رخِ روشن کا تیرے گر صنم
ہوویں آئینہ کے جوہر آفتاب و ماہتاب

آسمان ہے مصفا اے پری تیرا پلنگ
تیرے گل تکیہ ہیں اور بستر آفتاب و ماہتاب

نقش پاسے ہیں مشابہ تیرے اے آئینہ رو
رکھتے ہیں تختِ سکندر آفتاب و ماہتاب

پادشاہِ حسن ہے تو چاہیے تیرا صنم تو
آسمان ہو تخت افسر آفتاب و ماہتاب

جلوہ گر ہو جس جگہ برقِ جمالِ روئے یار
ہوں وہاں ذرے سے کمتر آفتاب و ماہتاب

وصف لکھتا تھا رخِ روشن کا میرے بن گئے
خامہ سے نقطے ٹپکر آفتاب و ماہتاب

آسمانِ حسن ہے تو چاند سورج کے عوض
چاہیے ہوں تیرے سر پر آفتاب و ماہتاب

حسنِ ذاتی کو نہیں آرائش ظاہر خلیل
کب ہوئے محتاج زیور آفتاب و ماہتاب

صورتِ بسمل گیا مرنے سے دل کا اضطراب
روح بھی باقی بدن میں جب تلک تھا اضطراب

بھر سالک ہے طریق کج میں رہتا اضطراب
موج کی جا پر بہت کرتا ہے دریا اضطراب

ہاتھ میں رعشہ طپان دل لڑکھڑاتے ہیں قدم
صورتِ خورشید تابان ہوں سراپا اضطراب

اُف نکلتی ہے مُنہ سے ضبط ہوتا ہی نہین
کھولدیتا ہے شبِ فرقت مین پردا اضطراب

پانچ چیزین یہ رکھتی ہین زائل حواسِ خمسہ کو
دیدۂ تر خشکیِ لب آہ و نالا اضطراب

گاہ ہون سیماب گہہ بسمل گہے قبلہ نما
میری صورت کرتا ہے تغییر کیا کیا اضطراب

ریگ ہوجاتے ہین پتھر سر ٹپکنے سے مرے
کوہ کو دم بھر مین کردیتا ہے صحرا اضطراب

ہونہین وہ مضطر مصور کھینچتا ہے جب شبیہ
صورت تصویر سے ہوتا ہے پیدا اضطراب

عشقِ قدِ یار مین دل اسقدر بیتاب ہے
کیا عجب گر لے اوڑے بالاے طوبیٰ اضطراب

اوّلِ شب سے لیٹتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
مجکو خوش آتا نہین اتنا بھی بیجا اضطراب

شب یہ تھین بیتاب آنکھین انتظارِ یار مین
پتلیون کو صورتِ قبلہ نما تھا اضطراب

شوقِ دیدار مین دل اسقدر بیتاب ہے
طفل کو ہو جسطرح بہر تماشا اضطراب

جوششِ گریہ سے جالے کا عجب چشمو نہین کیا
کف عیان ہوتا ہے جب کرتا ہے دریا اضطراب

ضبط کرتے ہین لیے بیتاب ہے دل در کنار
نبض مین بھی یان نہین ہوتا ہے پیدا اضطراب

دخل کیا ہے کر سکون افشا سے رازِ عشقِ یار
جان فسی صدمون دکی ہر چند ایذا اضطراب

ناتوانی سے حیاتِ آب ہون اے بحرِ حُسن
دم نکلتا ہے جب دیتا ہے ایذا اضطراب

روحِ بسمل کی طرح دم بھر مین اوڑ جاتا ہون مین
ہے جو پرواز میرے حق مین گویا اضطراب

زندگی مین دل سے بیتابی نجائیگی کبھی
روح سے توام ہوا ہے میرا پیدا اضطراب

مژدۂ صحرا دلا آپہونچی فصلِ گل قریب
روز دیتا ہے مجھے پیغام سودا اضطراب

یار جب ہوتا نہین پہلو مین مثلِ قرضخواہ
نقدِ جان لینے کا کرتا ہے تقاضا اضطراب

دل کی چوری وحشتِ چشمِ سیہ سے کھلگئی
چور کو سچ ہے کہ کردیتا ہے رسوا اضطراب

کیون نہ مضطر ہو نہین دل ہی بحرِ الفت مین تباہ
ڈوبے جسکی ناو اسکو ہوگا زیبا اضطراب

یار کا خط دل کی بیتابی کو دیتا ہے اوڑا
آتے ہی ہُدہُد کے ہو جاتا ہے عنقا اضطراب

شوق کوے یار مین آوارہ رہتا ہے خلیل
واسطے کعبہ کے ہے قبلہ نما کا اضطراب ؔ

کیا تری بات کا دین یار جواب
دے گئی طاقتِ گفتار جواب ؔ

جان لی منتظری سنے میری ؔ
اب نہین اب نہین درکار جواب

بولتا ہی نہین وہ بت ورنہ
دیتے ہین بات کا کُہسار جواب

بوسہ مانگون تو یہ کہتا ہے وہ ترک
سخنِ بد کا ہے تلوار جواب ؔ

دخل کیا نالۂ رنگین کا مرے
دے سکے بلبلِ گلزار جواب

گالیان دیکے وہ کہتا ہے خموش
مُنہ سے نکلے نہ خبردار جواب

کیا لکھون خط اوسے ہر اک خط کا
قلم انداز ہے ہر بار جواب ؔ

گو رجھنکوائی امیدِ خط نے
اب جو آیا تو ہے بیکار جواب

شعلہ رو یار کا خط آئے تو
ہم بھی لکھین گے دھُوان دھار جواب

خطِ تقدیر کا شکوہ ہے عبث
اس نوشتے کا ہے بیکار جواب

سخت گوئی پہ جو آئے وہ خلیل
دین نہ سنکر کبھی کہسار جواب ؔ

بیخبر مجھسے ہے وہ آفتِ جان آجکی رات
سو رہا اسے اثرِ آہ کہان آجکی رات

کوئی اگر شبِ غم مین نہین ہوتا ہے شریک
اوڑ گئے میرے ہواخواہ کہان آجکی رات

کھانے پینے کو سمجھتا ہون جدائی مین حرام
میرے نزدیک ہے روزِ رمضان آجکی رات

عالمِ خواب ہے سامانِ وصال اے گردون
مین کہان یار کہان اور کہان آجکی رات

سختیئے ہجر اوٹھائینگے جو تم جاؤ گے
ہمکو ٹانک کی کھینچین گے کمان آجکی رات

عشق صادق ہی اگر دل مین مرے دھڑکن ہے
کچھ نہ کچھ اونکو بھی ہوگا خفقان آجکی رات

ہو رہیگا شہر خموشان کی طرح سے سنسان تر
گھر ترے جانے سے اے سرو روان آجکی رات

یار پہلو مین ہے اندیشۂ ظلمت کیسا
مجکو ہے زلف سر حور جنان آجکی رات

کس کشاکش مین پڑا ہون غم تنہائی سے
آرہ ہے سر پہ مرے کا کہکشان آجکی رات

شام سے روز شب غم مین دعا ہے یہ خلیل
اونکو بھی میری طرح ہو خفقان آجکی رات

سیر خوری جو کرے ترک مزہ پاے بہت
تقویۂ قلب کا ہوتا ہے جو کم کھاے بہت

شغل دل مین ہو محبوب ہو شرماے بہت
ترک اولی بھی ہو آدم سے تو پچھتاے بہت

اے صنم طول شب غم سے ہوئی حب و الجھن
لمبے لمبے ترے گیسو ہمین یاد آے بہت

داغ سودا مرے دیکھے تو اونہین رحم آیا
کھوٹے پیسے بھی برے وقت مین کام آے بہت

اونکی نظرون سے گرا مانگ کے بوسے ہر روز
آبرو ہو گئی کم ہاتھ جو پھیلاے بہت

فرط عصیان سے صفا کیون ہو دل کی زائل
چاند چھپ جاتا ہے جس وقت گھٹا چھاے بہت

سرکشی کثرت نعمت سے کرین کیون نہ حریص
نفس پر زور ہو انسان جو غذا کھاے بہت

حرص نعمت کی بہت کرتی ہے انسان کو خراب
پھوٹ جائے بدن اکسیر جو کھا جاے بہت

اور بیمار ہوے یار کے گھر جانے سے
ہم شفا خانے سے بھی روگ لگا لاے بہت

بزم سے یار نے یہ کہکے نکالا مجکو
اوٹھیے گھر جائیے دم لیجیے ستاے بہت

مے بے غش جو ملی دور کی سوجھی مجکو
صاف عینک ہو تو انسان کو نظر آے بہت

اینٹھیے گیسوے پرخم کو نہ اتنا اے یار
ٹوٹ بھی جاتی ہے زنجیر جو بل کھاے بہت

اپنی غفلت پہ ارادہ ہے کہ سر کو پھوڑون
فصد کھلواتے ہین ہاتھے کی جو نیند آئی بہت

مضطرب ہے کیون نہو چاہِ ذقنِ یار مین دل
ہو جو پیاسا رہِ بے آب مین گھبرائے بہت

رنج ہو جائے گا تکرار سے پرہیز کرو
کرتی ہے کارستان بات جو بڑھ جائے بہت

قبر مین ایک نے پوچھی نہ مری بات خلیل
نام کو شہر خموشان مین تھے ہمسائے بہت

اپنی تاثیر الٰہی نہ دکھائے غربت
مثل یوسف نہ عزیزون سے چھڑائے غربت

چھٹکے یاران وطن سے یہ دعا کرتا ہون
کسی بندے کو نہ اللہ دکھائے غربت

خار خارِ غمِ یاران وطن کیا کم ہے
ہم غریبون کو نہ کانٹون پہ پھرائے غربت

رخصت اے اہلِ وطن فصلِ بہار آپہونچی
کھینچتی ہے مجھے صحرا کو ہوائے غربت

داغِ یارانِ وطن دل مین ابھی باقی ہے
ڈر یہ ہے اور کوئی گل نہ کھلائے غربت

ہون وہ دیوانہ کہ کاکل اوسے کاکل سمجھون
شام غربت بھی اگر مجکو دکھائے غربت

کب تلک جوشِ جنون سے مین پھرون آوارہ
ابتو صحرا کا بگولا نہ بنائے غربت

عاشقِ سبزۂ خط ہون مجھے صحرا ہے پسند
کیا مفر خضر کو ہو آپ ہوائے غربت

المدد المدد اے شاہِ غریب الغربا
ہم غریبون کو نہ غربت مین ستائے غربت

دشت غربت مین نہین میری طرح کوئی غریب
ہے یقین بعد مرے خاک اوڑائے غربت

جان فرہاد کی لی قیس کو مارا بیموت
نہ زلفِ خوبانِ جفا جو ہے جفائے غربت

یہ سمجھتا تو نہ زنہار عدم سے آتا
دشمنِ جان مسافر ہے جفائے غربت

ستمِ اہلِ وطن جسنے اوٹھائے اوسکو
راحتِ گلشن جنت ہے جفائے غربت

کیون نہ ہستی مین بشر منتظرِ مرگ رہے
دار پر رہتے ہین مہمان سرائے غربت

رنج غربت کوئی آوارہ وطن سے پوچھے | ہوش اڑا دیتی ہے انسان کی ہوائے غربت
ہمکو دھڑکا ہے یہ ہستی مین عدم سے آکر | جان لے گا اثر آب و ہوائے غربت
صورت بیک نظر روز سفر رہتا ہے | خلق خالق نے کیا مجکو برائے غربت
سر ٹپکتا ہوا مانند بگولون کے پھرے | کوہ کو بھی اثر اپنا جو دکھائے غربت
عشق گیسو مین ڈرون کیون نہ جدھر کو جاؤن | شکوہ ہوتا ہے سوا خوف بلائے غربت
پیچ کرتی ہے بہت شام غریبی مجھسے | بل کی لیتی ہے مسافر سے بلائے غربت
دائم السیر ہے ایذائے سفر سے محفوظ | آب دریا کو نہین خوف جفائے غربت
پھر کے لاکھون ہی مسافر نہ وطن تک پہونچے | ٹھگ سے کچھ کم نہین دنیا مین بلائے غربت
زرد ہے رنگ رخ مہر کا باعث ہے سفر | دائم السیر ہین پامال جفائے غربت

چاہیے بے وطنی رہبر کامل کو خلیل
اسلیے خضر ہین مہمان سرائے غربت

وہ اپنے گھر جو گئے صبح کو قمر کی طرح | سفید رنگ مرا ہو گیا سحر کی طرح
بتون کا داغ غم اللہ رے قمر کی طرح | بجھے چراغ ہے دل مفلسون کے گھر کی طرح
ترا نظارہ کرون کیا کہ پردۂ غفلت | پڑا ہے آنکھ پہ اپنی یہ تیرے در کی طرح
کشش سے عشق کی گھبرا کے یار کہتا ہے | کٹے یہ رشتہ کہین عاشقون کے سر کی طرح
جب اونسے کہتا ہون اونکو ملال ہوتا ہے | وہ حال سنتے ہین میرا بری خبر کی طرح
ہمیشہ جا کے پھر آتی ہے آہ بے تاثیر | در قبول سے مایوس نامہ بر کی طرح
ملتون اپنا دکھاتے ہین جب وہ عاشق کو | تو اپنے قول سے پھر جاتے ہین نظر کی طرح
تلاش یار مین گھر سے جو مین نکلتا ہون | قدم کو رکھتا ہون منزل ہی پر نظر کی طرح

ہوائے شوق جو مجھ ناتوان کو قوت دے
جہان کا قصد کرون جا پڑون نظر کی طرح

مدام مانعِ دیدار روئے یار رہا
نقاب یار کا کالا ہو منہ سپر کی طرح

نہ اوٹھ سکے گا کبھی بار نازِ بیجا کا
ہماری طبع ہے نازک تری کمر کی طرح

وہ شاخ ہو گلشن میں سب بے نقاب ہوا
گلون کا رنگ اوڑا بلبلون کے پر کی طرح

شراب ترک نہو گی لکا کرین واعظ
کسی کی بھی سنون گا مین گوش کر کی طرح

خیال یار جو آئے تو کون مانع ہے
کھلے ہین دیدۂ حیران سحی کے در کی طرح

بغل مین بیٹھیے دل کی طرح سے مہ جبین
مین پاؤن پڑتا ہون اوٹھیئے درد سر کی طرح

دلائے ساقیِ کوثر سے دل لبالب ہے
شراب نور ہے اس جام مین قمر کی طرح

شراب پی کے جو ہے خواہشِ کباب انہین
شکار کر دلِ عاشق کو سیخ پر کی طرح

سوائے ذات خدا کس سے دیجیے تشبیہ
لطیف شے نہین کوئی تری کمر کی طرح

تمام عمر کٹی حسرتِ شہادت مین
کفن بدوش رہا روز مین سحر کی طرح

خلیل بحرِ جہان مین صفا کی دولت سے
گرہ مین رکھتے ہین خشک آبروِ گہر کی طرح

عدم کی فکر مین رہتا ہون ابرِ تر کی طرح
خیال ہے مجھے منزل کا نامہ بر کی طرح

بشر تو خیر فرشتہ بھی ہو اگر معشوق
فساد سے نہین خالی کلام شر کی طرح

بلائے بد ہے درازی تمہاری زلفون کی
ہر ایک بال رسا ہے خطِ نظر کی طرح

پیام صلح پہ بھی مجھ سے جنگ کرتے ہین
ملاپ ان سے نہ اب ہو گا خیر و شر کی طرح

جو دست و پا مین ہے جنبش تو فیض بخشی کر
نہ ہاتھ پاؤن ہلا نخل بے ثمر کی طرح

شبیہ اوس بت نازک بدن کی جب کھینچی
اوڑا دی مو سے نقاش نے کمر کی طرح

ہمارے قد سے کوئی بے سواد دے تشبیہ
کہ شکل الف کی ہے سیدھی جلے شجر کی طرح ٭

کمال رکھتا ہون کیا غم شکستہ حالی سے
کہ آبرو ہے یہان جزو تن گہر کی طرح

وبال جان ہوئی حرص ترقیِ دنیا
ہوا نے مجکو فنا کردیا شرر کی طرح

سیاہ بختیِ عاشق دکھائے گر تاثیر ٭
قمر تو سے کی طرح مہر ہو سپر کی طرح

کمر وہ ایسی ہے باریک جب چھوا میں نے
لپٹ کے رہگئی مٹھی مین میرے تر کی طرح

شبِ فراق مین پنجہ سے غم کے دل میرا
مسک کے رہگیا گرجے ہوئے گہر کی طرح ٭

جلے یہ تخمِ محبت سپند کی صورت ٭
ہے جو آب مین بھی دانہ گہر کی طرح ٭

کمال عشق جو افتادگی کی دی ترغیب
پڑون مین پاؤن پہ قاتل کے خون سر کی طرح

تمام ہو گئے گھس گھس کے ناخنِ تدبیر ٭
کھلی نہ دل کی گرہ عقدۂ گہر کی طرح

اسکو بھیجئے اظہار دردِ غم کرتا ٭
لگاوٹ آلی جو دل کو پیامبر کی طرح

جو رازِ عشق کو منظور اپنی شہرت ہو
بغیر پر یہ اوڑے خلق مین خبر کی طرح ٭

حواس اوڑتے ہین اوڑتا ہوا جب آتا ہے
خدنگ جور ترا مرغ نامہ بر کی طرح ٭

یہ آرزو ہے ہمارے خدنگ یار آئے
کبھی کبھی تو ادھر پیک خوش خبر کی طرح ٭

خیال اوس صنمِ خوشجمال کا ہردم ٭
دلون مین رکھتے ہین زاہد خدا کے ڈر کی طرح

بتون کے عشق سے پیری مین بڑھگئی غفلت
سحر کو ہوش اوڑے ماتم السحر کی طرح ٭

ہوا تصرفِ تاثیرِ عشقِ زلف ایسا ٭
کہ دل تمام سیہ ہو گیا جگر کی طرح ٭

فراق یار نے ایسا کیا ہے خشک خلیل
بدن کو روح گران ہے لباس کی طرح

ہے چشم مست یار سفید و سیاہ و سرخ ٭
دکھلاتے ہین بہار سفید و سیاہ و سرخ

نیرنگیان ہین خرقۂ درویش سے عیان
پیوند ہین ہزار سفید و سیاہ و سُرخ ؎

ہر بت مین رنگ رنگ کا جلوہ نظر پڑا
ہین سنگ کوہسار سفید و سیاہ و سُرخ

یون ہین بہار لعل و گہر زلف یار مین
مینے کا جیسے کار سفید و سیاہ و سُرخ

تجھسا نہین کوئی چمنستان دہر مین ؎
یون گل ہین بیشمار سفید و سیاہ و سُرخ

ہوتا ہے قبر کشتۂ نیرنگ عشق کا ؎
ہر ذرۂ غبار سفید و سیاہ و سُرخ ؎

ہوتا ہے رنگ دم احربا کی طرح سے
ہنگام انتظار سفید و سیاہ و سُرخ ؎

نیرنگ عشق سے ہین مرے داغ مختلف
اوڑھے ہوں جامہ وار سفید و سیاہ و سُرخ

دندان و زلف و لب کی جو رونے مین یاد ہے
ہین آنسوؤنکے تار سفید و سیاہ و سُرخ

نیرنگ عشق حسن سی ہین داغ اے خلیل
مانند لالہ زار سفید و سیاہ سُرخ ؎

مہربان گر ہو نہ میرے نالہ و فریاد پر ؎
آہ دل بجلی گرادون خانۂ صیاد پر ؎

شیفتہ ہین سر و قمری اوس ستم ایجاد پر
قد سے اوسکے ہے قیامت بندۂ آزاد پر ؎

غم ہوا اوس بت کو حال عاشق ناشاد پر
دل کڑھا شیرین کا آخر محنت فرہاد پر ؎

صورت پرکار زور ناتوانی سے ہین یاد ہے
اپنا چلنا منحصر ہے غیر کی امداد پر ؎

یہ ملی کنج قفس سے لذت دل بستگی
چھٹکے بھی پھرتا ہون اوڑتا خانۂ صیاد پر

دیکھنیکو تیرے آتا اوڑکے اے بالا بلند
مثل قمری باغ مین رکھتا اگر شمشاد پر ؎

سونسے واماندہ کی خاطر ہے سرگرم فغان
اے جرس ہوتا ہے دل ٹکڑے تری فریاد پر

دیکھکر کہتے ہین مردم زلف و قد یار کو ؎
سنبل باغ جنان کیونکر اوگا شمشاد پر ؎

سرو کی عریان تنی سے ہمکو یہ ثابت ہوا
قطع عریانی کا جامہ ہے تن آزاد پر

سخت جانی سے مری تا ہو صدمہ وقتِ قتل
حرز مینے آپ باندھا بازو سے جلاد پر

دست و پا چشم و گوش و لب ہان ورد ہین
ہو نہین حیران مرقد ہین کیون قمریان شمشاد پر

چھوٹنا خونِ شہیدانِ وفا کا ہے محال
حشر تک ہنبار ہیگا دامنِ جلاد پر

دیکھکر تل چشم پر اوس بت کے حیرت ہی مجھے
صانعِ قدرت نے کیون نقطہ دیا ہے صاد پر

شدتِ گریہ سے ہے تعمیرِ قصرِ تن خراب
آپکے باعث ہے آفت خاک و نار و باد پر

دولتِ صبر اسقدر دی ہے مجھے الله نے
شکر کرتا ہون بتون کے ظلم بے تعداد پر

وہ اسیرِ ناتوان ہین مجھے ہم معراج اوسے
اوڑکے جا بیٹھے جو بامِ خانۂ صیاد پر

زندگی کٹتی ہے مرغِ نیم بسمل کی طرح
ہو نہ صدمہ رنج و فرقت کا کسی ناشاد پر

یون لٹکتا دوش پر ہے گیسوے پیچانِ یار
جسطرح سے دام ہووے بازوے جلاد پر

مطلعِ جب چاہین اپنے حال پر کر دین اسی
ہے بھروسا اتنا اپنے نالہ و فریاد پر

قبح بینی سے نہین پروا مجھے اونکی خلیل
خندہ زن غیبت مین ہین جو اپنے بھی استاد پر

خار آنکھون مین سمان بے گلِ رخسار بہار
بلبلِ باغ کی ہووینگی ہوادار بہار

کچھ تو تھی ابر بہاری سے نمودار بہار
آتشِ گل سے ہوئی اور دو چند ہوا بہار

نکہتِ گل کی طرح بے سر و پا پھرتا ہون
کر لی ہے جامہ سے باہر مجھے ہر بار بہار

گرمیِ زورِ جنون کی رہی شورش چندے
مجھے زندان کی دیکھ آئیگی دیوار بہار

کیون نہ دیوانون کے ہو جائین بہم داغِ جنون
سبز تو نیستے کان کی ہے یار بہار

گلِ کاغذ جو چمن مین وہ کتر کر پھینکے
تا نہ سے اپنا کرے طرۂ دستار بہار

زور ساز و رجنون کا ہے عیاذاً باللہ
جوشِ وحشت کی ہوئی ہے جو بد دگار بہار

مے وہ معشوق سی ہو جاتا ہے رندانہ مزاج
نہ تو کافر مجھے رکھتی ہے نہ دیندار بہار ؎

کیا کرے بیچ اونکو وہ رشک گلستان لیکر
گل رخسار کے جسکی ہو خریدار بہار ؎

مے میں پھول کھلیں رنج خزاں اُٹھ ہو
وہ بھی دن ہو کہ دکھائے کہیں دیدار بہار

گل شگفتہ ہوے اپنا نہ کھلا غنچۂ دل ؎
کیا ہمیں تھی تری دنیا میں گنہگار بہار

سرخ جوڑا جو چمن میں مجھے پہنے دیکھا
اپنے پیراہن گلگون کو ہے بیزار بہار ؎

صورت کیسہ ہے ہر غنچہ لیا لب زر سے
کونسے گل کی ہے گلشن میں خریدار بہار

زرد ہو جائے جو دیکھے تجھے اے غیرت گل
باغ میں صورت رنگ رخ بیمار بہار ؎

ملکے مہندی جو چلے یار گلستان میں خلیل
خاک پا لیکے کرے غازۂ رخسار بہار ؎

صفائی روے روشن سے قمر کو داغ ہی دل پر
زحل کو رشک ہے خال بت زہرہ شمائل پر

یقین شوق شہادت میں ہے بیتابی دل پر
کرے گی سرخرو رکھو اکے گردن تیغ قاتل پر

غنی کا قرب بھی بے مایہ کو برباد کرتا ہے ؎
ہمیشہ خاک اڑتی رہتی ہے دریا کے ساحل پر

نکلسکتا نہیں ہوں الفت زنجیر گیسو سے
بلا کا جال اے صیاد مارا طائر دل پر

فروغ حسن آنکھیں بند کووں کی بند کرتا ہے
نہیں پردہ کی حاجت رشک لیلیٰ مجکو محمل پر

کیا ہے ذبح گر مجکو تو دو آنسو بھی دو قاتل ؎
چھڑکتے بیشتر پانی ہیں مرغ نیم بسمل پر ؎

وبال دوش ہے مدت سے سر شوق شہادت تیز
ٹھہر کتی ہے رگ جان بوسۂ شمشیر قاتل پر ؎

نہ سمجھا میں کیا تجھسے بت عیار سے خلطہ
خدا ہی جانے کیا غفلت کا پردہ پڑ گیا دل پر

وہ نقد دل کی خاطر اس طرح سے تنگ کرتا ہے
تقاضا جسطرح ہوتا ہے با قیدار حامل پر ؎

غنی کم مایہ کو دیتے نہیں جا اپنے پہلو میں
خس و خاشاک کو دریا بہا دیتا ہے ساحل پر

بنائی ہے شہیدانِ وفا کی خاک سے شاید / شفق رہتی ہے پھولی تیری دیوار رنگی کہگل پر
نہین کھٹکا عدم کی راہ مین ہموار ہے ایسی / پہونچ جاتے ہین دم مین بچھا اندھے بھی منزل پر
تری شمشیر ابرو سے شہادت کی تمنا ہے ٭ / مبارک زخم ہو اسکا جگر پر سینہ پر دل پر ٭
لگا کر تیغ جو اوسنے نقاب اوٹھا تماشے کو ٭ / گری بجلی فروغِ نورِ حسنِ رخ سے بسمل پر
خوشی سے مرکے بھی مین پھر استقبال جاؤنگا / سنونگا یار کا قاصد ہے جب دو چار منزل پر ٭
نہین قابو مین رہتے دستِ پا آفت رسیدہ کے / اوڑا جاتا نہین ہرچند کھوے مرغ بسمل پر ٭
سوال بوسہ کرتا ہون مین آزردہ نہو مجھسے / خفا ہونا سخی کو عیب ہے لے یار سائل پر
ارادہ ہے گلے سے تیغ قاتل کو لگا لیجے ٭ / کمر ہمت نے بند ہوائی ہے مجھسے کار مشکل پر

ارادہ ہے خلیل اللہ سے فریاد کرنے کا
ستم دستِ بتان سے ہے نہایت کعبہ دل پر ٭

یہ ہجر یار مین ہے حسرتِ بقاے سحر ٭ / کہ رات بھر مین پڑھا کرتا ہون دعاے سحر
شبِ وصال مین سینہ سے پار ہوتے ہین / خدنگ نالۂ مرغانِ خوشنواے سحر
شباب تک ہے صفا حسن کی گھمنڈ نکر ٭ / جہان مین ہر نفسِ چند ہی بقاے سحر
فراق مین رخِ روشن کا ذکر لازم ہے / کہ پڑھتے ہین رمضان مین بشر دعاے سحر
شگفتہ کیون نہو پیری مین آہ سرد سے دل / کلید قفل ہے ہر غنچہ کو ہواے سحر
کیا مقابلہ اوس مہر شعلہ رو سے اگر / اوڑے گی صورتِ کافور یہ صفاے سحر ٭
مجھے سوادِ شبِ ہجر کر چکا تھا کور ٭ / بیاض دیدۂ دل ہوگئی ضیاے سحر
مقابلہ نہ سمن زار اوسکے تن سے کرے / حضور پر تو خورشید کیا صفاے سحر
رہے نہان نہ کبھی داغ عشق پیری مین / چھپے نہ پھر تہ دامنِ قباے سحر ٭

شب وصال میں وردا اپنا ہی دعا ر قدح — شب فراق میں شغل اپنا ہے دعاے سحر

زمانہ اہل صفا کا قلیل ہوتا ہے — زیادہ رات کی مدت ہے کم بقاے سحر

دیگر

نہیں ہے پرتو دندان یار سینہ پر ؔ — پڑی ہے سلک درِ آبدار سینہ پر

صفائی حسن نے بال آئینہ مین دکھلایا — پڑا جو ٹوٹ کے گیسو کا تار سینہ پر

برنگ قبلہ نما آہوے حرم تڑپین — تفنگ رکھے جو بہرِ شکار سینہ پر

دکھاتا ہے مجھے نوک سنان کی سرکشیان — کچون کا اسے بتِ کم سن ابھار سینہ پر

ہجوم جو پڑتا ہے ہر بار عکس عارض و زلف ؔ — ہوا ہے مجمع لیل و نہار سینہ پر

کسی طرح بت گلرو نہین قرار مجھے ؔ — دھرا ہے صبر کا پتھر ہزار سینہ پر

شب فراق مین ہمنے جو سینہ کوبی کی — برنگ ماہ ہے داغ آشکار سینہ پر

خراش پنجۂ غم کی نہین کبھی جاتی ؔ — ہمیشہ رہتا ہے یہ پشتخار سینہ پر

ترے تفنگ کے چھرون کا ہون بہت مشتاق — شکارگاہ بناؤن گا یار سینہ پر

چھپاؤ زلف سے چڑیا تم اپنے محرم کی ؔ — تفنگ وحش یہ ہے اور شکار سینہ پر

نہین خطر ہمین تیغ جفاے گردون سے — سپر ہے داغ غم عشق یار سینہ پر

تمہاری زلف کا جاتا نہین ہے دل سے خیال — بلا یہ رہتی ہے ہر دم سوار سینہ پر

نظارۂ سر پستان عجب تماشا ہے — کلی انار کی اوپر انار سینہ پر

رقیب ایک کا ہے دوسرا ترا زیور ؕ — اولجھتا ہے تری ہیکل کا ہار سینہ پر

نشان ہاتھ کا بنجاے پنجۂ سرجان ؔ — دھرے جو ہاتھ کو وہ گلعذار سینہ پر

لٹا نہ رشک سے چھاتی یہ سانپ عاشق کے — نچوڑ گیسوے پیچان کو یار سینہ پر

جو دھیان آتا ہے مژگان و سبزۂ خط کا
سوئی سے لکھتا ہون خطِّ غبار سینہ پر

خراشیان مرے رونے سے ہین مرے تن پر
گرے ہین اشکون سے جو ہیں یہ نگار سینہ پر

فشارِ قبر سے نہ ہو اے خلیل حشر تلک
جو ہو حسینؑ کی خاکِ مزار سینہ پر

مجکو پہنائے جنون مین کہین جانان زنجیر
ڈالدے مور کے پاؤن مین سلیمان زنجیر

میرے سودمون سے نہ وحشت مین چھٹینگے ہرگز
آبلے دشتِ جنون خار مغیلان زنجیر

مین وہ دیوانہ کاکل ہون مرے سایہ سے
سانپ کی طرح سے ہوتی ہو گریزان زنجیر

فصلِ گل تک ہی فقط اپنے جنون کی شورش
رنگ گلزار کے مانند ہے مہمان زنجیر

نہ چھٹینگے کبھی ہم تم جو محبت سے ہم
ایک ستہ ہے یہ دو نو نہین مرجان زنجیر

مجکو وحشت مین جو منظور ہوا اخفائے جنون
سانپ بے پاؤن کی صورت ہے پنہان زنجیر

خواہشِ وصل مین رہتا ہون اسیرِ غم یاس
ہو گئی ہے ہوسِ ملکِ سلیمان زنجیر

گرم یہ ہے مری آتش قدمی کی تاثیر
رہتی ہے صورتِ اژدر شرر افشان زنجیر

پھانستی ہے دل وجان تیری شکم کی سیلی
ہے صفِ مور بھی اے رشکِ سلیمان زنجیر

مست ہاتھی سے بھی ڈرتے نہین دیوانۂ عشق
جب نکلتے ہین پہنکر سرِ میدان زنجیر

اوسکے کاکل مین ہزارون دلِ عاشق ہین اسیر
اب تو دیوانونکی کثرت سے ہے زندان زنجیر

جوشِ وحشت ہے مجھے موسم گل بھی آجاے
جھیلے روز جنونکی کہین کرِ پیان زنجیر

ہر گھڑی گیسوے محبوب کا ہے دھیان مجھے
دل مین ساعت کی طرح رہتی ہے پنہان زنجیر

ہے بند وسینہ پہ عکسِ دُرِ دندان کو پڑا اثر
ان ستارون کی تو بھاری نہین چندان زنجیر

مجرمِ عشق ہون ڈرتا ہون تری زلفون سے
ایک دن ترا ہے تو اک سلسلۂ خوبان زنجیر

تو وہ کافر ہے کہ ہر دم ہے ترے ہاتھون سے
دیر مین سنکھ در کعبہ مین نالان زنجیر ؂

اے پری ہین ترے دیوانے کے مرنے سے خراب
ہتکڑی طوق رسن خانۂ زندان زنجیر

جوش وحشت ہی لگا دے یہ جھڑی اشکون کی
سانپ پانی کا ہوا دیدۂ گریان زنجیر

چھوڑ کر زلف کیے تمنے ہزارون پہ ستم
عدل کیواسطے لٹکاتے ہین سلطان زنجیر

اے جنون یہ بھی ہے پردرد مگر صورت نے
کہ ہر اک بند سے رہتی ہے جو نالان زنجیر

پیرہن ہے تن موذی کے لیے دام بلا
کیچلی سانپ کو ہے خانۂ زندان زنجیر

لیچلا وسعت دشت خطرناک مین آج جوش جنون
کہ جہان ہو نہ کبھی خوف سے نالان زنجیر

مین وہ دیوانۂ مےکش ہون بہار آے اگر
سیلے توبہ سے مین توڑون سر میدان زنجیر

نیند آئے مجھے زندان بلا مین کیونکر
طفل بدخو کی طرح رہتی ہے نالان زنجیر

مرنے کے ساتھ ہے سامان گرفتاری دل
آہنی جال ہے خط کاکل پیچان زنجیر

فاقہ مستی مین بھی ہے سرکشی نفس وہی
رمضان مین بھی پہنتا نہین شیطان زنجیر

آرزو ہے ترے مجنون کو یہ اے ناقہ سوار
ساربان مین ہون درا دل آہن حدی خوان زنجیر

اب الجھے گیسو سے نہ اوس صفحۂ عارض کے قلم
سطر خط کی نہین ہوتی کسی عنوان زنجیر ؂

دل گرفتار ہے عشق خط کاکل مین خلیل
چمن حسن کا ہے سیلے و ریحان زنجیر ؂

جبین پہ غصہ سے پڑ گئی چین پھرالین آنکھیں بھوین چڑھا کر
دہن کا بوسہ جو اونسے مانگا بگڑ گئے صاف منہ بنا کر ؂
بسر کی صیان مین عمر ساری بتون سے در پردہ دل لگا کر
الٰہی توبہ الٰہی توبہ گنہ کیے ہین چھپا چھپا کر

کسی طرح سے نکی صفائی مخجل ہوے آئینہ دکھاکر
ملا یا مٹی مین سادہ رونے کدورتون کو بڑھا بڑھا کر
نکر تصور بتون کا دل مین محلّ تو بہ ہے کچہ جیسا کر
خلیل کعبہ مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر
سوال دیدار پر صنم نے سنائی برسون ہی لن ترانی
کیا ہے ہمسنگ طور مجبکو جلا جلا کر جلا جلا کر
لپٹتی ہے پاون سے یہ ہردم اولجہتی ہر سو قدم پہ صاحب
اسیر زنجیر خود ہوے ہو تم اپنی زلفین بڑھا بڑھا کر
بلا ہے سایہ بھی ان بتون کا خدا بچائے ہراک بشر کو
پری کو دیوانہ چٹکیون مین بناتے ہین یہ اوڑا اوڑا کر
ہوئی ہے مدت مین وصل کی شب شب عشرتک سحر نمایان
کرون مین آمین جھکا کے سر کو خدا سے تو اے صنم دعا کر
کیا نہ راز محبت افشا ہزار صدمے اوٹھائے مینے
ضمیر پنہان کی طرح رکھا ہے دل مین اوسکو چھپا چھپا کر
حجاب بیجا ہے وصل کی شب نقاب اولٹیے شراب پیجے
ہماری سنیئے کچہ اپنی کہیئے لپٹیے اب منہ سے منہ ملا کر
حسینون مین حسن ضو قمر ہین گلون مین بو سنگ مین ہو آتش
کیا ہے عالم کو تو نے حیران ہر اک مین جلوہ دکھا دکھا کر
دل حزین نالہ کش ہو کیونکر کہ محو ہے چشم سرمگین کا

ہمارا ناقوس سے اسے برہمن ہوا ہے خاموش سر جھکا کر
عزیز دل کیون نہ رکھین مجکو حسین غنچہ دہن جہان مین
نسیم گلشن کی طرح سے مین نئے کھلاتا ہون گل بنا کر
قریب ہے اب جو مرگ اسے دل ہے نہ داغ اُلفت بتان کا
سنا ہے سوتے ہین لوگ اکثر چراغ جلتا ہوا بجھا کر
بتون کو بھی بد نہ کہیئے واعظ خدا کو گر ایک جانتا ہے
نکال حرفِ دوئی نہ مُنہ سے خدا خدا کر خدا خدا کر
کبھی جو صید افگنی مین اوسکا مزاج شوخی پہ آگیا ہے
بھگا دیا ہے غزال صحرا کو اوسنے آنکھین لڑا لڑا کر
حباب کرتے ہین یہ اشارے نہ فکر تعمیر کیجیو یان
کہ جس کرنا پڑے گا دم کو بڑی خرابی ہے گھر بنا کر
تمام دن جلد ہو الٰہی قمر کی رفتار مہر کو دے
وہ شمع رو آج شب کو ہوگا چراغ محفل کا میری آکر
بڑے ہین کھٹکے جہان مین غافل برنگ عمرِ روان نہ دم لے
کہ بھاگتے راہ رو ہین اکثر خطر کی منزل مین خوف کھا کر
کبھی جو اوس بت کو وصل کی شب کیا ہے ایمای بادہ خواری
کہا کہ بس بس بہک نہ اتنا خدا کا ڈر بندہ خدا کر
کباب دل کو کیا ہمارے ہنسی مین بھی یار شعلہ رو نے
ہنسا یا بجلی کی طرح مجکو جلا جلا کر جلا جلا کر

جو شبکو آئے ہو میکش کو حیا کو رخصت ہو کچہ دلون کی ترنگ
سرور ہمکو بھی کچہ تو ہووے شراب تمکو پلا پلا کر
عجب طرح کا ہے خواب شیرین کہ نام رکھا ہے مرگ جسکا
کبھی نہ جو نکا لحد مین کوئی جگایا شانہ ہلا ہلا کر
دل پُر آتش کو آپ میرے نکالدین زلف پُر شکن سے
نہ رکھیے بندوق کے غلاف سے مین توڑا جلتا ہوا چھپا کر
چمک ہے دانتون کی اوس پری کی مثال برق تجلی طور
چراغ خجلت سے گل ہوا جب کھائی بتّیسی مسکرا کر

بتان ہندوستان مین تو نے بہت سی کی سیر بت پرستی
خلیل کعبہ مین چلکے یان سے گبرا اب کوئی دن خدا خدا کر

عشق بت مین مجھے پیارا ہو نہ کیونکر پتھر
اے جنون کیون نکرون شکر مین کھا کر پتھر
کھاون سوئے مین شہ رغبت سے مین کیونکر پتھر
عشق اگر شعبدہ بازی کو دکھائے اپنے
اے صنم جیتے نہ مجھ زار مین جو ہر ہین کرشمے
سختیٔ عشق بتان روز کہا نتک جھیلون
زخمین اینٹھی ہوئی گالو غنچہ نہ لٹکا ای شوخ
نہ لگا ضر کو داغ اسے ہوس لعل و گہر
ضربان ہوتے ہین تمکالیان دیتے ہین حسین

بت پرستون کی ہے ملت مین خدا ہر پتھر
صوت کبک مرا رزق ہے کنکر پتھر
اے جنون سنگ ترے سے بھی ہین بہتر پتھر
آگ پانی مین ہے شیشہ کے اندر پتھر
دیکھے تارے کٹتے ہین برابر پتھر
سنین مزدور جو ڈھویا کرون بھر بھر پتھر
ہین یہ گل سنگ سے کھسیاتے ہین اکثر پتھر
بادشاہون کو مبارک ہون یہ کنکر پتھر
پیچتے ہین تو لگاتے ہین یہ خود سر پتھر

اک بتِ شوخ کے عاشق جو کئی ہوتے ہین — اپنے نزدیک اوٹھاتے ہین وہ ملکر پتھر

رات بھر ہجر مین اعضا شکنی رہتی ہے — طپش دل سے جو پڑتے ہین بدن پہ پتھر

سنگ طفلان سے جنون مین نئی گل پھولے ہین — داغ لاسکے بناتے ہین بدن پر پتھر

تیرے ہاتھون سے جو کھاتا ہون سمجھتا ہون مین — اولے شکر کے ہین او شوخ ستمگر پتھر

کوچۂ یار مین بیٹھے تو نہ اوٹھے عاشق — عشق نے گاڑ دیے حسن کی حد پر پتھر

خاک ہو حوصلۂ دولتِ دنیا کے کسیف — ملتے ہین بے زر و مال سے کنکر پتھر

ہم نے ڈھنگ سے پہنے ہین جنون مین ہر سو — پاون زنجیر مین گل ہاتھ مین سر پر پتھر

اے فلک ماہ کو بھی ہے کسی بت کا سودا — ہے عیان داغ سے کھایا ہے جبین پر پتھر

دی جگہ گیسوے پر خم مین دلِ عاشق کو — اس فلاخن مین یہ رکھا ای بتِ خود سر پتھر

کوچۂ عشق مین عزت کا خدا حافظ ہے — پڑتے ہین شیشۂ ناموس بشر پر پتھر

ربط ناجنس سے ہوتی ہے شرارت پیدا — آگ چقماق سے دیتے ہین مقرر پتھر

چمنِ دہر مین خالی نہین آفت سے کوئی — ٹوٹتے پھول ہین پڑتے ہین ثمر پر پتھر

سخت مشکل ہے غم و داغ کا کھانا غافل — ہر نوالے مین ہین سو رنگ کے کنکر پتھر

عکس اوس مہ کی صباحت کا اگر پڑ جائے — ہے یقین سنگ قمر کو یہ ہو ہر پتھر

کافرِ عشق ہون کھون نہ گلے مین کیونکر — ڈھکدگی سے مرے نزدیک ہے بہتر پتھر

کیون مری آہ سے اوس بت کو نہ آجائے جلال — گرم ہون چلنے سے ہوتا ہے مقرر پتھر

یین کعبہ مین لگاتے ہین جو آنکھون سے خلیل
ہے کوئی غیرت سے لیلے یہ مقرر پتھر

ظلم کرتا ہے خطِ یار ہلاکو ہو کر — دل لگی سبکو ہے ہمسایۂ گیسو ہو کر

اپنی ہستی کو مین رو رو کے مٹا دیتا ہون
ابر کی طرح فنا ہوتا ہون آنسو ہو کر

اب یہ عالم ہے نزاکت سے خدا خیر کرے
بل کی لیتی ہے ہوا سے وہ کمر مو ہو کر

بات کیا منہ سے نہانے مین وہ محبوب کبھی
سمل کھلتی نہین ہے تر گرہ مو ہو کر

آپڑی جب کمر یار پہ وہ زلف رسا
گم ہوا زلف مین وہ تار کمر مو ہو کر

الفت گیسوے محبوب نے وہ زار کیا
ہم بھی شکل کمر یار بنے مو ہو کر

خونفشانی سے ہے دامن مژہ تصویر فرنگ
رنگ کھلاتی ہے مژگان قلم مو ہو کر

آہ مین ضعف کی قوت سے رسائی نہ رہی
دل مین اب رہتی ہے مثل گرہ مو ہو کر

مثل بو رہتی ہین پردے مین ہم ایسے دماغ
عشقبازون سے وہ اتراتے ہین گلگو ہو کر

دیکھ لینگے جو کبھی یار کے دانتون کی چمک
نکلینگے چشم صدف سے گہر آنسو ہو کر

خال عارض کا جو ایماے ستم یار کرے
دنکو اندھیر مچادے شب گیسو ہو کر

منتون پر بھی دکھائے وہ اگر منہ اپنا
گر پڑون پاون پہ مین سایۂ گیسو ہو کر

گھورتا ہون جو مین غیرت سے غزالون کو
بھاگ جاتے ہین مجھے دیکھکے آہو ہو کر

آنکھین اوس بت کی تلی رہتی ہین خونریزی پر
حوصلہ شیر کا رکھتے ہین یہ آہو ہو کر

کوئی بلبل نہ کسی پھول کا شیدا ہو خلیل
گل کے پردے مین رہے وہ اگر بو ہو کر

خوشنما گیسو ہے کتنا ابروے دلبر کے پاس
یہ کمند جانستان زیبا ہے اس خنجر کے پاس

ہو چکی اپنی رسائی اوس پری پیکر کے پاس
گھر وہ بنواتا ہے اپنا مدعی کے گھر کے پاس

کان کا موتی نہین ہے گیسوے دلبر کے پاس
ہے ید بیضا کلیم اللہ کا اژدر کے پاس

چھینکر دل کو دیا برباد زلف یار نے
مال یغما کم رہا کرتا ہے غارتگر کے پاس

روز و شب بہتا ہے اب اشک سے دریائے محیط
آشنا بھی آ نہیں سکتے مرے بستر کے پاس

سبزۂ خطِ لبِ دلبر کا نظارہ کیا
خضر پیغمبر کو دیکھا چشمۂ کوثر کے پاس

ہے کشتی کو جسجگہ بٹھا وہ دریا نوش ہون
ہے کیلیے صہبائے گلگونکے گھڑی بھر بھر کے پاس

دم پھڑک جاتا ہے میرا اشتیاقِ قتل مین
تیز کرنیکو چھری لاتا ہے جو پتھر کے پاس

پردہ پوشی خاک سے کرتے ہین اپنی دل جلے
غیر خاکستر نہ دیکھا پیرہن اخگر کے پاس

اسکو برقِ طور مین سمجھا ید بیضا اوسے
کان کی بجلی جو چمکی کان کے گوہر کے پاس

بہر زینت صاف دل ہوتے نہین ممنون غیر
تیغ خورشید فلک جاتی نہ صیقلگر کے پاس

تیرے دانتون کی صفائے دُر مین کیا نسبت اوسے
کچھ بھی جز گرد یتیمی ہے بھلا گوہر کے پاس

متصل اوس چشمِ جادو کی نہین زلفِ رسا
یہ عصائے موسیٔ عمران ہے افسونگر کے پاس

کوئی بھی صورت رسائی کی نہ تھی اسکے سوا
کھیلکر جی پر گیا اوس شوخ بازیگر کے پاس

دل جلون کو دولتِ دنیا ہے سوزِ داغ غم
شعلۂ آتش متاعِ خانہ ہے مجمر کے پاس

یون عروسِ مضمون تازہ ہے مجھسے بے حجاب
بے تکلف جسطرح ہوتی ہے زن شوہر کے پاس

ہون وہ محوِ قامتِ دلبر نہو جسکو خبر
گر قیامت بھی بپا ہو جائے میرے سر کے پاس

ہمکو بھی اوس بحرِ خوبی تک رسائی ہو پہونچائیگا
جو رسائی رشتے کی کر دیتا ہے گوہر کے پاس

یار بن میخانہ مین جب ہو گیا اپنا گذر
متصل شیشے کے ٹپکا سر کبھی ساغر کے پاس

میرے گریہ نے ہر اک کوچہ کو دریا کر دیا
کشتیون پر آشنا آتے ہین میرے گھر کے پاس

دردمندون کی جو غمخواری ہی طینت مین ہے
بیٹھتا ہون بستر مین طفلِ بے مادر کے پاس

لاکھ ترغیبِ ورع غیر دین مجکو خلیل
ہو نہین مومن تنگ ہے جانا مجھے کافر کے پاس

اولٹتی ہے صفِ عاشق نگاہ کی گردش
فلک کا دور ہے چشمِ سیاہ کی گردش

پھراتی ہے مجھے بختِ سیاہ کی گردش
قلم کی طرح ہے قسمت مین راہ کی گردش

جہان مین سر و سامان ہے باعثِ زحمت
حباب کو ہے یہ ذلت کلاہ کی گردش

تلاش یار مین کیونکر پھرون نہ مثلِ قلم
کہ ہے یہ پوست مین میری ہی راہ کی گردش

بڑا جو اسمین ہوا وہ غریقِ بحرِ فنا ؎
بھنور ہے چشمِ بتِ رشکِ ماہ کی گردش

مدام ہوش اوڑاتی ہے بادہ خوارون کی
نگاہ ساقیِ گردون پناہ کی گردش

نشانِ منزلِ الفت ملے نہ حشر تلک
بھلاوے خضر کو بھی راہ راہ کی گردش

پسے نہ دیکھکے رقص اوسکا کسطرح دلِ زار
اصول سے ہے مرے رشکِ ماہ کی گردش

پسند دل ہے یہان سیر یار ہرجائی ؎
چکور ہون مجھے بھاتی ہے ماہ کی گردش

عجب طرح کا عزیزون مین تفرقہ ڈالا ؎
یہ لوٹے کیا فلکِ روسیاہ کی گردش

خزینہ وار معانی مین ہوے نقشِ قدم
برنگ خامہ ہے مجھ روسیاہ کی گردش

جواب خط نہین ملتا خراب پھرتا ہے
لکھی ہے طالعِ قاصد مین راہ کی گردش

عجب جھمک سے وہ رقص چلتے پھرتے ہو
تمہارے پاون مین ہے مہر و ماہ کی گردش

بلند بخت کو ہوتا ہے رنج بھی راحت
سرور بخشتی ہے چترِ شاہ کی گردش

ہمیشہ وصل کے اقرار کرکے پھرتے ہین آپ
زبان مین بھی ہے گویا نگاہ کی گردش

امید وصل پہ دوڑا کے پاون توڑوائے
تمہین پسند ہے مجھ بیگناہ کی گردش

نہ پہونچے منزلِ مقصد کو مثلِ ریگِ روان
ہر اک گلی مین بحالِ تباہ کی گردش

جلو مین چلتا ہون جاتے ہین جب ہوا کھانے
نصیب مین ہے یہ شام و پگاہ کی گردش

دلِ خراب کی برگشتگی نہ پوچھ اے یار
تباہون کیا مین جہازِ تباہ کی گردش

یہ حکم ہے رہین صحرا نورد عاشق زار
پسند ہے اونہین اپنے سیاہ کی گردش

خرام مین ہے حسینون کے مختلف تاثیر
کبھی ہے سعد کبھی نحس ماہ کی گردش

جہان مین واسطے کم مایہ کے ہے آسائش
کہ مثل بحر کے دیکھی نہ چاہ کی گردش

کبھی ہین منہ پہ کبھی آستین و دامن پر
ہمارے اشکون مین ہے آب راہ کی گردش

اثر دکھائے تو عالم مین حشر برپا ہو
تمہاری جنبشِ چشم نگاہ کی گردش

خوش آتی ہے مجھے رندِ سیاہ کار ہون مین
جہان مین ساغرِ آبِ سیاہ کی گردش

پہونچ ہی جائیگا پیکِ خیال تا معشوق
طریق عشق مین عنقا ہے راہ کی گردش

تری تلاش مین مانند مرغ قبلہ نما
ہمیشہ گھر مین ہی اسے رشک ماہ کی گردش

الٰہی خیر ہو پھرتا ہے گھر مین غیر کے یار
کہ نحس ہوتی ہے عقرب مین ماہ کی گردش

خلیل شوخیِ چشم بتان سے ہون مین خراب
بلائے جان ہے سفید و سیاہ کی گردش

کیونکر کہون کہ ہے رخ جانان مثال شمع
مہمان ایک شب کا ہے حسن و جمال شمع

روشن ہے خط سے عارضِ جانان مثالِ شمع
ہوتا ہے سبکو اوج پہ نورِ جمالِ شمع

پچھتائی حسن یار سے یہ کر کے سرکشی
ہے سر سے تا قدم عرقِ انفعالِ شمع

لطف ای چراغ داغ یہ ہے عشق زلف مین
جلنے کی لو لگی رہی شب بھر مثالِ شمع

عاشق ہے گر میان نہ جلانے کی تب کیجیے
ہوتی ہے آگ شمع کی آخر وبالِ شمع

دل کیا چراغ داغ محبت چھپا سکے
فانوس ہو نہ پردہ نورِ جمالِ شمع

اللہ ری صفائے تن یار خوشجمال
پنڈلی کھلی تو صاف ہوا احتمالِ شمع

پھنکتا ہون داغ آتش سودائے عشق سے
جلتا ہون اپنے پھول ہی مثلِ نہالِ شمع

محروم پاکباز ہین لذت سے وصل کی — پروانون پر ہے تہمتِ لطفِ وصالِ شمع

اے یار تیرے دیکھنے والون کی آنکھ مین — جگنون سے کم ہے جلوۂ برقِ جمالِ شمع

حسنِ ملیح یار کے آگے نگاہ مین ؎ — پھیکا ہے حسنِ عارضِ بے خط و خالِ شمع

تاثیر الفتِ رخ و کاکل سے روز و شب — سر مین ہوا دھوین کی ہے دل مین خیالِ شمع

سوز و گداز عشق سے ہو جائینگے فنا — اپنا مآل کار ہے مثلِ مآلِ شمع ؎

داغِ جنون نے سر سے جلایا ہے تا قدم — اس سرگذشت سے مری پوچھا ہے حالِ شمع

پاشویہ گر تن مین تپِ غم مین اے طبیب — چھالے پڑین بدن پہ عرق سے مثالِ شمع

روؤن جو حال شورشِ پروانہ بھی سنون — مین موم دل ہون بزمِ جہان مین مثالِ شمع

ٹٹی کی طرح جلتی ہین دن رات پسلیان ؎ — لو ہے چراغ داغ جگر کی مثالِ شمع

اوس شعلہ رو کے سامنے محفل مین اے خلیل — جل جل کے خاک ہو گیا حسن و جمالِ شمع

نور ہے دودِ سرِ شمع سیہ خانۂ عشق — اوڑتے ہین حضرتِ جبریل سے پروانۂ عشق

غم و اندوہ ہین دربانِ درِ خانۂ عشق — زخم و ناسور ہین وہ روزنِ کاشانۂ عشق

بیڑیان پاون سے ہوتی نہین وحشت مین جدا — مدد اے قوتِ سر پنجۂ مردانۂ عشق

حدِ امکان سے نکلجاتے ہین بیخود ہو کر — نہین معلوم کہان رہتے ہین دیوانۂ عشق

عشق کو عقل سے ہے روزِ ازل سے نفرت — بات ارسطو سے نہین کرتے ہین دیوانۂ عشق

نہ سنے اسکو کوئی ہے ضررِ جان آمین — مائلِ خوابِ عدم کرتا ہے افسانۂ عشق

کیسے سے داغ سے عشاق کو ملتی ہے پناہ — لحدِ تیرہ و تاریک ہے یہ خانۂ عشق ؎

کاہ بھی کوہ کنی صورتِ فرہاد کرے — کچھ اگر ہو اثرِ ہمتِ مردانۂ عشق ؎

نکرے نشو و نما خالقِ عالم اسکی
آگمین آگ سے سرسبز جو ہو دانۂ عشق

غافل اے رشکِ پریزاد سمجھنا ہمین تو
مثلِ بہلول کے ہشیار ہین دیوانۂ عشق

چھیڑ سکتا ہے کوئی طفل پریزاد مجھے
دیو سے بھی ہے سوا ہیبتِ دیوانۂ عشق

خوب دل کھو لکے کی خانہ خرابی میری
اور مین کیا کہون آباد رہے خانۂ عشق

شہر مین غل ہے ہٹو دور ہو بھاگو سرکو
مست ہاتھی کی طرح پھرتے ہین دیوانۂ عشق

آئے جو شخص کہ جا ہے نہ رہے گا محروم
رحمتِ اللہ کی ہے بادۂ میخانۂ عشق

اثرِ افتادگیِ عشق کا ادنیٰ سا یہ ہے
وہ زمین سبز نہ اوٹھی جہین گرے دانۂ عشق

درگذرِ یار جو تقصیر کوئی ہو مجھسے
کہ خطا سے ہے بڑی لغزشِ مستانۂ عشق

شرم اللہ سے کر عشقِ بتان چھوڑ خلیل
لوگ کہتے ہین مجھے راہبِ بتخانۂ عشق

قتل ہی کرتی ہے انسان کو بیماریِ عشق
ستمِ شمر سے بدتر ہے جفا کاریِ عشق

ان حسینون کے نہین ٹوٹتے ہین قفلِ فریب
مدد اے قوتِ سرپنجۂ عیاریِ عشق

رشتۂ الفتِ معشوق ہے زنجیر و کمند
ہے جدا خلق سے سامان گرفتاریِ عشق

اشکِ خونین سے ہین دامن پہ لہو کے دھبے
چشمِ خونبار دکھاتی ہے یہ گلکاریِ عشق

پھر نہ دیکھو مجھے تم چشمِ حقارت سے کبھی
آنکھین کھلجائین جو تمکو بھی ہو بیماریِ عشق

گریۂ عاشقِ بیتاب پہ ہنستے ہو ہنسو
ابھی دیکھا نہین تمنے اثرِ زاریِ عشق

ہم کسے دیتے ہین دل دو حسینون کو خلیل
دیکھو پچھتاؤگے اچھی نہین بیماریِ عشق

ذکر پہونچا تری کاکل کا صنم دور تلک
سلسلہ بڑھگیا یہ زلفِ سیہ جور تلک

شوق دیدار جو گھبرا کے مجھے لے نکلا
ٹکٹکی باندھکے گھر سے مین گیا دور تلک

میرے صحرا مین جو وہ ناقہ سوار آ نکلا
دوڑتے دوڑتے پیچھے مین گیا دور تلک

کیون جلون مین کہ ترا عشق صباحت نہ رہا
تھی یہ گرمی اثر سردیے کافور تلک

سہم جاتے ہین تری تیر مژہ سے موذی
نیش لیتے ہین چورا دیکھکے زنبور تلک

مرچکا ہجر مین مین زیست کا ہی کیسا عذر
اب تو احباب مجھے لے چلین اوس حور تلک

ہو نہ ہنگامہ بپا دھوئیے تلوار سے خون
قتل کی میری خبر ہو گئی ہے دور تلک

آب تیغ اوس بت بدمست کی رکھتی ہے مزا
زخم دل پر کبھی بندھتا نہین انگور تلک

ہین وہ میکش ہون گیا باغ جہان سے جو خلیل
پھوٹکے روتے ہین مجھ مست کو انگور تلک

بے لت رہے ہو مری آہ رسا گرم تو
خورشید کی تاثیر سے ہوتی ہے ہوا گرم

چلتی ہے جو ہر دم مرے آہون کی ہوا گرم
گھر خانہ حمام سے رہتا ہے سوا گرم

دل آتش فرقت سے جو ہے بعد فنا گرم تو
تربت ہے مری کان سے گندھک کے سوا گرم

تاثیر تپ عشق ہے دنیا سے نرالی
تن برف سے ٹھنڈا ہے دل آتش سے سوا گرم

ہر رنگ مین یکسان ہے اثر اہل صفا کا
تاثیر ہے اک آب بقا سرد ہو یا گرم

جب تپے ہے الم یار کی تیغ شرر افشان
دن رات رہا کرتا ہے بازار قضا گرم

جلجل کے مرے اشکون سے ہین آبلہ آنکھین
کام آگ کا کرتا ہے جو پانی ہو سوا گرم

دل آتش فرقت سے یہ جلتا ہے شب و روز
گویا مرے پہلو مین ہے دن رات توا گرم

تم شعلۂ رخسار کو دیکھو جو دم صبح
آئینہ ہو خورشید فلک سے بھی سوا گرم

ہے مالک خشک و تر و عالم وہی انسان
دو وقت خدا دے جسے سرد آب غذا گرم

اللہ ری میرے دلِ سوزان کی حرارت
یک قطرۂ خون ہے یہ جہنم سے سوا گرم

جلتی ہے مرے آنسوؤن سے آنکھ کی پتلی
اس چاہ مین پانی سے بھی رہتا ہے تو اگرم

کیا چاہیے مجھ رند برہنہ کو دوشالہ
کھٹی مجھے پشمینے سے رکھتی ہے سوا گرم

کم سوزشِ دل جنبشِ مژگان سے نہوگی
پنکھے سے بھی گرمی مین کھلتی ہے ہوا گرم

جلتا ہے بدن شمع کی صورت تپِ غم سے
ہے جامۂ فانوس کے مانند قبا گرم

تپ چڑھتی ہے کراتا ہے دل جس گھڑی نالے
ہو جاتی ہے بندوق ہر اک بعد صدا گرم

چشم و دلِ عشاق مین ہوتی ہے تفاوت
پانی کا کرہ سرد ہے آتش کا کرہ گرم

افسردہ ہے داغِ دلِ بے عشق ہمیشہ
نادار کے گھر مین نہین ہوتا ہے توا گرم

بوگیسوے مشکین کی سنگھاؤ نہ جنون مین
سم ہے مرضِ حار مین انسان کو دوا گرم

ہے آہ شرربار مری بزم بتان مین
یون دامن کہسار مین چلتی ہے ہوا گرم

مرنے پہ بھی قاتل نہ مجھے عشق کی آتش
اوس حسن کے شعلے کے ہین انداز و ادا گرم

دکھلاؤن اگر آہ شرربار کی تاثیر
کشمیر تلک ہند سے ہو جاے ہوا گرم

تم گرمیان کرنے لگے ہر بات مین سب سے
اب حد سے سوا ہو گئے ہو نام خدا گرم

وہ حسن کا شعلہ نہ لپٹکر کبھی سویا
جاڑے مین کسی شب مرا پہلو نہوا گرم

خواہان ہین یہ تیرے چاندسے مکھڑے کے ہزارون
بازار ہے کافور کا اسے ماہ لقا گرم

میخواریان کین موسمِ سرما مین لبِ جو
مین آٹھ پہر عالمِ آبی مین رہا گرم

دکھلاؤن خلیل اپنی اگر آہ کی تاثیر
جلنے لگی چلے کی بھی سردی مین ہوا گرم

رکھا نہ تار پیرہنِ جسم زار مین
کیا کیا جنون نے رنگ دکھاے بہار مین

اخگر بنا دیا ہے جنون نے بہار میں
ہے پردہ پوش تنِ عریان غبار میں

جب غم سے تیرے ہوگا نہ دل اختیار میں
تارے گرے گا سیکڑون اگر گلعذار میں

روتا ہوا ہوں میں تصورِ دندانِ یار میں
موتی کیوں اسلئے ہے سمندر کنار میں

سینے میں ہیں لگے ابھی یہ مژگان تو لختِ دل
کیا خوب ہمنے پھول پروئے ہیں خار میں

کرتے ہیں قتل گھر میں بلا کر یہ خوبرو
مہمان کشی کی رسم ہے انکے دیار میں

عشقِ بتان میں صبر کی طاقت ہوئی افزون
پھر اور تھا کہ جب کسے اختیار میں

اندھیر ہے اضطراب دلِ بیقرار کا
مر مر کے صبح کی ہے شبِ انتظار میں

کیا کشمکش میں عشق نے ڈالا ہے یار کو دن
یار اختیار میں نہ اجل اختیار میں

اللہ رے حسنِ عارضِ رنگین کے عکس سے
یاقوت بن گیا ہے گلِ گوشِ یار میں

مرنے کے بعد بھی نہ چھٹا قرب شکر سے
مٹی ہوئی عزیز ہر اک کوئے یار میں

اندیشہ کسکو لشکرِ رنج و ملال کا
بیٹھے ہیں روز نشہ مے کے حصار میں

پہنچا رہا ہوں بھی اگر اضطراب دل
پھیلا کے پاؤن سو رہینگے کنجِ مزار میں

صید افگنی جو یار کی مدِ نگاہ ہو
ڈر ڈر کے ہول ہو نہ آنکھوں کے دام شکار میں

آنکھوں سے میرے اشک نکلتے ہیں بھرا
ہوتا ہے ورنہ شور ہے بستا آبشار میں

نرمی بتان میں چھوڑ دیا دل کو یہ غور
شیشے کو ہمنے پھینک دیا کوہسار میں

آنسو گرے جو آنکھ سے مٹی میں مل گئے
یہ طفل کھیلتے ہیں ہمیشہ کنار میں

دل سوختون کو زینتِ ظاہر نہیں پسند
دیکھا حنا کا رنگ دستِ نگار میں

گرمی سے سوزِ عشق کی آہیں نکل رہا
نازم سے اٹھ گیا ہوا سے بخار میں

اللہ سے دعا یہ شب و روز ہے خلیل
کعبہ کو دیکھوں زندگیِ مستعار میں

میکشی کی یار بن ساقی ہوس دل مین نہین
حلقہ ماتم مین دور جام محفل مین نہین

بیقراری کونسے دن تیرے مائل مین نہین
درد کش کو جگر مین سینہ مین قاتل مین نہین

جستجو دیر و حرم مین تیری کرتے ہین عبث
چشم بینا ہو تو کیا جلوہ ترا دل مین نہین

ہو نہ غصہ آگئے ہین لخت دل نالون کے ساتھ
باغبان گلگیر منقار عنا دل مین نہین

ہین مشبک اسقدر تیر نگاہ یار سے
جاے بے رخنہ جگر مین سینہ مین دل مین نہین

فکر میرے پائمالی کی ہے ناحق کو تجھے
سرکشی کی اے فلک حسرت مرے دل مین نہین

واہ ری ترشی کیئے لاکھون کے تن سے سر قلم
خون کا دھبا تلک شمشیر قاتل مین نہین

گھر مین پھر سرگشتگی ہے صورت قبلہ نما
ہون وہ مشتاق سفر آرام منزل مین نہین

حلقہ احباب مین مجھ مردہ دل کو کیا فروغ
واقعی قدر چراغ کشتہ محفل مین نہین

بدمزاجی کا تری اے یار کیا شکوہ کرین
خو ترش رو دل کی کس شیرین شمائل مین نہین

میرے یوسف کونسے سر مین نہین سودا ترا
لالہ و الفت کا تیری داغ کس دل مین نہین

سر ترے زانو پہ ہو دم نکلے جب اے مہ لقا
اور کچھ حسرت ترے بیمار کے دل مین نہین

روبرو رخ کے ترے حکم چراغ مردہ ہے
شمع کو رونق ترے ہونے سے محفل مین نہین

پھیر دے گردن پہ مشتاق شہادت کے چھری
اسقدر بھی درد کیا بازوے قاتل مین نہین

نام کسکا ہے مصیبت مین نہین مینے لیا
جز ترے مشکلکشا کوئی بھی مشکل مین نہین

ساغر مے یار بن مجکو چراغ گور ہے
نخل ماتم سے نہ کچھ کم شمع محفل مین نہین

رنگ دکھلاتا ہے اپنا بیگناہون کا لہو
شوخیان رنگ حنا کی دست قاتل مین نہین

اٹھیہ یان شوق شہادت مین گرتا ہون پڑا
کم کچھ اوس قاتل سفاک کے دل مین نہین

دل کو خوف تکلیف ہے عشق زنخدان مین ترے
وہ فرشتون کو اذیت چاہ بابل مین نہین

زندگانی کا سبب عاشق کی ہجر یار ہے
زیست پروانہ کی وصل شمع محفل مین نہین

جو وطن مین چین ملتا ہے وہ غربت مین کہان
ماہیِ دریا کو راحت ایک ساحل مین نہین

سنکے نالے ساربان کہتا تھا کر ضبط فغان تو
چین ای مجنون ذرا لیلے کو محمل مین نہین

ہمت مردانہ ہے میری سبب مشکلکشا
غیر سے خواہان مدد کا وقت مشکل مین نہین

عرش ہلجاتا ہے میری نالون کی تاثیر سے
یہ تعجب ہے اثر کرتی ترے دل مین نہین

کشتگی رنگت یہ قاتل تیری آب تیغ سے
نام بھی سرخی کا خون حلق بسمل مین نہین

کام میرا جنبش ابرو سے کر دیگا تمام
غم نہین دل کو جو خنجر دست قاتل مین نہین

گور جھنکواتا ہے انسان کو محبت کا مرض
جو اذیت اسمین ہے دق مین نہین سل مین نہین

دیگر

جوش فصل گل ہے مست بادہ ہشیار ہین
کشتۂ مے کی بدولت بحر غم سے پار ہین

خوشنما پہرے سے افزون ہوے خط یار ہین
دلربا گل سے زیادہ اس چمن کے خار ہین

رنج کو راحت سمجھتے ہین فراق یار مین
موت کے آنے سے خوش ہین زیست سے بیزار ہین

روے رنگین کے تصور مین یہ رویا ہون لہو
پتلیان آنکھون کی اشک سرخ سے گلنار ہین

جب کرینگے پھاندنیکا قصد آ جوش جنون
یہ سمجھنا زیر پا خار سر دیوار ہین تو

ہنستے ہین لیکن تکلم سے نہین ہین آشنا
لب مرے مشق خموشی سے لب سوفار ہین

منتظر ہین فصل گل آئے کہین پھر لے جنون
ہم گریبان چاک ہین اور دامن کہسار ہین

منہ بھی دکھلاتے نہین ہین عاشق نادار کو
سیمتن محبوب بھی دیکھے تو زر کے یار ہین

بزم عالم مین ہے آرائش ہماری مثل شمع
ہار کے بدلے گلے مین آنسوؤن کے تار ہین

ہو نہین سکتا ہے محسوس نظر نور نگاہ
کور باطن ہین جو تیرے طالب دیدار ہین

عمر غفلت میں بسر ہوتی ہے اپنی روز و شب
کچھ نہیں معلوم ہم سوتے ہیں یا بیدار ہیں

عیب دشمن کا بھی سننا ناگوار طبع ہے
اب خدا سے صورت گل گوش کر درکار ہیں

کسکو یاں تاب رقم واں کسکو پڑھنے کا دماغ
ورنہ قاصد شرح شوق وصل کے طومار ہیں

ناتوانی کے سبب یہ حال پہونچا ہے خلیل
شکل تصویر لگے اعضاے تن بیکار ہیں

وصف روے یار میں تقریر کی حاجت نہیں
پائے خواب آلودہ کو زنجیر کی حاجت نہیں

کی ہے فرمائش یہ مجھسے اوسنے بہر امتحان
کوہکن شیرین کو جوے شیر کی حاجت نہیں

چین پیشانی ہے میری قتل کو تیغ دو دم
اے صنم تیغ و سنان و تیر کی حاجت نہیں

تیرہ باطن سے نہیں ملتے ہیں روشندل کبھی
آتش موسیٰ کو آتشگیر کی حاجت نہیں

دست مشاطہ سے مستغنی ہے حسن روے یار
شمع کوہ طور کو گلگیر کی حاجت نہیں

دل ہی دل میں گفتگو رہتی ہے باہم روز و شب
میرے اوسکے درمیان تقریر کی حاجت نہیں

قتل پر میرے اوٹھاتے ہو عبث تیر و کمان
جنبش مژگان ہے کافی تیر کی حاجت نہیں

فکر بیجا ہے گرفتاری کی مجھ دیوانے کی
زلف کافی ہے تجھے زنجیر کی حاجت نہیں

کو بکو آوارہ خود رہتے ہیں مثل بوے گل
مجرمان عشق کو تشہیر کی حاجت نہیں

جو کہ دیوانے ازل سے ہیں نہیں پابند غم
بید مجنون کو کبھی زنجیر کی حاجت نہیں

عرض حال اپنا جو کرتا ہوں تو کہتا ہے وہ شوخ
مدعا معلوم ہے تقریر کی حاجت نہیں

عقدۂ قسمت کے کھلنیکی عبث ہے جستجو
اس گرہ کو ناخن تدبیر کی حاجت نہیں

دیگر

بہتر عدم سے کوئی جہان میں سفر نہیں
یہ راہ وہ ہے جسمین کہ رہزن کا ڈر نہیں

ہرگز سبکرو ون کو عدو سے خطر نہین
آگاہ میرے حال سے وہ سیمبر نہین
اے شاہ حسن کو اناہے خوشجمال جو ؔ
دیکھا جسے وہ رہرو ملک عدم ہوا

باد صبا کو خار سے صحرا مین ڈر نہین
سچ ہے کسیکے دل کی کسیکو خبر نہین
درگاہ حسن کا ترے دریوزہ گر نہین
تیر قضا ہے یار کی ترچھی نظر نہین

یہ ناتوان کیا تپ فرقت نے اے خلیل
کھلتی اب آنکھ ضعف سے دو دو پہر نہین

چشم مین لخت دل زار رہا کرتے ہین
آگے رہتا ہے کسی شب جو وہ خورشید لقا
حال پرسی مری اے رشک مسیحا ہے عبث
کیا عجب رحمت حق سے نرہین یہ محروم
عشق گیسو مین نہ کسطرح ہو دل کو ایذا
جسم ہے صورت تصویر گلی بے حرکت ؔ
دیکھکر شہر مین کہتے ہین پریزاد مجھے ؔ
لڑکھڑاتے ہین جو چلنے مین حسینون کو قدم
چھا گیا یار کے اوپر اثر عشق مرا ؔ

پھول اس بحر مین دو چار رہا کرتے ہین
شام سے صبح کے آثار رہا کرتے ہین
اچھے کسدن ترے بیمار رہا کرتے ہین
منفعل دل مین گنہگار رہا کرتے ہین ؔ
رنج مین رات کو بیدار رہا کرتے ہین
عضو سب ضعف سے بیکار رہا کرتے ہین
اسی دیوانے سے ہشیار رہا کرتے ہین
بادہ حسن سے سرشار رہا کرتے ہین ؔ
زرد اب پھول سے رخسار رہا کرتے ہین

کسی محبوب سے اب دل کو لگا لینگے خلیل
ایک مدت ہوئی بیکار رہا کرتے ہین

دل سے ہم شیدا اے چشم یار ہین
فندق پائے نگارین سے ترے

نرگس بیمار کے بیمار ہین ؔ ؔ
خاک پر نقش قدم گلنار ہین

ہون یہ آوارہ تلاش یار مین — سیکڑون پائے طلب مین خار ہین

دیکھتا ہون خواب مین رخ حبیب — طالع خفتہ مرے بیدار ہین

مہربان ہون یا کرین جور و جفا — ہم تو ہین مجبور وہ مختار ہین ؏

زلف شبگون کسکی ہے رونے مین یاد — تار سنبل آنسوون کے تار ہین

نقد دل لیتے ہین نظرون مین چرا — سب حسینان جہان عیار ہین

ضعف سے ہون شکل تصویر گلی ؏ — ہلکے سب اعضاے تن بیکار ہین

چھیڑتے ہین عاشقان زار کو ؏ — خوبرو کتنے غریب آزار ہین ؏

درد کا کس کس کے وہ درمان کرے — اک مسیحا سیکڑون بیمار ہین

صفحۂ کاغذ گلستان ہے خلیل
کسقدر رنگین ترے اشعار ہین

صورت سوزن فولاد جو خو کرتے ہین — غیر کے چاک کو تم مژگان سے رفو کرتے ہین

ضبط ہم غم کو ترے عربدہ جو کرتے ہین — جسم مین مثل حنا خشک لہو کرتے ہین

کم نہین اثر فولاد سے مژگان صنم ؏ — شانہ آئینہ کو مسمر مین یہ مو کرتے ہین

خوبرویون کا نظارہ نہین غم سے خالی — روتے ہین جانب خورشید جو رو کرتے ہین

عشق کی کعبۂ ابرو مین جو پڑھتے ہین نماز ؏ — پانچ وقت اشکون سے وہ لوگ وضو کرتے ہین

باغ الفت سے شہادت کا وہ پھل پاتے ہین — تیغ قاتل کو جو پیوند گلو کرتے ہین ؏

گھونٹ دیتا ہے گلا رشک سے زلفون کا خیال — سانس رک جاتی ہے جب یاد گلو کرتے ہین

جیسے ثابت نہوئی کچھ بھی کمر اوس گل کی — شعرا ہیچدانی کا غلو کرتے ہین ؏

میکشی سے مری عاجز یہ ہوے ہین سرکش — سجدے مجھ رند کو مینا و سبو کرتے ہین ؏

مست ہوتے ہین تو ہم جاتے ہین دریا کی طرف
عالمِ آب مین سیرِ لبِ جو کرتے ہین

ساقیا شورِ قلقل کا سمجھ دوری مین
شیشے حق حق تری تعریف گلو کرتے ہین

کرتے ہین ہم ذقنِ یار کی تعریف بیان
منتشر سیب ثمرقند کی بو کرتے ہین

خالِ مشکین کے برابر نہ کبھی ہوگا مشک
ناحق آہوے ختن خشک لہو کرتے ہین

سی نہ مسکی ہوے محرم کو بتِ رشکِ چمن
گل کہین اپنے بھی جامے کو رفو کرتے ہین

جلوۂ یار کو کونین مین ہم دیکھتے ہین
گویا نظارۂ تصویرِ دو رو کرتے ہین

قدِ بالا ہے علم بال ہین سر کے پرچم
سہم جاتا ہون پریشان جو وہ مو کرتے ہین

زلفِ پرخم ہین خدایا کسی محبوب کے ہم
جانبِ پاے نہان سر جو فرو کرتے ہین

شوخ چشمون سے ملاتے ہین جو کم آنکھ مری
غمزے کر کے طرفِ آئنہ رو کرتے ہین

عشق مین دوست کی صورت ہوئی میری خلیل
رحم حالت پہ مرے میرے عدو کرتے ہین

موسمِ گل ہے میہمانِ چمن
کیون ہوا پر ہین طائرانِ چمن

تھالیان پھول کی بجاتا ہے
موسمِ گل مین باغبانِ چمن

بہرِ گلگشت جب وہ طفل گیا
کیا ہی پتّا سے نوجوانِ چمن

زمزمے کرتے ہین ہمارے حضور
ہم سے اڑتے ہین طائرانِ چمن

گلِ خورشید بہرِ بلبل ہے
ذرّۂ خاکِ آستانِ چمن

تو نہ جائے تو گل ہون پژمردہ
اے گل اندام تو ہے جانِ چمن

اپنی محفل کا لطف ہم سے پوچھ
یعنی بلبل ہے قدردانِ چمن

وصفِ روے نگار کرتا ہون
لکھتا ہون شرحِ داستانِ چمن

تو وہ گل ہے کہ ذکر بلبل کیا تو — تجھپہ صدقہ ہزار جان چمن
ٹھنڈی آہین نہ کھینچ اے بلبل — برف پڑنیسے ہے زبان چمن
ہے مرقع طلسم باطل کا — جسپہ کرتے ہین ہم گمان چمن
گرمیان تیری برق طور کلیم تو — سرد مہری تری خزان چمن
اثر موسم بہار یہ ہے تو — پھولجاتا ہے باغبان چمن
فصل گل مثل بوے گل نہ رہی — سر ٹپکتے ہین طائران چمن

بلبلون سے بیان نہو گا خلیل
ہے بہت طول داستان چمن

لگائی ہے چراغ داغ نے آتش مرے تن مین — فتیلہ شمع روشن کا ہے ہر رگ میری گردن مین
لگا دیتا ہون سرمہ وز چشم شوخ پرفن مین تو — مین اپنے ہاتھ سے دیتا ہون خنجر دست دشمن مین
دم گلگشت کیسی تھی نزاکت اوسکو گلشن مین — رگ گل ہے کمر ظالم نہ بھر پھولون کو دامن مین
وہ زینت مین بھی رکھتے ہین عنایت کج پرستی کی — صراحی دار موتی ہین صراحی وار گردن مین
جبین سونے کی تختی ہے نہ چنپئی نقرئی افشان — گھٹیگا مول چاندی کا نہ بیچھیل کندن مین
چھپا لے اے تفنگ انداز اپنے شعلۂ رخ کو — نہو جائے کہین سونے کا توڑا شیر گردن مین
اجل کا تیر ہے تیر مژہ اوسکا ڈراتا ہے — جھلتہ مین فرہ مین چار آئینہ مین جوشن مین
دم رقص اوسنے بسمل کر دیا محفل کی محفل کو — دھنک تلوار کا ٹھہا ہوئی قاتل کے دامن مین
سنوائی ہے سیلی مجکو اوسکے لوٹے بالون کی تو — دل دیوانہ نے ڈالا ہے مردہ سانپ کے دن مین
فغان طفل بے مادر مری فریاد وزاری ہے — سنے گر دیر نالے درد اوٹھے قلب دشمن مین
لیں مرے دن جب آیا ہے خیال چہرہ رنگین — دریچہ کھل گیا فردوس کا پہلو سے مدفن مین

فروغ بے محل آتا نہین ہے کام انسان کے
اوجالا شمع مدفن سے نہین ہوتا ہی مدفن مین

دم رخصت گلے جب یار کے مل مل کے رویا ہون
پڑا ہے موتی مالا آنسوون کا اوسکی گردن مین

پھلایا منہ جو اوس گلچین سیرین نے بدمزاجی سے
دہن سے غنچون کے کچھ بھی نہ نکلی بات گلشن مین

مسلمان جانتے ہین شمع قندیل حرم تجکو
چراغ دیر ہے تو اے صنم چشم برہمن مین

حجاب بیمحل سے آپکے نالے کرونگا مین
مرا کھلجائیگا پردہ جو تم بیٹھوگے چلمن مین

نہین رہتا مزا ہر دم کی صحبت سے محبت کا
چمن کی سیر سے ہے باغبان آسودہ گلشن مین

نہین ملتی کسی وارفتہ کی تربت اونہین جسدم
لگا لیتے ہین ٹھوکر چلتے چلتے اپنے دامن مین

کشاکش پیش پا افتادہ ہی سودائی کاکل کی
گھسٹو اینچینگے رسی باندھکے وہ میری گردن مین

حسینون کا مجھے طفلی سے سودائے محبت ہی
بڑھایا عشق و حسن اوستاد نے مجکو لڑکپن مین

اسیر تازہ ہون صیاد رونا مجھپہ لازم ہے
نہال نو کو پانی باغبان دیتا ہے گلشن مین

ہزارون فصل گل مین ہین گل داغ جنون ہر تن
قد آدم گرا رہتا ہون مین پھولون کے خرمن مین

جوانی مین بڑھاپے مین دل بے غم نہین ہوتا
بہار زندگی کا لطف ملتا ہے لڑکپن مین

دیگر

خالی ہین سبو شیشے ہین تہی لبریز شراب سے جام نہین
چلتے ہین یا پینے بادہ کشو اس بزم مین اپنا کام نہین

جو مرگئے اونکو زیر زمین کچھ راحت و رنج سے کام نہین
شاہد ہی بیاض صبح نہین اندوہ سواد شام نہین

ہون بندہ عشق حسن بتان کچھ دیر و حرم سے کام نہین
مذہب ہی جدا ہے محبت کا یان کفر نہین اسلام نہین

بلبل ہین شگفتہ ہنستی ہین گل سیر کو باغ مین دیکھو بہار آئی
دکھ دیوے خدا تجکو شبنم یہ رونے کا ہنگام نہین

ثابت تھا آئی تھی جب فرقت کی مصیبت جھیلین گے
سمجھے تھے اس آغاز کو ہم پہلے ہی نیک انجام نہین

کیون طلب غیر کرتے ہو مجھے ہے یار کی خاک در ہی نیاز
کعبہ کے سوا بتخانون سے کچھ قبلہ نما کا کام نہین

یہ عشق سے میخانہ میں میخوارون کو حکم پیر مغان
اس خانہ خراب محبت نے کس کس کو نہ مجھیر ہنسوایا
دن رات تجھے دور میں صنم دل میرا گھڑیکا چکر ہے
جب چشم صنم دیکھتا ہون شوخی سے مجھے یہ ستاتا ہے
خدمت سے کیا ہے دور مجھے کیون زور حکومت کرتے ہو
آتا ہو نہین آپ اوبے مجھے دشانے کی طرح گیسو سے ترے
تکلیف نشے مے کی ساقی بیکار کہ میری نگاہون مین
ناحق کو بھی مجھسے الجھتا تھا آخر کو شانے نے پائی شکست
بیتابی ہے دل کی فرقت مین ویسا ہے وان کی موج ہو نہین
غفلت نہین لازم پیری مین ہشیار ہو کوچ کی فکر کرو
یہ منزل دنیائے فانی گویا کہ مسافر خانہ ہے خ
دل لینے کی خاطر آٹھ پہر پڑھ پڑھ کی بولیان بولتے ہو
مرتا ہون اونکی ہمت پر جو ساکن شہر خموشان ہین
خالی ہی نہین ہے کوئی صنم سودے سے تماری لفون کے
کچھ چلگیا جو رقیبون کا وہ اوکلڑ ہا اوکھڑی بولتے ہین
سنبل سی زلفین سرو سا قد ہین پھول سے دونو رخسارے
ہم سمجھتے ہین تم جانتے ہو یہ بھی کوئی رسم مروت ہے
بیتاب ہے الفت کا ہو مراد و نو یہ مصیبت ڈالی ہے
شاعر ہون خلیل تخلص ہے کعبہ تک ہند سے جاتے ہین

بہکی ہوئی بات کہے گا جو دولت مین او سکے کلام نہین
سمجھاتے تھے سچ احباب مجھے بد کام کا نیک انجام نہین
بیتابی سے سینہ مین آٹھ پہر اک ساعت بھی آرام نہین
رغبت کی نظر سے گھورتے ہو کچھ آنکھ مری بادام نہین
آزاد ہوا جسدم بندہ پھر مالک کا وہ غلام نہین
وہ طائر ہون صیاد جسے پروا اسیر دام نہین
مینائے شراب اک آبلہ ہے پھوٹی ہوئی آنکھ ہی جام نہین
اے سنبل زلف یار سمجھ ظالم کا بخیر انجام نہین خ
ٹکرا کے نہ پھوڑون سر جبتک آتا ہے مجھے آرام نہین
اے قافلے والو صبح ہوئی سونے کا ہے یہ مقام نہین
جو شام کو ہے وہ صبح نہین جو صبح کو ہے وہ شام نہین
یون بندۂ بیدام آپکا ہون پر بد نظر بدنام نہین خ
کیا بے غرضانہ رہتے ہین سلطان و گدا سے کام نہین
وہ کون ہے جو بیہوش نہین کس کسکو یہ سرسام نہین
ہر بات مین ہے یہ سخن تکیہ چلد یجئے آپکا کام نہین خ
کسطرح نہ تمکو پیار کرون تمسا کوئی خوش اندام نہین
آنکھو نمین ہے دم سر پہ ہے قضا یہ رخصت کا ہنگام نہین
یان مجکو بھی آرام نہین وان انکو بھی آرام نہین
کیون تنگ ہے تجکو ملنے مین اب تو مین بھی گمنام نہین

جو دل مین داغ غم یار خوش جمال نہین
مثال خانۂ تقویم گھر ہے مال نہین

ہمارے قتل سے قاتل کو انفعال نہین
کوئی مرے ملک الموت کو خیال نہین

کہو نہین کیا کہ گنہگار بال بال ہو نہین تو
گناہ جتنے ہین اوتنے بدن پہ بال نہین

شراب پاک پلا دے تو ساقی کوثر تو
حرام زادے کے اوپر کبھی حلال نہین

صفاے یار دکھاتی ہے صبح کا عالم تو
شب وصال مین لطف شب وصال نہین

جنون مین غل مری زنجیر پہ مچاتی ہے
کڑی مین کوئی کسی کا شریک حال نہین

حسین جو دے کوئی بوسہ تو مانگتا ہون ابھی
حرام ایسی جگہ پر کبھی سوال نہین تو

خراش ناخن غم ہے یہ لالہ رو تجھ بن تو
کوئی جگہ نہین تن پر جو پوست لال نہین

درازی شب ہجران بھی اک نمونہ ہے
بلا سے بد مین ترے لمبے لمبے بال نہین تو

تمام جسم حسین ہو جو صورت مہ نو
بجود یار کی خاطر تو کچھ کمال نہین

ہوا فساد اوڑو بلبلو خزان آئی
چمن کی آب و ہوا مین اب اعتدال نہین

نثار کرکے گلوری بھی دو تو ذکر کرون
اگرچہ صدقہ بھی سادات پر حلال نہین

یہ دل خراش ہے مژگان یار کا ہر مو
بروت شیر کا بھی قاتل ایسا بال نہین

محیط جلوۂ خورشید ہووے کیا روزن
ہمارے آنکھ مین ایسا ترا جمال نہین

جو بوسہ مانگتا ہون مین تو کہتے ہین یہ حسین
سخی سے بھی ہو جو پورا یہ وہ سوال نہین

خدا کو بھول گئے لوگ فکر روزی مین
خیال رزق ہے رزاق کا خیال نہین

ہمارا حال تو بےخوف کہیو اے قاصد
نہ ڈریو ایلچی کے واسطے زوال نہین

خلیل الفت زلف بتان کو ترک کرو
پھنسے ہوئے ہو بلا مین تمہین خیال نہین

جگر پہ داغ ہوا آنکھوں سے خون رواں دیکھیں ؎ الٰہی مہر و محبت کے ہم نشان دیکھیں ؎

جگر میں دل ہیں جگہ دیں خدنگ یار تو آئیں ؎ ہماری چشم مروت کے میہمان دیکھیں ؎

نہاں ہے تو ترے جلوہ سے محو ہیں مردم قیامت آئے جو صورت تری عیاں دیکھیں

کہیں نیام سے کھنچکر چلے یہ تیغ خوش آب تو اس آبجو کا بھی پانی کہیں رواں دیکھیں

پسند طبع نہیں ہے کسیکی سبز رنگی خزاں کی بھی نہ چمن میں کبھی خزاں دیکھیں

قمر کہاں مرا محبوب خوش جمال کہاں نگاہ چشم کواکب سے آسماں دیکھیں

ترا شباب مرا شیب کیا قیامت ہے تری بہار کو دیکھیں مری خزاں دیکھیں

تھکا ہوں میں مری واماندگی پہ رحم کریں ادھر بھی مڑ کے ذرا اہل کارواں دیکھیں

جنوں جو پھینکدے اقلیم بیخودی میں ہمیں نئی زمین طبق تازہ آسماں دیکھیں

خرابیاں مرے دل کی گذر گئیں حد سے پڑھیں وہ فاعتبروا جو کہ یہ مکاں دیکھیں

وہ گل یہ کہتا ہے مرتا ہے تو ہزار و نیر عزیز ہوتی ہے مٹی تری کہاں دیکھیں

یقین ہے چھین لیں یہ آسمان دوں ہمت دہان سگ میں جو مردوں کے استخواں دیکھیں

مری طرح سے جو کھائیں غذائے غصہ و غم تو نہ ہضم ہو سکے زمیں صاف آسماں دیکھیں

خدا نے اسلیے آنکھوں میں روشنی بخشی کہ ان چھچھوروں کو ابنائے انس و جان دیکھیں

پڑے یقین ہے میزان عقل و دین میں فتور جو مد ابروئے دلبر حساب دان دیکھیں

وہ گل چمن میں بلائے تو جاؤں مثل نسیم مجال کیا ہے جو صیاد و باغبان دیکھیں

سزائے الفت گیسو ملیگی شاعر ہیں تو بندھینگے صورت مضمون کہاں کہاں دیکھیں

مسافر رہ نا آشنا سے منزل ہیں مثال ریگ رواں جائینگے کہاں دیکھیں

خلیل اہل سخن سے طلب ہے داد سخن ہمارے پیچ اکھاڑے کے پہلوان دیکھیں

ہون مین حیران صنعت زلف بت بے پیر مین ؎ موبرابر بھی نہین ملا لگا ہے اس زنجیر مین ؎
واہ ری قسمت بغل مین دل ہے سو وہ بھی دونیم ٹوٹا ہی آئینہ تھا پھوٹی ہوئی تقدیر مین ؎
زخم مژگان صنم اچھا نہو تو کیا عجب ؎ بیشتر ناسور پڑجاتا ہے زخم تیر مین ؎
جب لگا لایا اونہین حکمت سے سب کہنے لگے ہے یہ دیوانہ ارسطو سے سوا تدبیر مین
تیرے دانتون کی چمک کا اے پری دیوانہ ہون کر مقید مجکو موتی چور کی زنجیر مین ؎
قہر ہے حسن ملیح یار کا پیری مین عشق پیچ پڑجاتا ہے تاثیر نمک سے شیر مین
کیا کریگا ماہ اوس خورشید رو سے گرمیان جوش آتا ہی نہین زنہار ٹھنڈے شیر مین
اوس بت بدمست کی رفتار کا لکھون جو حال لڑکھڑائے صفحہ پر پائے قلم تحریر مین
دل نہین قابو مین رہتا آنکھین ہوجاتی ہین نبد رعب نادرشاہ کا ہے یار کی تصویر مین

کوچۂ قاتل سے بھی مرکر نہ اوٹھینگے خلیل ؎
ہم شہیدون کی ہو دشت کربلا جاگیر مین ؎

ترک دنیا خوب ہے حرص و ہوا اچھی نہین ؎ ہر کس و ناکس کے آگے التجا اچھی نہین
موبرابر الفت زلف رسا اچھی نہین جان لیکر چھوڑتی ہے یہ بلا اچھی نہین
مانگتا ہون بوسہ چلا کے تو کہتا ہے وہ شوخ اس گدا سے کہدے کوئی یہ صدا اچھی نہین
تشنۂ خون دوست دشمن کی طرح رہنے لگے رنگ بگڑا ہے زمانے کی ہوا اچھی نہین
امتحان سو مرتبہ مہر و محبت کا کیا ؎ ابتدا اچھی ہے لیکن انتہا اچھی نہین
دستیاری حسینون کی کریگی خون خلق باغبان سرسبز ہے نخل حنا اچھی نہین
چشم شرم آلود سے ایما سے زلف یار ہے ترک غارتگر کی آنکھون مین حیا اچھی نہین
مجھسے برہم کرتی ہی جا کر مزاج یار کو روز غمازی یہ لیلے باد صبا اچھی نہین

وصل کی شب بیحجابی کا مزہ ہے اے صنم ہاتھ اوٹھا منہ پر سے اتنی بھی حیا اچھی نہین

ہاتھ چوٹی کو لگاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ کوڑی پڑجائینگی دیکھ ایسی خطا اچھی نہین

آسمان سے یار کا شکوہ کبھی اے دل نکر آنکھ کا ہوون سے گلا ایسی خطا اچھی نہین

اے صنم باز آ ستم سے ڈر مری فریاد سے جسکا دل دکھتا ہو اوسکی بد دعا اچھی نہین

اوس صنم کو دل دیا تیمر کا صورت حور کی کیا کہون مین صنعتِ دستِ خدا اچھی نہین

عرض مطلب مین نہ اے دل نالے کر اوسکے حضور فالِ بد کہتے ہین ہنگامِ دعا اچھی نہین ؎

بند بند تن مین ہے دردِ آہ کیونکر کھینچیے صاحبِ وجعِ مفاصل کو ہوا اچھی نہین

ٹھوکرین کہ دوہ غریبان مین نہ قبر دان پر لگا بدعت اے کافر میانِ کربلا اچھی نہین

عاشق صادق ہون بد عہدی سے اے دل نہ توڑ اے صنم روز جزا ہے یہ دغا اچھی نہین

وصل مین کیا سر گذشتِ ہجر کہیئے یار سے عیش مین تقریرِ رودادِ عزا اچھی نہین

تشنۂ دیدار ہون کیونکر نہین بہاتے گردان ہجر مین کسی صورتِ غذا اچھی نہین

ترک کر دو جستجو سے وصلِ جانان کو خلیل
دیکھو باز آؤ تلاشِ کیمیا اچھی نہین

عطرِ اوس شعلہ رو کے ملتے ہین ابتو گھی سے کے چراغ سب جلتے ہین

دم نکلتا ہے سامنے اونکے حرفِ مطلب نہین نکلتے ہین

جسکی جانب گئے ہلاک کیا ؎ موٹھ کی طرح سے وہ چلتے ہین

داغِ دل کا ہے وصلِ یار انجام پھول کے بعد نخل پھلتے ہین

جو عدم کو گیا کہا مینے ٹھہرو ٹھہرو کہ ہم بھی چلتے ہین

نہ پسندِ نگاہِ یار ہو سے درہم داغ قلب ملتے ہین

الفت لب مین تھوکتے ہین لہو
ہیرا کھایا ہے لعل اوگلتے ہین

وصل کی شب پلنگ کے اوپر
مثل چیتے کے وہ مچلتے ہین

دن جدائی کے کسطرح کاٹون
کہین نالے سے کوہ ٹلتے ہین

یہ بھی گرمی نئی ہے آئنہ مین
اپنی صورت سے آپ جلتے ہین

نہین ہوتی کسی طرح صحت
میری تپ سے طبیب جلتے ہین

کرتے ہین جبر و صبر عشق مین روز
ان نوالون کو ہم نگلتے ہین

دل سے یہ تنگ ہین جو کے کوئی
درہم قلب سے بدلتے ہین

واہ کیا نام ہے علیؑ کا خلیل
لوگ گرتے ہوے سنبھلتے ہین

وحشتِ دل سے بہت تنگ ہون مین
اب کسی تیغ کا پچ رنگ ہون مین

کشمکش مین ہون جدائی سے تری
کھلکے کہتا ہون بہت تنگ ہون مین

کیون مٹاتا ہے مجھے اے قاتل
تیری تلوار کا کیا زنگ ہون مین

میری آغوش مین کہتا ہے وہ شوخ
اس شکنجے سے بہت تنگ ہون مین

دو جگہ آنکھون مین مخمور ندوش
نشۂ بادۂ گلرنگ ہون مین

غیر آئینہ دکھائین اونکو
شان اللہ کی ہے دنگ ہون مین

عشق جیسے دہنِ یار کا ہے
گرہ مو کی طرح تنگ ہون مین

تیرہ بختی ہے مری بھی ازلی
گیسوے یار کا ہمرنگ ہون مین

اوسکی مژگان کا اشارہ ہے یہی
دشمنِ قلب صفِ جنگ ہون مین

ہر گھڑی میری ہے اک تازہ بہار
نو گلِ گلشنِ نیرنگ ہون مین

دف ہون مین دائرۂ امکان مین
اسلیے مورد سر جنگ ہون مین

پوچھ لو مجھسے محبت کے لغات
نسخۂ عشق کی فرہنگ ہون مین

اسے گل اندام نہ ہنسا مجھسے
جھیپ جائیگا جگت رنگ سخن مین

قطع کر قید علائق کو خلیل
ابتوان بیڑیون سے تنگ ہون مین

ہوسے بے مایہ غنی بیٹھ کے خونخوارون مین
ابر بے آب رہا کرتا ہے تلوارون مین

اول عشق مین آخر ہوا بے وصل حبیب ؂
ہے جوانمرد لقب میرا مرے یارون مین

راج اب ہے ترا معمار کو کہدے ظالم ؂
چُن دے زندہ مجھے اکدن تری دیوارونمین

سنگسار ایسا کیا ہے ترے دیوانے کو
ای پری دشت نظر آتے ہین کہسارون مین

نہ چھٹینگے کبھی اس قید کی رسّی ہے دراز
غل یہی رہتا ہے زلفون کے گرفتارون مین ؂

چھوٹکر زلف سے دل سبزۂ خط مین اولجھا ؂
صید یہ جال سے نکلا تو پھنسا خارون مین

جانِ جان عاشقون مین نام جدائی کا نلو
موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارون مین

پیچ والونکے سبب یار سے سودا نہ بنا
مول دلال بڑھا دیتے ہین بازارون مین ؂

سبزۂ خط یہ نہ لٹکائے گیسوے دراز
جال بچھ جائیگا اولجھا یہ اگر خارون مین

کسطرح دون رخِ رنگین سے تری یار مثال
زخم ہین سیکڑون ہی پھول کے رخسارون مین

اے صنم یاد فراموش نہو جاے تری ؂
برہمن روز گرہ دیتے ہین زنارون مین

دیتے ہین عاشقون کے زلف کے ٹوٹے ہوے بال
بیڑیان ہوتی ہین تقسیم گنہگارون مین

ہے عدو میرے عناصر کی ملاحت اوسکی ؂
رخنہ اس گل سے ہوگا تری دیوارون مین

یادمین آنکھون کی ایدل نکر اوس رخ کا خیال
کہتے ہین آئنہ رکھتے نہین بیمارون مین ؂

مرغ دل پھنس گیا دیکھا جو سواد خط یار
کشش دام سیہ رنگ ہے ان خارون مین

دیکھیے جسکو اوسی زلف کا سودائی ہے
ایک زنجیر ہے لاکھون ہی گرفتارون مین

شمع ہون مجکو نہ رُلوا ابھی مرجاؤن گا
رشتۂ جان ہے مرا آنسوون کے تارون مین

چشم میگون کو مین ساقی کے نہ کیونکر دیکھون
جام مے دیدۂ پُر نور ہے میخوارون مین

خوبرویون مین بھی ہوتے ہین بد و نیک اکثر
مشتری سعد ہے منحوس زحل تارون مین

وہ چھپا رہتا ہے جلوہ ہے زمانے مین عیان
گل ہے پردے مین نہان رنگ ہے بازارون مین

مایۂ غیر سے کمظرف کو ہوتا ہے غرور
سرکشی ساری خزانے سے ہے فوارون مین

کیون نہ حسرت کی نگاہون سے مین اونکو دیکھون
خال ہین آنکھ کے تل یار کے رخسارون مین

پھر اک ذرہ ہے کوچون مین گل اندامون کے
قدر کیا پھول نہالی کی ہو گلزارون مین

صورت کعبہ سیہ پوش رہون کیون نہ خلیل
ایک مدت سے ہون مین دل کے عزادارون مین

قد کشی کو جو گلستان مین وہ اڑ جاتے ہین
تار بھر سرو چمن خاک مین گڑ جاتے ہین

بت خوش چشم جو دم بھر کو بچھڑ جاتے ہین
حلقے آنکھون مین غم ہجر سے پڑ جاتے ہین

مین کہان عشق سر گیسوے محبوب کہان
جب بلا آتی ہے پیچ ایسے ہی پڑ جاتے ہین

حیرت حسن اوٹھانے نہین دیتی ہے قدم
پاؤن رہ رہ کے ترے کوچہ مین گڑ جاتے ہین

بحر عالم مین طلسم تن خاکی ہین حباب
دم مین بنتے ہین تو دم بھر مین بگڑ جاتے ہین

سرد مہری سے ترے پڑتا ہے جنکو پالا
جیتے جی مُردے کی صورت وہ اکڑ جاتے ہین

کم دبا سے نہین اے یار جدائی تیری
سیکڑون گھر غم فرقت سے اوجڑ جاتے ہین

خندۂ یار کی تقلید سے کھلتے ہین یہ گل
کہ دہن غنچون کے ہنسنے مین بگڑ جاتے ہین

بدمزاجی نہین جاتی ہے شب وصل مین بھی / کچھ بھی مطلب کی جو کہیے تو بگڑ جاتے ہین

ہون وہ مجبور جدائی کا جو لکھتا ہون مین حال / جوڑ بیساختہ وصلی کے اوکھڑ جاتے ہین

جب وہ گھوڑے پہ نکلتے ہین تو عاشق سر راہ / دید کیواسطے صف باندھکے اڑ جاتے ہین

کسقدر سہے سفر راہ عدم وحشت خیز / آشنا پہلے ہی منزل مین بچھڑ جاتے ہین

گر پڑے صرف دُرِ اشک محبت مین تو کیا / گنج قارون بھی یہان ہون تو اُجڑ جاتے ہین

شعلہ حسن رخ یار مین یہ گرمی ہے / چھالے آئینہ کی چھاتی مین بھی پڑ جاتے ہین

دل کی بیتابی سے ٹکراتا ہون جسدم سرکو / دونو بازو سے در یار اوکھڑ جاتے ہین

کوچے کٹوادونگا کہتا ہے وہ سرکش سب سے / ایڑیان جو مرے کوچہ مین رگڑ جاتے ہین

ہفت خوان سے بھی سوا عشق کی منزل ہے کڑی / یان قدم رستم دستان کے اوکھڑ جاتے ہین

الحذر گیسوے پرپیچ سے اوس بت کے خلیل / جان لیتے ہین یہ کالے جو بگڑ جاتے ہین ؎

جا نہ اے یار مرے پاس سے مہمان کہین / جیسے جی تن سے جدا ہوتی ہے کب جان کہین

ایسے ہون یار کہ ہو وصل کا سامان کہین / یہ بھی نکلے دل مشتاق کا ارمان کہین

حال دل کا سر محفل نہین سنتے نہ سنو / کیا ملوگے تن تنہا نہ مری جان کہین

دیکھکر یار کو کہتے ہین پریزاد تمام / ہمنے اس شکل کا دیکھا نہین انسان کہین

دعوی آہو کو نہو یار سے خوش چشمی کا ؎ / ہمسری کرتے ہین انسان سے حیوان کہین

ایڑیان ہجر کی ایذا سے کہانتک رگڑون / یا الٰہی مری مشکل بھی ہو آسان کہین ؎

کچھ کا کچھ منہ سے نکلجاتا ہے بیہوشی مین / میرا شکوہ نکرو دل ہے کہین دھیان کہین

زاہد اس ڈر سے نہین دیکھتے اوس بت کی طرف / کہ تلف مفت مین ہو جاے نہ ایمان کہین

جسطرح ہجر کی شب چپ ہین مرے گھر مین تمام
ہوگا یون شہر خموشان بھی نہ سنسان کہین

ہون وہ غمگین مری تقدیر سے ہو بزم عزا
محفل عیش مین بھی جاون جو مہمان کہین

دم لبون پر ہے جفاؤن سے تمہاری میرا
اس محبت سے مین باز آیا بچے جان کہین

اے غم یار سکھا مجکو نہ دل مین رکھ
میزبان کا نہین خون پیتا ہے مہمان کہین

قید سے زلف کو پابند سے اسلام کہان
کافر عشق کا رہتا نہین ایمان کہین

خط نکلنے پہ بھی اوس بت کو رہی مجھسے گریز
نہ چڑھا گھات پہ میری کسی عنوان کہین

وسعت ارض و سما تنگ ہے کیا نالہ کرون
لائق اس تیر کے ملتا نہین میدان کہین

زانو و پیر مرے تکیہ کے عوض سر کے لیے
کیا بھلا رحل پہ رکھتے نہین قرآن کہین

نزع مین حسرت دیدار سے رہتا ہی خلیل
شکل دکھلاؤ تو مشکل ہو یہ آسان کہین

اب تو نقاش ازل ہے یہ تمنا دل مین
آنکھ مین یار کی تصویر ہو نقشا دل مین

چشم و ابرو و مژہ کا ہو جو سودا دل مین
داغ ہو زخم ہو ناسور ہو پیدا دل مین

عکس افگن ہو جو نور رخ زیبا دل مین
حور کے کان کا موتی ہو سویدا دل مین

پھول اتنا بھی نہ اے لالۂ صحرا دل مین
داغ الفت کا ہمارے بھی کبھی تھا دل مین

کی ہے جس ذرے نے آئینہ کی ہمنے تقلید
نہین رہتا اثر نیک و بد اصلا دل مین

دیدۂ دل سے جو دیکھے تو نظر آتی ہے
رفعت کنگرۂ عرش معلیٰ دل مین

سرد و گرم اثر عشق و محبت سے عجیب
پانی آنکھون مین بھرا رہتا ہی شعلا دل مین

رنج اوٹھا لیتے ہین سفلی کے سبب سے عالی
خار تلوون مین جو چبھتے ہین انڈیلا دل مین

تم جو صدمہ اسے دو گے تو کرے گا نالے
جز فغان شکل جرس اور ہے یان کیا دل مین

ماہی و ماہ بھی رکھتے ہین تری الفت مین
خار خار ہوس و داغ تمنا دل مین

کاوش سوزن مژگان صنم سے سوراخ
صورت دانۂ تسبیح ہین صد تا دل مین

بستر خواب پہ ہر شب یہ دعا کرتا ہون تو
وہی پہلو مین ہو جسکی ہے تمنا دل مین

صاحب درد کی حالت ہے بری سختی سے
استخوان اسلیے ہوتا نہین اصلا دل مین

فصل گل مین مئے و معشوق سے توبہ کی ہے
اس خطا پر ہین خجل ہوتا ہون کیا کیا دل مین

بے سبب مجھسے رہا کرتا ہے یار آزردہ
بغض بیمار سے رکھتا ہے مسیحا دل مین

ہم بلند اسلیے آہون کے نشان رکھتے ہین
گڑ گیا عشق قد یار کا جھنڈا دل مین تو

اثر سوز غم عشق سے مثل یاقوت
رنگ باقی ہے فقط خشک لہو کا دل مین

لوٹیے صبر کی دولت کو نہ انکار کرو
یہ تو فرمایئے کیا اور کوئی تھا دل مین

یار کی آنکھ نے مژگان سے اک آفت ڈھائی
سینہ دیکھ کیا اس چور نے رستا دل مین

اشکباری مژۂ تر کی مری دیکھ اے یار
یہ وہ فوارہ ہے جسکا ہے خزانا دل مین

رنج الفت کبھی گھٹتا ہے کبھی بڑھتا ہے
کبھی ہو جاتا ہے قطرہ کبھی دریا دل مین

خاک اڑنے لگی اک آن مین پانی جلجائے
دیدۂ داغ جنون ہو گل رعنا دل مین

طالع بد کی برائی سے یقین ہے یہ خلیل
داغ اچھا ہو تو ناسور ہو پیدا دل مین

عزیز خاطر رندان بادہ خوار ہون مین
جہان مین ولولۂ آمد بہار ہون مین

کہین عزیز کہیں جا ذلیل و خوار ہون مین
چمن مین پھول ہون صحن دشت جنون مین خار ہون مین

کوئی خبر نہین لیتا اداس جلتا ہون
کسی غریب کی شمع سر مزار ہون مین تو

مرے پھنسانے کو زلفون کے بال بنتے ہین
پکڑتے ہین جسے پھندون سے وہ شکار ہون مین

سونے کو کیا کہون تمہین اپنے پلنگ پر
تم خواب مین بھی ایسی تو بیٹی پڑے نہین

اللہ کے سوا نہ مدد چاہی غیر سے
کشتی پہ ناخدا جو ہوا ہم چڑھے نہین

گر دیکھیے تو دفن ہین گلرو ہزار ہا
پھولونکے تو کسے ہین زمین مین گڑے نہین

دیکھے جو تیرا عارضِ گلرنگ اے صنم
کافر ہے وہ درود جو دلسے پڑھے نہین

شمشیرِ بے غلاف زبان ہے مری خلیل
مثلِ سپر کوئی مرے منہ پر چڑھے نہین

غنی فقیر کو کردے زبان ہلانے مین
نہین ہے مال کا توڑا ترے خزانے مین

تصرفِ الفتِ گیسو کا ہے زمانے مین
بلا یہ شانے کی صورت ہے خانے خانے مین

جو محتسب بھی تری چشمِ مست کو دیکھے
مرید پیرِ مغان ہو شراب خانے مین

دکھائے اپنی جو تاثیرِ سحر گیسوے یار
بلائین آئین نظر شانہ ہین کو شانے مین

ستارے چھپتا ہے ابرو مین یار افشان کے
چراغ کرتا ہے روشن کمان خانے مین

سمندِ حسنِ رخِ یار کیون نہ گرم رہے
بلا کی چوٹ ہے کاکل کے تازیانے مین

مین کیا کرون جو گریزان ہے وہ حسین مجھسے
کچھ اختیار ہے عمرِ روان کے جانے مین

مدام کھینچتا ہے دل کو عشق خالِ سیاہ
کشش ہے سرمہ کی صیاد تیرے دانے مین

طلسمِ یار کا برقع ہے نورِ عارض سے
گرا آفتاب ہے جالی کے خانے خانے مین

ہنسی خوشی سے چڑھاتے ہین جو حسین سہرے
لگی ہے شاخ کوئی زعفران کے شانے مین

وہ شاعری نہین اعجازِ شاعری ہے خلیل
قبولِ خاطرِ مردم جو ہو زمانے مین

یار مین شوخیِ شباب نہین
اب تلک گرم آفتاب نہین

نور ہر سو ہے وہ جناب نہین ‏ دھوپ نکلی ہے آفتاب نہین
منہ سے بولو تو کچھ کہون مین بھی ‏ چپ ہو تم اسکا کچھ جواب نہین
لوٹ لینے مین نقد دل اونکو ‏ پردون کی طرح حجاب نہین
یار بن جانتا ہون شیشے مین ‏ پانی چھالے کا ہے شراب نہین
چشم دل سے جو یار کو دیکھے ‏ پھر کوئی بیچ مین حجاب نہین
اوسکی رحمت ہے بے حساب ایسی ‏ بوندیون کی طرح حساب نہین
وصل مین ٹالیے نہ بوسے پر ‏ یہ رقم داخلِ حساب نہین
غور سے دیکھتے ہو کیا اسکو ‏ آئنہ کاغذِ حساب نہین
جتنے عاشق ہین اونکے جلتے ہین ‏ کس گنہگار پر عذاب نہین
بے تردد ہمارے قتل پہ کھینچ ‏ تیغ ہے کچھ شراب ناب نہین
دلِ صد چاک مین سرور کمان ‏ جام گل لائقِ شراب نہین
موجِ دریا ہوا وصل سے ہون ‏ اختیاری کچھ اضطراب نہین
حسن ذاتی نہین ترقی خواہ ‏ حور کو حاجتِ شباب نہین
نہ بکھیتی کرین ترے گیسو ‏ پیچکے روکنے کی تاب نہین
عشق مین فاقے بوالہوس نکرین ‏ انکو روزون کا کچھ ثواب نہین
رنگ کیا مشک خانے بدلے ‏ امتحانی مین انقلاب نہین

اوسکے غصے سے کیون ڈرون نہ خلیل
بادشاہون کا کچھ عتاب نہین

روٹھ جاتے ہین بگڑتے ہین خفا ہوتے ہین ‏ ناز بیجا ہی حسینون کے بجا ہوتے ہین

یاد کر کے مجھے آزردہ سوا ہوتے ہین
آپ کرتے ہین خطا مجھپہ خفا ہوتے ہین

تفرقہ جسم مین ہے قرعۂ رمّال کی طرح
عضو سے عضو شبِ غم مین جدا ہوتے ہین

دستِ رنگین مین علی بند سے ثابت یہ ہوا
پابزنجیر یہان دزدِ حنا ہوتے ہین

جوشِ وحشت مین جو چلتا ہون قلم کی رفتار
حرفِ مطلب مرے نقشِ کفِ پا ہوتے ہین

کیون نہ پیری مین کرین اوس سے کنارہ عاشق
صبح کو شمع سے پروانے جدا ہوتے ہین

آبِ زر ہے عرقِ چشمِ بتِ غیرتِ مہر
پاون سے کفش کی گل قرصِ طلا ہوتے ہین

کور ہو جاؤ لگا جاؤ نہ مرے پاس سے تم
آنکھ کے تل نہین آنکھون سے جدا ہوتے ہین

ہمنے جسدن سے کہا یار پریزادون کو
آدمی زاد کے سائے سے خفا ہوتے ہین

چین جبین پہ ہے گرہ زلف مین ابرو پہ ہے بل
کیا انہین کھولون یہ عقدے کہین وا ہوتے ہین

جسم رنگین ہی کسم کے تو پسینا ہے شہاب
ایسے رنگین کہین معشوق بھلا ہوتے ہین

دہن وہمے میان کا ترے عقدہ نکھلا
اے صنم سچ ہے یہان رازِ خدا ہوتے ہین

خاکسارون ہی سے منزل کا پتا ملتا ہے
نقشِ پا رہروون کو راہ نما ہوتے ہین

تیرے عشاق ہین اے یار حبابِ لبِ جو
بھرتے ہین دم تری الفت کا فنا ہوتے ہین

پل ہے دریائے محبت کا خمِ تیغِ صلیب
پار اوترتے ہین وہی جو کہ فدا ہوتے ہین

سادگی یہ بناوٹ سے بھرا یا ہے مزاج
شکل مشاطہ سے بھی اب وہ خفا ہوتے ہین

نچھوٹے مرکے بھی ہم سلسلۂ گیسو سے
ورنہ میعاد پہ محبوس رہا ہوتے ہین

دونو ہو جاتے ہین ناقص خطِ توام کی طرح
ہم جدا دل سے وہ جب ہمسے جدا ہوتے ہین

الحذر کیون نہ کھون دیکھکے اوس قد کو خلیل
اس قیامت کے سبب حشر بپا ہوتے ہین

بوسے ہمکو صنمِ حور لقا دیتے ہین ؛
چین کرتے ہین مقدر کو دعا دیتے ہین

شعلۂ رُخ سے یہ بت دل کو جلا دیتے ہین
کعبہ مین بھی شریر آگ لگا دیتے ہین

ہوش جب اوڑتے ہین اوس روے کتابی سے مرے
لوگ غش مین مجھے قرآن کی ہوا دیتے ہین

مرد عاشق ہون مین دل بیچتا ہون بوسے پر ؛
آپ گاہک ہین تو فرمائیے کیا دیتے ہین

گرد ہے حسن پریزاد تمہارے آگے
آپ تو سایہ سے دیوانہ بنا دیتے ہین

پھول جھڑتے ہین تکلم مین ہزارون مُنہ سے
ڈھیر پھولون کے وہ باتون مین لگا دیتے ہین

نالے موقوف کرون موسمِ پیری آیا ؛
شمع روشن کو دمِ صبح بجھا دیتے ہین

رُخ و دندان کا سمجھتے ہین وہ جسکو عاشق
چاندنی رات مین الماس کھلا دیتے ہین

دیدہ و دل سببِ حُسن سے کرتا ہو نہین عشق
یہی دشمن مجھے آفت مین پھنسا دیتے ہین

دفن اوس دست نگارین کے جہان کشتے ہین
ذرۂ خاک وہان بوسے حنا دیتے ہین

بوسہ دو تم بھی ہین ہو گیا آخر رمضان
فطرہ سب عید کو اے ماہِ لقا دیتے ہین

سِرِ یار کا اسرار کہین ہم کیونکر ؛
واجب القتل ہین جو راز بتا دیتے ہین

اے صنم دل کو مرے آنکھ سے اپنے نہ اوتار
یون نہین طاق سے شیشے کو گرا دیتے ہین

اپنے شعر اسلیے ہین غیرتِ گلزار خلیل ؛
ہم غزل حضرتِ آتش کو سنا دیتے ہین ؛

اک مسیحا کو پیار کرتا ہون ؛
اپنی ہمت پہ آپ مرتا ہون

دم ازل سے تمہارا بھرتا ہون
دیکھیے کب سپیار کرتا ہون ؛

ہجر جانان مین ہے مجھے سکتا
نہ تو جیتا ہو نہین نہ مرتا ہون ؛

نالے بھی کھلکے مین نہین کرتا
تیری بدنامیون سے ڈرتا ہون

روبرو اوس شکار افگن کے / صید خائف کی طرح ڈرتا ہون
آنکھین خون جگر سے کرتا ہون لال / شیشیون مین مین شہاب بھرتا ہون
ترمین کرتا ہون خون سے مژگان کو / رنگ پچکاریون مین بھرتا ہون
مے و معشوق ہی مین جو گذرے / زندگانی پہ ایسی مرتا ہون
دل کو کرتا ہون آہ سے خالی / یون مین دن زندگی کے بھرتا ہون
پوچھتے کیا ہو حال عاشق زار / تم نہین جانتے کہ مرتا ہون
مین حسینون اسے ہلال ابرو / تیری بانکی ادا پہ مرتا ہون
دل غنی ہے مرا قناعت سے / بے نیازی پہ ناز کرتا ہون
شب ہجران کی دم شماری سے / یاد روز حساب کرتا ہون
نہ سنو بات کچھ رقیبون کی / کان اوس گل کے روز بھرتا ہون
جو کہ پنہان ہے مثل قدرت خدا / اوس بت خوبرو پہ مرتا ہون

اپنے بیت الحزن مین مدت سے
دل کا ماتم **خلیل** کرتا ہون

کیا جاؤن مین دلسوختہ بے یار چمن مین / بے شمع کے پروانہ ہے بیکار چمن مین
عشاق کو محفل سے اوٹھاؤ نہ حسینو / آئے ہین ہوا کھانے کو بیمار چمن مین
گلگشت گلستان سے شگفتہ ہوا دل / ٹھہری نہ طبیعت مری بے یار چمن مین
دل تنگ ہا یار کے یون گھر مین ہمیشہ / جسطرح رہے کوئی گرفتار چمن مین
کیا جانیے کیا چھوڑ کے آئے ہو شگوفہ / گل پھولتے ہین سیکڑون اے یار چمن مین
گلگشت بکی تھی جو ہوئے بند قفس مین / ہم ایک نظر کے ہین گنہگار چمن مین

پردے سے نظارے رُخِ رنگیں کے کرینگے جائیگی نظر توڑکے دیوار چمن مین ؞
اللہ کرے داغ محبت کو لگے آگ ؞ لالہ بھی اوگے ابتو نہ زنہار چمن مین
برہم نہو ہم گھر مین تمھارے اگر آئے ؞ آتے نہین پھولون کے خریدار چمن مین
دکھلائینگے آہِ دلِ سوزان کا تماشا ؞ مہتابیان چھوڑینگے چلو یار چمن مین
تم سیر کو جاتے ہو دھڑکتا ہے مرا دل بلبل کہین مر جائین نہ دوچار چمن مین
پژمردہ گُلِ داغِ دلِ زار ہے بیقدر مُرجھایا ہوا پھول ہے بیکار چمن مین

دیگر

غم دل کو ہے دانت ٹوٹتے ہین یوسف سے عزیز چھوٹتے ہین ؞
بلبل مرے نالے سُن خبردار جھکے یہ چمن مین چھوٹتے ہین
الفت مین ضرر دھرا ہوا ہے ؞ اس کشتی سے جسم پھوٹتے ہین
مر کر ہوگی نجات غم سے ؞ قیدی مدت پہ چھوٹتے ہین
غارتگرِ دل ہین اوسکے رخسار گورے اس گھر کو لوٹتے ہین ؞
ہر موسمِ گل مین طوق و زنجیر توبہ کی طرح سے ٹوٹتے ہین ؞ ؞
وہ آہوے چشم کرتے ہین ظلم ؞ صحرائی یہ ہمکو لوٹتے ہین
بہ جائینگی آنکھین اب نہ رُلواو دیکھو یہ چراغ پھوٹتے ہین
دل توڑکے کیون نخان ہے یار سر کرکے خُم کو لوٹتے ہین
کیا وصل کا وہ کرینگے اقرار بت بھی کہین مُنہ سے پھوٹتے ہین
وہ مانگ دکھاکے لیتے ہین جان رستا بتلاکے لوٹتے ہین ؞
رُخ چھوکے جو مانگتے ہین بوسہ کیا کیا مُنہ ہاتھ لوٹتے ہین

کیا دور یہ اے خلیل بد ہے
یوسف کو عزیز لوٹتے ہین

لیے ہین بوسہ ابروے معشوق جوان برسون
لڑائی ہے زبان تیغ سے تیغ زبان برسون

رہی ہے یار الگ ہمسے دل تاب و توان برسون
رہا گردش مین بے یوسف ہمارا کاروان برسون

عجب کیا ہے جلائے مجکو گر وہ جان جہان برسون
خدا نے بھی کیا ہے انبیا کا امتحان برسون

بسر کی یون ترے کوچے مین لے آرام جان برسون
جبین سائی حسینون کی تو رگڑین ایڑیان برسون

کرون رنگین بہار گل سے رنگین تر بیان برسون
سنے صیاد اگر گل کی سناؤن داستان برسون

عدم مین جاکے ہستی سے خیال آئیگا ہستی کا
محبت سے تو ہے انسان کو رہتا ہے جہان برسون

زباندان محبت بزم عالی مین نہین کوئی
سناتا ورنہ حسن و عشق کی مین داستان برسون

جو یا سے سفر ہر دم رہا مین دار دنیا مین
جناب نوح کی صورت بسر کی بے مکان برسون

حسینون نافۂ خالی سے بوسے مشک آتی ہے
رہا کرتا ہے جانے پر بھی الفت کا نشان برسون

اثر شاعر یہ کرجائے جو حسن یار کی حیرت
رہ سکتا نہ ہرگز ہے طبیعت کی روان برسون

بھولے وصل شوق کیمیا ہی جانتے ہین ہم
نہ ہاتھ آئیگا وہ ہر چند رگڑین ایڑیان برسون

کسی گل تک گلستان مین اگر اپنی رسائی ہو
رہین باہر چمن سے عندلیب باغبان برسون

اوٹھاتے ہین وہی کیفیت مے بزم عالم مین
کہ دل سے کرتے ہین جو خدمت پیر مغان برسون

نہین ہے لطف سے خالی زوال حسن بھی اوسکا
شراب کہنہ کیفیت مین رہتی ہے جوان برسون

نہین کچھ قیس ہی نے ایڑیان رگڑین محبت مین
یہ پاپڑ ہمنے بھی بیلے ہین زیر آسمان برسون

اتھی آتش الفت ہے آگ آتش پرستون کی
نہین بجھنے رہا کرتی ہے یہ دل مین نہان برسون

ٹھہرتے ہین بہت مشکل سے سالک منزل غم کے
سرشک دیدۂ ناسور رہتی ہین روان برسون

خلیل آخر ہوا دورِ نشاط عیش و عشرت کا
مے و معشوق کا آتا نہین اب ذکر یان برسون تک

مری قدر کیا ہو جہان مین کہین مجھسا کوئی بشر نہین
نہ جمال مین نہ کمال مین کہین تجھسا کوئی بشر نہین
مرے دل کو جسکا خیال ہے شب و روز شوق وصال ہے
نہین دم زدن کی یہ جگہ جو خیال بھی ہو عروج کا
کوئی کو رہوا وہ ڈھونڈھتا جو پھرے جنوب و شمال مین
مرے اوسکے جو ہے معاملہ وہی اوسکو خوب ہے جانتا
تم اوڑاؤ ہنسکے ہزار اسے یہ اثر دکھائے گا ایکدن
مین قبول خاطرِ خلق ہون کہو کسطرح سے جہان مین
مرا نالہ آہ یتیم ہے تمھین کچھ بھی اسکا خیال ہے
نہ غرض نسیم سحر کی کچھ نہ صبا سے کام جہان مین
وہ فلک نہ غیرتِ مہر ہون نہ زمین مین ذرۂ خاک ہون
نہ چھپا جمال نقاب مین کہ یہ برق شعلۂ طور ہے
وہی نور ہے وہی طور ہے وہی برق حسن و جمال ہے
کرے دید اوسکی مجال کیا وہ جمال دشمن ہوش ہے
وہ جمال ہوش ربا ہے وہ کہ پیمبرون کو غش آگیا

وہ دوا ہون جسمین شفا نہین وہ دعا ہون جسمین اثر نہین
تری جلوہ گاہ ہی ہے وہ جگہ کہ جہان کسی کا گذر نہین
وہ کہان ہے کون ہے کیا ہے تو ابھی تک یہ اسکی خبر نہین
تو صدا یہ آتی ہے کان مین کہ بس اے حباب ابھر نہین
نہین اوسکو قید جہان کی وہ کہان نہین وہ کدھر نہین
یہ مقام راز و نیاز ہے دل و جان کو اسکی خبر نہین
مرا نالہ شب ہجر ہے یہ صدائے مرغ سحر نہین
وہ زمین ہون جسمین شجر نہین وہ فنا ہون جسمین ثمر نہین
یہ اثر دکھاتا ہے اوسجگہ کہ جہان دعا کا گذر نہین
کہین نامہ بر سے پیام کیا او نہین کیا ہماری خبر نہین
مجھے کیا امید وصال ہو جو نظر پڑا تو گذر نہین
کبھی چھپ سکیگا نہ اے صنم ترا جلوہ تیری کمر نہین
کوئی کیا مجال کہ جو دیکھ لے کسی آنکھ مین یہ نظر نہین
جھلک اوسکی جسکو نظر پڑی اوسے پھر کسی کی خبر نہین
اوسے دیکھ لے جو نگاہ سے کسی آنکھ کا یہ جگر نہین

جو وہ کرتے ہین مرا امتحان پڑین بیچ والے نہ درمیان
اگر آگ مین بھی وہ پھینکدے تو خلیل کچھ مجھے ڈر نہین

جام اوٹھا ساقیٔ گلفام گھٹائین آئین تو
گرم ہو صحبت مے سرد ہوائین آئین

زندگی بھر نہ کھلا ساز نفس کا پردہ تو
ایک اس تار سے کیا کیا نہ صدائین آئین

ہجر مین یار کے سمجھا مین دھوان مرگھٹ کا
کالی کالی جو پہاڑون سے گھٹائین آئین

اوٹھ گیا یار جو برسات مین پہلو سے مرے
بیکسی پر مری رونیکو گھٹائین آئین تو

کس پریزاد کے کاکل کا مین دیوانہ ہون
کہ بلائین مری لینے کو بلائین آئین تو

بشر و حور و پری سے ہین نرالے انداز
تم مین حیرت ہے کہان سے یہ ادائین آئین

فاتحہ پڑھکے جو وہ گنج شہیدان سے پھرا
ٹھہرو ٹھہرو یہ ہزارون ہین صدائین آئین

دل پہ چھائے ہین الم اشک بھی نکلینگے فرو
مینھ بھی برسے گا یقین ہے جو گھٹائین آئین

مے و معشوق سے ہرچند کہ توبہ کی ہے
دل مین لہرا گئی جسوقت گھٹائین آئین

کوچۂ مہر و محبت مین قدم لینے کو تو تو
لاکھون آسیب ہزارون ہین بلائین آئین

پردۂ گوش گلِ تر ہین جو ٹکڑے ٹکڑے
درد انگیز کسیکی تو صدائین آئین

جال دنکو کسی کاکل نے جو مارا مجھ پر
بل کی لیتی ہوئی راتون کو بلائین آئین

چادرِ اشک گھٹا ٹوپ ہوئی آنکھون کو
ہجر مین کچھ بھی نہ سوجھا جو گھٹائین آئین

موت آئی نہ رقیبون کو کسی روز خلیل
یونتو ہر سال زمانے مین وبائین آئین

مے کی رغبت ہوئی حورون کی صلائین آئین
شکر ہے شکر ہے گھنگھور گھٹائین آئین تو تو

اوسکی زلفون کی محبت مین ہوا جب سودا
چین سے میرے لیے بندھکے دوائین آئین

ہجر مین غم سے مبدل ہوا سامانِ نشاط
گھٹ گیا دم خفقان سے جو گھٹائین آئین

گنبدِ چرخ مین رکھی ہے مکافاتِ عمل
جو کہا جسکو وہی مجکو صدائین آئین

ورد لب نام علی تھا تو رہا دل محفوظ ۔ ور یہ تھا حرز تو گھر مین نہ بلائین آئین
اوسنے ہر رنگ سے انسان کو پہونچایا رزق ۔ بطن مادر مین لہو بنکے غذائین آئین
پاکبازی نے پس مرگ دکھایا یہ اثر ۔ کہ کفن کو مرے حورون کی ردائین آئین
کسنے دیکھا ہے جمال رخ پر نور اوسکا ۔ لما لبث یدکو پردے سے صدائین آئین
کس زبان سے مین کرون شکر ترا اے رزاق ۔ دانت نکلے نتھے جب منھ مین غذائین آئین
دل ہوا مورد آفات گناہون کے سبب ۔ فسق جس گھر مین ہوا اوسمین بلائین آئین
برگزیدہ اوسے خالق نے کیا ہے ایسا ۔ شجرون سے جسے باغون مین صدائین آئین
کبریا ر کا ادراک ہوا جب منظور ۔ کچھ نہین غیب سے مجکو یہ صدائین آئین
جسنے دیکھا اوسے بیساختہ چلّا اوٹھا ۔ دھن گنگ تلک سے بھی صدائین آئین
نہ اراہون چھیڑیے نالے نکرون گا زنہار ۔ تار سے اشک کے ہرگز نہ صدائین آئین
جام رقاص ہے صورت طاؤس مین ۔ دیکھ ساقی طرب انگیز گھٹائین آئین
دل طلسم غم و اندوہ مین بیمار پھنسا ۔ گم ہوئی نوح تو کیا کیا یہ بلائین آئین
کسکے مار سیہ زلف کا سودا ہے مجھے ۔ ناگ دیجے سے جو مرے گھر مین بلائین آئین

کان کھولے مری غفلت مین جو عبرت نے خلیل
سیکڑون شہر خموشان سے صدائین آئین

میکشی مین کٹین شباب کے دن ۔ نہ دکھائے خدا خضاب کے دن
آفتین ہجر یار مین جھیلین ۔ تھی بلا مدت عذاب کے دن
ڈر یہ ہے سب حساب گندہ ہے ۔ کیا نشان دو نگاہ مین حساب کے دن
شکوۂ ایام ہجر کا ہے فضول ۔ سخت ہوتے ہین انقلاب کے دن

منہ دکھایا نہ وصل کی شب نے
نہ پھرے عاشقِ خراب کے دن
حسن آخر ہے گر میان نکرو ؔ
اب نہین وہ ہے خیاب کے دن

کیون نہ دل دھڑکے روز ہجر خلیل
ہول ہوتی ہے اضطراب کے دن

ہجر مین موت ہین حیات کے دن
نظر آتے نہین نجات کے دن ؔ
مر بھی جاؤن تو وہ نہ یاد کرین
فاتحہ دین نہ شب برات کے دن
کسی شے کی ہوس نہین شبِ ہجر ؔ
نہین مرغوب کچھ وفات کے دن
یاد ہے لطف وصل ہجر کی شب ؔ
قدر ہے زیست کی وفات کے دن

صدمہ عشق و عاشقی سے خلیل
مر کے کاٹے ہین اس حیات کے دن

پیری مین سلک نذران کہتے ہین یہ سخن ہین
بھاگڑ کا وقت آیا ہلچل ہے اب وطن مین
دل غاک ہو شگفتہ او س گل کی انجمن مین
کھٹکے ہزار ہا ہین بلبل کو اس چمن مین
اے سوز ہجر جانان بھڑکا یہ آگ تن مین ؔ
لالے کی طرح داغی ہر عضو ہو بدن مین
رہتا ہے شبکو نالان دل اوسکی انجمن مین
کیا بولتا ہے رنگی بلبل مرا چمن مین ؔ
گلگشت کو اگر وہ رشکِ بہار جائے ؔ
شادی سے پھولجائے کچی کلی چمن مین
کیا اوسکی جستجو نے چھڑوا دیے ہین مسکن
پڑے ہوئے ہین چمن مین بلبل ہین انجمن مین
رندون کی یہ دعا ہے ایسی بہار آئے
صحرا مین قطعے ہون اور پیپے چمن مین ؔ
گالون پہ خط عیان ہے آئینہ دیکھیے تو ؔ
گھاس اسقدر بڑھی ہے گل چھپگئے چمن مین
فصلِ بہار گل مین دو نو طرب فزا ہین
بلبل ترا ترانہ میری غزل چمن مین ؔ

اندھون کا قول یہ ہے دیدار عام ہوگا
دیکھیگا کون جسدن بیٹھا وہ انجمن مین

خالی فروتنی سے ابھی نہین ریاضت
جیب کی ہے ہمنے ورزش مٹی ملی بدن مین

کرتے ہین عشقبازی معشوق نوجوان سے
جمتا ہے رنگ اپنا اکثر نئے چمن مین

ہنس ہنسکے عکس دندان وہ شوخ اگر دکھائے
جل جل کے آبلے ہون دُر سیپ کے دہن مین

عشقِ قمر نے مجکو ایسا سکھا دیا ہے
کانٹے ہین مثلِ ماہی سب پسلیان بدن مین

نالون سے بلبلون نے گلشن مین سر پھرایا
ہو خشک مثل منقار انکی زبان دہن مین

کیا ہو غذا اپنے غبت عصیان سے دل سیہ ہے
کھاتے نہین ہین کھانا جب چاند ہو گہن مین

ہین جسم پر گواہی دیتے ہین بے زبان بھی ؎
شاہد تھا چاک دامن توشک کے پیرہن مین

اہلِ عدم مین سر پیٹتے ہین اپنا ؎
غربت مین جیسے ہو غمین کہرام ہے وطن مین

نورِ جمال جانان پردے سے بھی عیان ہے
خلوت مین وہ نہان ہے جلوہ ہے انجمن مین

رویا جب اونکے آگے شوخی سے بول اوٹھے وہ
برسات آگئی ہے جھولا پڑے چمن مین

مین جیسے ناتوان ہون بے آب و تاب ہے نظم
زشتی سے پڑ گیا ہے رخنہ دُرِ سخن مین ؎

جینے سے تنگ ہون مین بے ساقیِ پریرو
ہے دورِ جام حلقہ پھانسی کا انجمن مین

پہونچی ہے اب یہ نوبت نقارچی تلک بھی
ڈنکے بجا رہے ہین شعر و سخن کے فن مین

ہر دل عزیز اگر وہ ہوتے نہ ابتدا سے
پڑتے کبھی نہ جھگڑے یہ شیخ و برہمن مین

ہے قاتلِ خلائق چشمِ سیاہ اوسکی
شیرون سے بھی سوا ہے مردم کشی ہرن مین

افسوس نامیون کے کیا کیا نشان مٹے ہین
خوشبو رہی نہ باقی سادات کے بدن مین

اتنا نہ مل چلو تم پچھتاوگے خبردار ؎
وہ اے خلیل یکتا ہے دلبری کے فن مین

خاک اوٹھائے ناتوان مغرور سر برسات مین
اوٹھ نہین سکتی ہے گردِ رہگذر برسات مین ؎

لطف بارش کیا نہو وہ پاس اگر برسات مین ؎
ابر مردہ سے ہے بدتر ابر تر برسات مین ؎

مرتی ہے اوسپر خلائق بیشتر برسات مین
گرتے ہین اکثر پتنگے شمع پر برسات مین ؎

سبزۂ خطِ رخِ دلبر کا جلبے عشق ہے ؎
خضر کا بیڑا چڑھا تا ہو نہین ہر برسات مین

سینہ کوبی کیون نہ عاشق جوش گریہ مین کرین
کوٹتے ہین لوگ کوٹھے بیشتر برسات مین

منہ دکھاتا ہی نہین وہ غیرتِ شمس و قمر
چاند سورج کی طرح دو دو پہر برسات مین

رحمت حق سے سیہ بختون کا ہوتا ہے ضرر
مثل چوبِ تر بگڑتی ہے سپر برسات مین

بلکی لیتی ہین غضب کم ظرف اگر ہون مایہ دار
زور ہوتا ہے بہت نالون کا ہر برسات مین

اوس پہنچی چھت کی نیچے نام ہے جسکا فلک
بے تمہارے لوٹتا ہون رات بھر برسات مین

ابر رحمت پر ہے رزقِ اہلِ عالم کا مدار
کال پڑ جائے نہ برسے مینہ اگر برسات مین

تشنۂ دیدار ہون ترلوا نہ مجکو اے مسیح
بہر مستسقی نہایت ہے خطر برسات مین

فیض ابر بنگالی سے جوان ہوتے ہین پیر
راست ہوتی ہے کمانون کی کمر برسات مین

دیکھیے پہونچے نہ پہونچے یہ تردد مجکو ہے
ڈوبتا ترتا گیا ہے نامہ بر برسات مین

خام جو ہے اوسکا پانی سے بھی مٹتا ہے فروغ
پڑتی ہے اوس آفتابی ڈھال پر برسات مین

داغ دیگر مجکو سو سو بار ہوتا ہے نہان
جھلکیان دکھلاکے وہ مثلِ قمر برسات مین

دشت غربت رات اندھیری مینہ کی شدت بیکسی
مجسا بھی ہوگا بھلا کوئی بشر برسات مین ؎

سوکھے دھانون پر گیا پانی ہرے ہم ہوگئے ؎
وہ آ جو نکلا مثالِ ابر تر برسات مین ؎

سانولی کی بیٹر کی پھبتی کہین شوخی سے ہم
لال جیسے سر پہ اوسکے ہو اگر برسات مین ؎

صنعتِ باری نہ پانی سے کبھی بگڑے خلیل
کاغذی لیمو کو کیا ہو پہنچے ضرر برسات مین

حیران ہین عشق روے بہشتی جمال مین ؎
یہ بوستان ازل ہے اپنے خیال مین ؎

سرمہ نہین ہے چشم بت خوش جمال مین ؎
پھندا پڑا ہوا ہے یہ پاے غزال مین ؎

غافل نہ آئی غمکی شکایت خیال مین ؎
موتی بھرے ہین دامن گرد ملال مین

مرتا ہون یون مین یار ترے عشق خال مین
دانے سپند جان دیتے ہین جس طرح کال مین

غیرت ہے کچھ تو ہاتھ نہ پھیلاسے آدمی
خون آبرو کا ہے کف دست سوال مین

ہم سن چکے ہین طور و تجلی کی داستان
اے بت نقاب رخ نہ اوٹھانا جلال مین

بے صرفہ لو نہین یار جو بوسے کا اذن دے
کھٹکا نہین تصرف مال حلال مین ؎

دزد سخن کو پاس سخندان ضرور ہے
حاکم کا خوف چاہیے چوری کے مال مین

کیون پڑے ہیکے خط خضاب شوخ فرنگ ہے
کیا بے سرشتگی تھی ہمارے سوال مین

مجھ ناتوان عشق کو ناقص سمجھا نیے ؎
نور کمال بدر ہے جرم ہلال مین ؎؎

گردون پہ بدر مصر مین یوسف کا ہے یہ قول
تجسا نہین ہے کوئی کمال و جمال مین ؎

انسان کرے گناہ تو شیطان کو عید ہو ؎
صیاد شاد ہو جو پھنسے صید جال مین ؎

دیکھیے نگاہ گرم سے وہ شوخ چشم اگر ؎
لگجاے آگ پردہ چشم غزال مین ؎

زلفون مین اوسکی تارک دنیا ہوے اسیر ؎
کیا پھنسگئے ہین طائر آزاد جال مین ؎

غصہ مرا غضب کا ہے عذر یے نہ چھیڑیے
اچھا نہین حلیم کا آنا جلال مین ؎

اوس نوجوان کے منہ پہ شمس و قمر فدا ہین
کچھ بھی مناسبت ہے انہین سن و سال مین

بلبل نہ کھائیو کبھی گل دام کا فریب ؎؎
اے بے شعور پکڑ کے پھنسا گئے ہین جال مین ؎

یوں اہوا فراق مین تقدیر کا لکھا
وصلی کی طرح خشک ہے جان شوق وصال مین

وحشی وہ ہون نہین مجھے جو وحشت کی رے کبھی
صحرا کی خاک جھونکدو اے چشم غزال مین

اپنی خطا پہ دل مین بشر منفعل تو ہو ؂
دُرِ نجات ہے صدفِ انفعال مین ؂

چرخِ دنی سے کیا طلبِ مال و زر کرون
کھلنے لگا بخیل کا پردہ سوال مین

موتی کے مانگنے سے بھی جاتی ہے آبرو
پڑجاتے ہین آبلے کفِ دستِ سوال مین

کامل کو سب عزیز ہو رکھتے ہین مثلِ روح
کیا نور بادہ مصر ہے اہلِ کمال مین ؂

جو دل مین ہے وہ آ نہین سکتا زبان پر
کیا کہیے منہ سے کون ہے حسنِ جمال مین

ملتا ہے دل کو نعمتِ کونین کا مزہ ؂
ذوقِ جمالِ یار سے شوقِ وصال مین

اوس گل کے دامِ زلف کو دیکھے تو عندلیب
چلنے اسیر ہونیکے باندھے گا جال مین ؂

پیدا صفا ہے قلب مین رو دیا کرو خلیل
ہے یہ دُرِ یتیم اسی آبِ زلال مین ؂

روزِ الست سے ہے وہ میرے خیال مین
اللہ کب سے محو ہون شوقِ وصال مین

تحلیلِ روح ہوتی ہے شوقِ وصال مین
رہتا ہے آفتاب ہمارا زوال مین ؂

دریائے شور کی بھی مقید رہا ہوسے
چھوٹا کوئی نہ پھنسکے محبت کے جال مین

ہے منفعت ہو ربط رہے خاکسار سے
کھانے کا ہے ثواب ظروفِ سفال مین

مردم گشتی مین دیدۂ خوبان دلیر ہین
دیکھو تو مردمی ہے یہ چشمِ غزال مین

ہو انفعال کچھ بھی تو رحمت کا در کھلے ؂
قفلِ نجات کی ہے کلید انفعال مین

سچ کہتے ہین کہ مرگ بھی انبوہ کا ہے جشن
دل عاشقون کے شاد ہین زلفون کے جال نیز

دل اوڑ کے آپ پھنستا ہے اللہ ری کشش
آہن ربا کا جذب ہے زلفون کے جال مین

معشوق خوبرو کا تنزل نہین پسند ؂
دیکھین نہ آفتاب کو بھی ہم زوال مین

جو پھنسکے چھوٹ جاتے ہین اونکا یہ قول ہے
الجھین فشارِ قبر ہے زلفون کے جال مین

کسنے نجان دی ترے کندن سے رنگ پر
لاکھون ہوے تباہ تمناے مال مین ؎

دریا زمین پہ مہ وخورشید چرخ پر ؎
پھرتے ہین سبکے سب ترے شوقِ وصال مین

عقدہ نیاز و ناز کا ہرگز نہ حل ہوا ؎
آیا نہ حسن وعشق کا قصہ خیال مین ؎

آخر فراق یار نے لی جان لے خلیل
تحلیل روح ہوگئی رنج و ملال مین

جس جگہ بیٹھ گئے ضعف سے کم اوٹھتے ہین
مُہر کی طرح کبھی نام کو ہم اوٹھتے ہین ؎

دیگر

نالے کرتا ہون ترے دل مین اثر ہو کہ نہو ؎
صور مین پھونکتا ہون تجکو خبر ہو کہ نہو ؎

کر دیا کور سوادِ شبِ تنہائی نے ؎
مجکو کیا کام ہے دنیا مین سحر ہو کہ نہو ؎

مین تو شاعر ہون غلو کرتا ہون کہتا ہون عدم
مجکو کیا کام حسینون کے کمر ہو کہ نہو

ہجر مین وصل کی امید پہ مین روتا ہون ؎
پانی اس نخل کو دیتا ہون ثمر ہو کہ نہو ؎

حشر پر وعدۂ دیدار ہے مین ڈرتا ہون ؎
بیخبر ہو رہے گی رُخِ یار ادھر ہو کہ نہو ؎

طالبِ دید ہون منہ اپنا دکھاؤن تمھین کیا
غش ہو سکتا ہون مجھے تابِ نظر ہو کہ نہو ؎

پیار دل کھولکے کرلون کوئی حسرت نہ رہے
رات پھر وصل کی اے رشکِ قمر ہو کہ نہو ؎

پھر وہی طولِ شبِ ہجر نظر آتا ہے ؎
پھر وہی ہے مجھے دھڑکا کہ سحر ہو کہ نہو ؎

شعلہ و برق شرارت نے بنایا ہے تمھین
تمھین منصف ہو کہ ہر بات مین شر ہو کہ نہو

دل غم و درد سے خالی نہ رہے عاشق کا
گلِ لالہ کی طرح داغ جگر ہو کہ نہو ؎

تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤن گا ؎
دردِ دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

دیکھیے یہ کو غلطی سی ہے تشویش مجھے ؎
دیکھیے وان مرے قاصد کا گذر ہو کہ نہو ؎

میکشی ہی مین شب ماہ ہوا ہے مہر تمام ٭ پھر خدا جانے کہ یہ دور قمر ہو کہ نہو ٭
تیری زلفون کی طرح رہتا ہون مین خانہ بدوش ٭ مجکو پروا نہین سودائی ہون گھر ہو کہ نہو

سیم تن یار شب و روز بغل مین ہے خلیل
دل تو رکھتے ہین غنی گانٹھ مین زر ہو کہ نہو

تاب ہے کسکو جو دیکھے اوس صنم کے نور کو ٭ کر دیا بیہوش موسے کو جلایا طور کو
سیلی بالون کی جو ہو درکار اوس مغرور کو ٭ لائے رضوان کاٹکے قینچی سے زلف حور کو
راہ پر لائے فسون سے اوس سراپا نور کو ٭ بنگئے ساحر سکھائی آدمیت حور کو ٭
چھو لیا تھا ایکدن زلف بت مغرور کو ٭ تیوری کے کوڑے سے مارا عاشق رنجور کو
جب دیا اوس بت نے صدمہ گر پڑے آنکھون سے اشک ٭ ٹھیس کا لگنا غضب ہے ساغر معمور کو ٭
پھکے نالے میرے دل جلتا ہے گھر مین یار کا ٭ گلشن جنت جہنم ہو گیا ہے حور کو ٭
عاشق روے صنم ہون کیون نہ رگڑون ایڑیان ٭ روز روشن رنج دیتا ہے بہت مزدور کو
بھر رہا ہے دیدۂ تر مین مرے دل کا غبار ٭ بند مٹی سے کیا ہے مینے اس ناسور کو
کیا پری سے دون تجھے تشبیہ اے خورشید رو ٭ ایڑی چوٹی پر سے کرتا ہون صدقے حور کو
مالدار و مال سے ہوتی ہین نازل آفتین ٭ ڈال دیتا ہے مصیبت مین عسل زنبور کا
دیکھنے والے بیاض صبح روے یار کے ٭ ظلمت شب جانتے ہین روشنی طور کو
کر دیا ہے گرد سیم صاف نے اوس شوخ کے ٭ سیم کو قرص قمر کو شیشہ کو بلور کو ٭
مین لگا رونے بناوٹ سے تو وہ گھبرا گئے ٭ زور ہے تاثیر بخشی ہے خدا نے زور کو
اک جہان میری طرح اوسکی بدولت ہے خراب ٭ میکدہ کہیے تمہاری نرگس مخمور کو
ہجر کی شب مین جو بچنے کا نہین ہوتا یقین ٭ شام سے احباب رو لیتے ہین مجھ رنجور کو

زخم دل سے کاوشین کرتی ہین مژگان یار کی
چھیڑنا ہے نیش عقرب کا مرے ناسور کو

ہوگیا گلرنگ کیف مے سے ورڑے صبح
سبول کی گرمی نے شعلہ کر دیا کافور کو

بہر ایذا عشق نے دل سے سارا کر دیا
داغ کو چھالون کو زخم تیغ کو ناسور کو

مین تو کیا ہون سر کے بھل اُٹھے نکل گور سے
تم بلاؤ تو نہ عذر لنگ ہو تیمور کو

حق تو یہ ہے کو دعا مین لاتا نہین آہت کبھی
ایک دن ناز بردار آپکا منصور کو

دیکھ لینا اے صنم اکدن تکبر کا مآل
سر کے بھل دوزخ مین ڈالے گا خدا مغرور کو

حسرت وصل صنم ہے اس طرح دل کو مرے
جس طرح سے آرزو جنت کی ہو رنجور کو

پاسکا بھی آدمی ایسین نظر آتا نہین
کال آندھی کیجے فرقت کی شب دیجور کو

ایک صورت پر ہے کیونکر یہ جوبن یار کا
غیر ممکن ہے تنزل ہووے عاشق حور کو

قصد سرگوشی کیا ہے اذن جب آوین ترک سے
بجلیان سے ہاتے جگر عاشق رنجور کو

میکشی مین سوجھتا ہے دور کا مضمون مجھے
دور مین کا شیشہ کیجئے ساغر بلور کو

کیجیے کس کس کا شکوہ ہجر جانان مین خلیل
داغ دل کو رویئے یا سینہ کے ناسور کو

جو یا جو وصال یار کا ہو
پہلے مرنے سے بھی فنا ہو

جس سنگ پہ بیٹھا ہو جبہ سا ہو
پر شرط یہ ہے کہ بے ریا ہو

زاہد سجدہ جو بے ریا ہو
بندے کے سامنے خدا ہو

بیمار ہے عشق ہے جو چاہو
عاشق کو اشارے مین شفا ہو

دل دے کے چکے دیکھتے ہین کیا ہو
دھوکا ہو فریب ہو دغا ہو

سمجھے جو مآل کار آدم
کھانا گیہون کا بھی روا ہو

کیونکر نہ کہون تمہین مسیحا / دردِ دلِ زار کی دوا ہو
ہے مدِ نظر جو سد فرازی / پابندِ طریق نقش پا ہو
کیا مجکو جنون مین چاہیے عمل / یا لنگ کو حاجتِ عصا ہو
اکدم کو نمود چاہتا ہون / خیمہ مین سدا حباب کا ہو
اے شعلۂ عشق پھونکدے تو / جو چیز کہ یار کے سوا ہو
سنتے ہین بہشت کی بڑی دھوم / نقشہ تو نہ روے یار کا ہو
کیا راہ عدم ہے صاف و ہموار / اندھے کو نہ حاجتِ عصا ہو
ہم تم دونو ہین خط توام / ناقص ہون ایک اگر جدا ہو
کھائے مری طرح غم اگر چرخ / پھر ال نسکے یہ امتلا ہو
مغلوب جو ہوے نفس کش / اس سگ سے سعادتِ ہما ہو
کرتا ہے پرورش وہ سبکی / تو لا لنگڑا گرا پڑا ہو
پیری مین نہ کیون بھرون دمِ سرد / ٹھنڈی دمِ صبح کی ہوا ہو
کس کسکو کیا نہ تونے برباد / اے حرص و ہوا ترا برا ہو
خالی ہی نہین یا سی کوئی / رند اسمین بخواہ پارسا ہو
ہو سبزہ خط سے واشد دل / بوٹی نہ کہین گرہ کشا ہو
زلفین تری بال بال کھولون / گر پھندہ پادشاہے کا ہو
یون تشنۂ وصل کو لگا تیغ / غل قتل کا تا بکربلا ہو
پھیرینگے نہ منہ کبھی عاشقِ خال / چھرا پڑا جو توپ کا ہو
ابرو کا نہ عشق دل سے ہو دور / ناخن کب گوشت سے جدا ہو

تلوار جو مجھکو تم لگاؤ ؞ ہر زخم سے شور مرحبا ہو
شک مجھکو ہے آپ کی دہن مین ہنس دیجیے تو یہ عقدہ وا ہو

کرتے ہو خلیل بت پرستی
مشہور جہان مین پارسا ہو ؞

پھولا وہ شک گلستان نے جو مارا مجھکو گل کے کھانیکا کیا ہے یہ اشارا مجھکو ؞
نازسے منہ کو جو زلفون مین چھپا لیتے ہو ؞ جیسے بھایا ہے یہ انداز تمہارا مجھکو ؞
بس نہین اپنا خدایا ہے دشمن ہے جہان ایسے جینے سے تو مرنا ہے گوارا مجھکو
آگیا یاد ترے کان کا موتی اے ماہ نظر آیا جو کبھی صبح کا تارا مجھکو ؞
سرو قد سیب ذقن غنچہ دہن گل رخسار ؞ تیرا نظارہ ہے گلشن کا نظارا مجھکو
چشم بیمار کی الفت نے تو بیمار کیا پیچ مین لاکے تری زلف نے مارا مجھکو
دل کا لینا ہے اگر مد نظر حاضر ہے جان جان تجھسے سوا دل نہین پیارا مجھکو

یہی رہتا ہے زبان پر تری دن رات خلیل
بے اجل حسرت دیدار نے مارا مجھکو

قتل مین میرے مخل یارب گران جانی نہو ؞ رنج قاتل کو نہو مجھکو پشیمانی نہو ؞
چھوٹجاؤن غم کے ہاتھون سے نکلجائے جو دم پاؤن کی زنجیر میری اے گران جانی نہو ؞
حیف کی جا ہے کہ قاتل سیکڑون سیراب ہون میری قسمت کا تری شمشیر مین پانی نہو ؞
عطر مجموعہ کا زلفون مین ملا ہے یار نے دیکھیے کس کسکے دل کو اب پریشانی نہو ؞
حسرت دل کی رقم مضمون ہین دیوان مین مرے ہر ورق کیونکر بیاض چشم فرمانی نہو ؞
دل مین ہتا ہے بت کافر کی کاکل کا خیال میری صورت سے عیان کیونکر پریشانی نہو

قتل تا قاتل گر گنہگاران الفت کو وہان ۞ نام کو بھی جس بیابان مین کہین پانی نہو ۞

موج خیزی تا کجا اسے جوشش سیل سرشک خانہ ویرانی کا ظالم خلق کی بانی نہو ۞

تو وہ یکتا حسن و خوبی مین ہے پھر چاہیے اگر گر زمانہ چاہے بھی پیدا ترا ثانی نہو ۞

آبرو ہے جزو تن اہل صفا کی خلق مین ۞ جسم سے آئینہ کی ہرگز جدا پانی نہو ۞

دخل کیا اوسکا سخن مقبول خاطر ہو خلیل
مال پر جس شخص کے تائید ربانی نہو ۞

گالی بھی دو تو عار نہین ہے غلام کو ۞ تہ کر چکا ہون عشق مین ناموس نام کو

چھلکا دے ساقیا مے گلگون کے جام کو ۞ ہے کش وداع کر چکے ماہ صیام کو ۞

قینچی ہی کیون زبان بت سرخ فام کو ۞ باتون مین کاٹتا ہے ہر اک کے کلام کو

سودا ہے زلف و خال و خط مشکفام مین چھانا سواد مملکت چین و شام کو ۞

کھیانا کسون کے سامنے گردن جھکائیے ہے ننگ یان جو ہاتھ مین خم ہو سلام کو

رکھتے ہین چشم تر مین خیال اوسکی زلف کا ہر روز ہم لگاتے ہین دریا مین دام کو

شاید بنا سبو کسی عاشق کی خاک سے منہ بھی نہین لگاتے وہ مٹی کے جام کو

زلف سیہ کی فکر مین مضمون لب بندھا اک لعل شب چراغ ملا مجھکو شام کو

چھایا چمن مین ابر تو کیا کیا ہے یاد دلبر کو مے کو شیشۂ مغرب کو جام کو ۞

ساغر مین اوسنے شعلۂ رخ سے جلا دیا بتی کی طرح موج مے لعل فام کو ۞

بھڑکاتا ہے جنون کو شباب شوخ نگار پختہ بہار کرتی ہے سودائے خام کو

مژگان کی یاد زلف کے سودے مین آگئی برچھی یہ کھائی مفت مرے دل نے شام کو ۞

سودے مین خط کے زلف کا کیا ذکر کیجیے ۞ لیتے نہین ہین رات کو کالے کے نام کو

نسبت نہین ہے گیسوے پُرخم سے یار کی
زنجیر کو کمند کو سنبل کو دام کو

زخمِ جگر کو تیرون کی پیکان سی بھر دیا
بھیجے یہ تمنے خوب پیام التیام کو

عاشق کے مُنہ سے مُنہ کو کسیدن ملائیے
شیرین دہن کبھی تو کرو تلخ کام کو

لہرا رہی ہے زلفِ خطِ روے یار پر
صیّاد نے لگایا ہے سبزے مین دام کو

یان مر کے بھی نہ سلسلۂ فقر جائے گا
تکیہ مین لوگ گاڑین گے مجھ تلخکام کو

دن گذرا رات گذری نہ تمنے کرم کیا
کیا خوب کہگئے تھے کہ آؤن گا شام کو

کم سلطنت سے حُسن کا رتبہ نہین خلیل
مین در پہ اوسکے دیکھتا ہون خاص و عام کو

روؤن یہ ہجرِ بتان مین دل اگر بیتاب ہو
پتھرون مین آتشِ پنہان کے بدلے آب ہو

بحرِ ہستی مین ہوا سرگشتۂ ذوقِ فنا
پھر رہی ہے کشتی اودھر میری جدھر گرداب ہو

ہر طرح سے پار اوتر جائینگے تیرے عشقباز
بحرِ غم مین پُل ہو یا کشتی ہو یا پایاب ہو

ہوگئی حیرت جو آئے لختِ دل آنکھون کی راہ
لعل جب دریا سے نکلین کیون نہ استعجاب ہو

ہے خمِ گیسو کا باعث گریۂ رخسارِ یار
موجۂ آتش سے جب ہو جائین پیچ و تاب ہو

پہنے جب اپنے گلے مین وہ بُتِ خورشید رو
ہر ستارہ نقرئی زنجیر کا مہتاب ہو

پھونکدو نین ہو شبِ غم مین اگر سامانِ عیش
پھوڑ ڈالون آنکھ فرقت مین جو میلِ خواب ہو

آرزوے عشق غارتگر تری تاثیر سے
مین ادھر نالے کرون وہ بت ادھر بیتاب ہو

تو وہ ہے خورشید رو تجھسے مقابل ہو اگر
ایکدن مین گھٹتے گھٹتے ماہِ نو مہتاب ہو

دم نکلجائے یون گر فرقتِ محبوب مین
بادۂ گلگون کلیجے کو مرے تیزاب ہو

یار کو نامہ رقم کرکے جو ہم رونے لگین
خط کے لیجانیکو اپنا نامہ بر سیلاب ہو

اشکباری کے سبب ناسور آنکھین ہو گئین — غار پڑ جاتے ہین جسجا پر گذار آب ہو
کیا تماشا ہو جو نالہ ہو مرا گردون کے پار — تیر بے پیکان سپر توڑے تو استعجاب ہو
آہ سے کیونکر نہو وے شدتِ گریہ فزون ؎ — جب ہوا چلنے لگی تب جوشِ موجِ آب ہو
دیکھ لے جب چاہے حالِ آفتاب وے یار — قلبِ عاشق صاف اگر ہووے تو اسطرلاب ہو
ڈوبکر نکلا نہ دل چاہِ زنخدان سے ترے — ورنہ آتا ہے ابھر جو شخص غرقِ آب ہو
وصلِ یوسف سے زلیخا کا نہو تا کسطرح ؎ — جلد ہوتا ہے اثر ظاہر جو سچا خواب ہو
دیدۂ تر سے ہے میرے سر تلک سیلاب اشک — ورنہ دیکھا ہے کہین کشتی کے اوپر آب ہو
دھیان ہو مرغِ سحر کا وصل کی شب مین کسے — شورِ محشر سے بجا گون یار اگر ہمخواب ہو

مطمئن ہین دشمنِ اسفل سے اعلی اے خلیل
آتشِ موسیٰ کو کیا عالم مین خوفِ آب ہو ؎

چشمون سے گریہ کم دلِ اندوہگین نہو — تا موج بحر پُر شکن آستین نہو ؎
نالہ رسا جو تا سرِ عرشِ برین نہو — نقشِ مرادِ دل کبھی کرسی نشین نہو
کاٹون گلے کو آپ جو قاتل کہین نہو — پھانسی مین دون جو حلقۂ فتراک زین نہو
آتا نہین ہے چشمِ تصور سے بھی نظر ؎ — موے میانِ یار بھی خطِ جبین نہو ؎
ہوتی نہین ہے قہرِ خدا کی کسیکو تاب — اے بت خدا کیواسطے چین بر جبین نہو
اہلِ صفا کی ترکِ وطن مین ہے آبرو — ہرگز صدف مین قیمتِ دُرِّ ثمین نہو
حاصل نہو وے لطفِ قناعت حریص کو — پر بوالہوس کو لذتِ نانِ جوین نہو ؎
چھٹجاؤن غم سے مین جو نکل جائے تن سے تو — زنجیر پاون کی مری جانِ حزین نہو
کہتا ہے اپنے عکس سے آئینہ مین وہ بت — مجھسا زمانہ چاہے تو پیدا حسین نہو

پہلے اعتقاد موت سے میرے ہین اس قدر
عیٰ حق بھی ہین کہون تو بتون کو یقین ہو

دیگر

توڑون گا اپنے یار کی شرم و حجاب کو
سنتا ہون دشمنی ہے حیا سے شراب کو

بھڑکا یا گر شراب نے حسنِ شباب کو
پھونکے گی آتشِ رخِ دلبر نقاب کو

دولت ملی تو ڈرتے ہین کم ظرف سرکشی
فوارہ ضبط کر نہین سکتا ہے آب کو

آئینہ منہ پہ چڑھکے سکھاتا ہے شوخیان
یہ لوح توڑتی ہے طلسمِ حجاب کو

اعجاز حسن یار دکھایا کیا مدام
دھبا لگا نہ آتشِ رخ سے نقاب کو

پھاہا ہین داغ پر دلِ سوزان کے کیا دھرین
ٹوپی کی احتیاج نہین آفتاب کو

آئین نہ تیرے در پہ تو حاصل ہو کبھی
مہتاب کو کمال شرف آفتاب کو

چکر یہ عشق حسن رخ یار نے دیے
پھرکی بنا دیا ورق آفتاب کو

اوس برق وشکو تد نظر ہو تو اے فلک
بجلی سے کرلے حلقہ بگوش آفتاب کو

تشبیہ خلد سے رخ رنگین کو دیجیے
پردہ در بہشت کا کھینچے نقاب کو

دیکھا تڑپتے مجکو جو بے یار ابر مین
بجلی بھی بھول گئی اضطراب کو

وحشت مین اوسکے کان کی بجلی کو چھو گیا
پکڑا سمند حسن پری کی رکاب کو

نیند ایسی اک پری کے تصور مین اوڑ گئی
آنکھین ترستی ہین مری دن رات خواب کو

نیرنگ عشق اس سے زیادہ ہے اے صنم
ہنسیے نہ دیکھکر مرے حال خراب کو

کرتا ہے کوئی وانت جو پیری مین اے خلیل
روتا ہون ڈاڑھین مار کے عہدِ شباب کو

نہین ملتی رہائی دل گرفتار محبت کو
شفا ہوتی نہین عیسیٰ سے بیمار محبت کو

مسیحائی کا دم بھرتے ہو دکھلاؤ مسیحائی
اجل کا سامنا رہتا ہے بیمار محبت کو

دلا پھانسی کی ایذا سے گلوں تک پہونچتی ہے
سنبھلکر ڈالنا گردن مین زنار محبت کو

سزا کو عاشقوں کی زلف محبان رشتہ رکھتے ہین
یہی پہناتے ہین بیڑی گنہگار محبت کو

شراب عشق چشم یار سے مدہوش رہتا ہون
مغان تکلیف مے بیجا ہے سرشار محبت کو

رگڑوا آتا ہے گردون ایڑیان کوئی حسینا نیز
پہونچتے ہین بڑے صدمے طلبگار محبت کو

دکھاتے ہین جو شان بے نیازی وہ کبھی اپنی
چڑھاتے دار پر ہین ناز بردار محبت کو

بتون کے عشق مین کھویا دل و دین سخت نادم ہون
وہ کافر ہو پھر اب پہنے جو زنار محبت کو

نگاہ پاک سے دیکھے جو بازار حسینان مین
ہر اک یوسف نظر آئے خریدار محبت کو

نہ گستاخ اے شوق ہم آغوشی بہت اوس سے
دل معشوق سے نازک سمجھ بار محبت کو

خط و رخسارہ رنگین مجھے دونو برابر ہین
گل و خار ایک ہین گلچین گلزار محبت کو

اجل ہے گھات مین دم توڑتا ہون تم مسیحا ہو
اکیلا چھوڑ کے جاؤ نہ بیمار محبت کو

صنم للہ اپنے نرگس بیمار کا صدقہ
چھڑا دے غم سے اپنے دل گرفتار محبت کو

اشارون مین بیان کرتا ہون حال دل خلیل اوس سے
زبان پر بھی نہین لاتا ہون اسرار محبت کو

اولجھ پڑینگی ہم ہونگی بل کرینگی خوکو تو
سکھایا زلف کافر کیش نے اوس طفل ہندو کو

دکھایا جب سے اوسنے جلوۂ رخسار و گیسو کو
نہ راحت ہے مسلمان کو نہ آسائش ہے ہندو کو

محبت اوسکی روے پاک سے ہے اوسکے گیسو کو
یہ وہ مصحف ہے جسکے واسطے سودا ہے ہندو کو

ہوا سودے مین دیوانگی جو دیکھا اوس پریرو کو
خدا دے طول الٰہی روز افزون شب تاریک گیسو کو

ہتھیلی سے تپلا تھا بہت دعوے صفائی کا
کھلی قلعی جب آئینہ نے دیکھا یار کے رو کو

خوش آئے خاکبازی کیون نہ مجھ وحشی کے آنسو کو
نہو وے مختصر روزِ قیامت بھی گذر جائے

بگاڑا منہ ہر اک کا یا سنے داغِ غلامی سے
سزا دو مجکو کیون زلفِ مسلسل کا ہو سودا

مسیحا ہو خبر لو ضعف سے حالت یہ پہونچی ہے
عبث ہنستے ہو مجکو مجھسے بدتر حال ہو جاتا

نئی گرمی ہے یہ وہ ہنس پڑا مین جسگھڑی رو دیا
نہین دیکھی یہ دلچسپی حباب اولٹی آستین او سنے

ہوا غالب خیال چشم پر عشق لب جانان
کبھی آنے نہ غش آ گئے تمہارے مجکو سودے مین

مرے رشک مسیحا کی اگر تصویر کو کھینچے
ہوائے گیسوے محبوب مین ہوتا ہے جب سودا

خدا کے واسطے جو منکر روز قیامت ہین
تری چشم سیہ کھائیگی دھوکا زلف پر خم سے

نظارہ اوسکا دیوانہ بنا دیتا ہے دم بھر مین
تو وہ خوش چشم ہے دیکھنے اگر آئین تری آنکھین

پھڑک اوٹھتے ہو بیجا مجھپہ غیرن کے سکھانے سے
تنگ ظرفون سے راز عشق چھپ سکتا نہین ہرگز

بجھا ہے آہ سوزان سے مری اوس چشم کو وحشت
زمین پر پشت گر پڑتے دیکھا طفل بدخو کو تو

بڑھا دون گر مین سودے مین بیانِ طول گیسو کو
بنایا پھول لا کے کا حسینون کے گل رو کو

گھٹواؤ گلے مین باندھکے زنجیر گیسو کو تو
بدلواتے ہین پیار آپکے غیرون سے پہلو کو

مرض الفت کا بیدرد و اگر ہوتا ارسطو کو
شرارت سے وہ سمجھا پھلجھڑی کا پھول آنسو کو

دل عشاق مچھلی کی طرح لپٹے ہین بازو کو
اثر اعجاز کا رد کرتا ہے تاثیر جادو کو

کمند زلف سے باندھو جو کس کے میرے بازو کو
سخنگوئی کی طاقت ہو زبان خامہ مو کو

تو مژگان کھول دیتی ہے مری فصد رگ و کو
اونہین جلوہ دکھاوے مہر طلعت پھیر کے رو کو

کہ پھندے سے بھی بادامی پکڑ لیتا ہے آہو کو
فتیلہ سحر کا کیجیے پریرو تیرے گیسو کو تو

تو غم سے موت کا گھر اسکے صحرا مین آہو کو
خدا کے واسطے موقوف کیجے شعلہ کی خو کو

وہان غنچہ ہنس ہنسکر پریشان کرتا ہے بو کو
کہ ٹھہرا دیتی ہے بوشیر تو ڑ ے کی بھی آہو کو

جو بے پردہ خلیل اوسکے رخ پرنور کو دیکھیں
مسلمان ہوکے عزم کعبہ ہو ہر ایک ہندو کو

ہوتا ہے پیچ و تاب مرے بال بال کو
مجھسے نہ مثل زلف بڑھاؤ ملال کو

کیون میر قید و بند کی آہتی ہے تجکو فکر
اے زلف یار سر پہ نہ لے اس وبال کو

ابروے یار دیکھکے قالب تہی کیا
تھا اپنے بانکپن کا بڑا بل ہلال کو

کہتا نہین وصال مین بھی مدعاے دل
بند آستین مین رکھتا ہون دست سوال کو

زلفون مین بل ہین وان دل وحشی کی خیر ہو
پھندون سے بھی پکڑلیتے ہین اکثر غزال کو

اے رشک گل چمن مین کوئی گل کھلائیے
بوٹے سے قد پہ اوڑھکے گلنار شال کو

اللہ رے مردمی تری چشم سیاہ کی
دل شیر کا دیا ہے خدا نے غزال کو

ایسی کمر ہے یار کی باریک وقت فکر
سوجھی کبھی نہ شاعر نازک خیال کو

بوسہ نہین دیا لب شیرین کا یار نے
خرما عطا کیا ہے یہ مجھ خستہ حال کو

اے بت تجھے یقین محبت ہو یا نہو
اللہ ہی جانتا ہے مرے دل کے حال کو

خط سے صفائی چہرہ محبوب اوڑگئی
اس چور نے بجھا دیا شمع جمال کو

ایماہ تیرے طوق گریبان کے سامنے
ہنسلی کی ہڈی جانتا ہون مین ہلال کو

کیا نشۂ شراب جوانی اوتر گیا
روتا ہون آفتاب سریع الزوال کو

کرکے بناؤ آئنہ دیکھو نہ بار بار
اپنی نظر بھی لگتی ہے اپنے جمال کو

آتا ہے جی مین اوس بت خوشخط کو دیجیے
وصلی پہ لکھکے فقرۂ شوق وصال کو

جھینپ ہوکے بوسہ مانگا جب اوسنے تو بول اوٹھے
گونگے کی بھی زبان کھلی ہے سوال کو

دل کا نشانہ اوڑگیا جب سامنا ہوا
مشاق تفنگ کا مین سمجھتا ہون خال کو

دون انھد دل نہ غیر کو ہرگز سواے یار
دیکھا ہے ہمنے نعل در آتش ہلال کو

بوسہ دو گالیان دو نہ دو کچھ جواب دو
آیا ہے اسے کریم یہ سائل سوال کو

رونے سے میرے دل کی کدورت فنا ہوئی
کاٹا ہے تیغ آب نے کوہِ ملال کو

کھٹکا نکالیے ترے وہم سر سے ڈرو
پانی کا خوف چھا رہا ہے ہر نونہال کو

آنکھون مین جب سے ابروے جانان سما گیا
مین جانتا ہون شمر کا خنجر ہلال کو

دل لیکے زلفین اینٹھتی ہین بلبہ یار کے
چورون نے خوب گانٹھ لیا کوتوال کو

دل اوس بت ملیح کو دیکر اوٹھاے رنج
کھاری کوین مین پھینکدیا اپنے مال کو

کرتا ہون یہ دعا شبِ گیسو کو دیکھکر ؎
ہو طول اسقدر مرے روزِ وصال کو

آیا ہے یار تمکو منانے کیواسطے
تم بھی خلیل دل سے مٹا دو ملال کو

کرتے ہین پیرہن کو مرے تار تار ہاتھ
ہو جاتے ہین بہار مین بے اختیار ہاتھ

بے غیر مل سکین نہ مرے زینہار ہاتھ
ضعفِ بدن سے سو گئے ہین پشت خار ہاتھ

دیکھے جو سرخ پوش تجھے یار رشک سے
ملتی ہے پھر چمن کی روش پر بہار ہاتھ

اوس بت کے دیکھتے ہی ہوا دل اسیرِ عشق
پتھر کے نیچے دب گئے بے اختیار ہاتھ

ہے ساق پا مین شمع سرِ طور کی چمک
دستِ کلیم سے ترا روشن ہے یار ہاتھ

کرتیان حسین بند کی پھندی مین جال کر
کھیلے گا مرغ رنگ حنا کا شکار ہاتھ ؎

قرصِ قمر مین پنجۂ مرجان نظر پڑے
مہندی جو ملکے کان پہ رکھے وہ یار ہاتھ

سوزِ درون سے یہ کفِ افسوس جب ملے
پتھر کی طرح سے لگے دینے شرار ہاتھ

آیا جو روز وصل شبِ ہجر کا خیال ؎ ؎
سینہ مین دل اچھلنے لگا چار چار ہاتھ

اک موکا شانہ پنجۂ خورشید حشر ہے
رکھی ہوے کمر پہ ہے وہ گلعذار ہاتھ

گر ہے سمند ناز کو منظور چھیڑنا
اک جڑ دے تازیانۂ کاکل کا یار ہاتھ

کر دے گدا کو شاہ جو منظور ہو تجھے
دینے کو لے کریم ہین تیرے ہزار ہاتھ

گل قندیین ہین زرد حنا موتیا کے پھول
گلدستۂ حنا مین مرے گلعذار ہاتھ

ہر طرح مل رہیگا لب مرگ اے خلیل
دس گز کفن گز یکا زمین تین چار ہاتھ

غم نہین غیر کو بھیجے جو وہ دلبر نامہ
کافرون کو بھی تو لکھتے ہین پیمبر نامہ

یار سنا کر ہے ہم آپ ہی لیجائینگے خط
جاتے ہین ڈر کی جگہ لیکے دلاور نامہ

یار اگر طالب دیدار کو بھیجے مکتوب
رکھتے ابرو کی طرح آنکھ کے اوپر نامہ

تم وہ ہو چھوٹے سن مین کہ جو زندہ ہوتا
بھیجتا ہاتھ ابو الفضل کے اکبر نامہ

بیوفائی ہے جو منظور وفادارون سے
خط کوفی مین لکھا کرتا ہے دلبر نامہ

بڑھ گیا اوس شہ خوبان کو لکھا جو خط شوق
شاہنامہ کے برابر ہے مرا ہر نامہ

گھر مین اوس بت کے رسائی جو نہین ہوتی ہے
پھینک آتی ہے صبا متصل در نامہ

دل مرا توڑ کے کیون غیر کو بھیجے نہ وہ خط
ملک سر کو کے لکھا کرتے ہین اکثر نامہ

جب لکھا یار کو خط ہو گیا اک پشتارہ
نامہ بر لے کے گیا بیٹھ کے اوپر نامہ

ڈر مجھے طول نویسی سے بہت رہتا ہے
کہین ہووے نہ ابو الفضل کا دفتر نامہ

جب کہ لکھتا ہو نہین اوس فخر عرب کو خط شوق
اوڑ کے لیجاتا ہے بھری کا کبوتر نامہ

سخت باتین جو لکھین یار نے دل ٹوٹ گیا
میرے شیشے کے لیے ہو گیا پتھر نامہ

وصل منظور جو ہوتا ہے اوسی عاشق سے
خط توام مین لکھا کرتا ہے اکثر نامہ

ہے ہر اک بیت مین اوس آئنہ رو کی تعریف
بار نامہ ہے ترے چشم سیہ کی تعریف ؎

راز عاشق سے قلم کی بھی نہ محرم ہو زبان
رند کانی کا تو کیا ذکر جو مرجاؤن بھی

صفحۂ رُخ پہ خطِ یار جو نکلا دیکھا ؎
وصف خط کیا کرون اوس آئنہ رو کے آگے

دید عارض سے مقدم ہے نظارہ خط کا
سبزۂ خط نہین اوس آئنہ رو کے مُنہ پر ؎

تیرے آنے مین تامل ہے تو خط ہے مجبور
خط ہے اوس روے طلائی پہ خدا کی قدرت

رنج دیکر مجھے اغیار نہ اب عذر کرین
مطلبِ خطِ رُخِ یار کو دل جانتا ہے

وصل کی یار سے ٹھہری تو ابھی شادی سے
وہ زمانہ ہے نہین کوئی کسی کا پُرسان

رہروِ کوچۂ معشوق ہے داغ لسبر
دیکے دل اوس بتِ کافر کو مین یون نادم ہون

آج وہ آئینہ دار آپکی ہین صحبت مین ؎

نظم میری ہے نظامی کا سکندر نامہ ؎
حال رازِ دلِ عاشق سے کبوتر نامہ

حق تعالیٰ کو نہ لکھتے تھے پیمبر نامہ
تعزیت کا بھی نہ لکھے وہ ستمگر نامہ

مین یہ سمجھا کہ لفافہ سے ہے باہر نامہ
کیا سناؤن مین سکندر کو سکندر نامہ

نامے سے پہلے ہر اک دیکھتا ہے سرنامہ
خطِ ریحان مین لکھا ہے یہ سکندر نامہ

کہتے ہین لطف ملاقات ہے دلبر نامہ
کوئی لکھتا نہین سونے کے ورق پر نامہ

نہ لکھین چاہ مین یوسف کو برادر نامہ
سامنے کیا ہے ارسطو کے سکندر نامہ

تہنیت کا مین لکھون شہر مین گھر گھر نامہ
قید یوسف ہو تو لکھین نہ برادر نامہ ؎

یکیک چلنے مین تو رکھ لیتے ہین سر پر نامہ
منفعل جیسے ہو قاصد کوئی کھو کر نامہ

نیچے پھرتے تھے کل تک جو سکندر نامہ

اثرِ عشق قدِ یار یہانتک ہے خلیل
اپنے پیشانی پہ رکھتا ہے الف ہر نامہ

ہجر کی شب ہے روز حشر کی صبح
دیکھیے کیا اضطراب ہے یہ

دخت رز کو لگاؤں منہ کیونکر
جانتا ہوں بڑی خراب ہے یہ

دل یہ ہے حالِ رفتگان مرقوم
جس سے عبرت ہو وہ کتاب ہے یہ

خط سے حسن اوسکا ہے قریب زوال
اب لبِ بام آفتاب ہے یہ

نہ کٹے گی شبِ فراق کبھی
کافرِ مردہ کا عذاب ہے یہ

دل جلا عشق چشم میں جو خلیل
سمجھے ہم نرگسی کباب ہے یہ

نہ آیا پھر کے میں روتا ہوں نامہ بر کے لیے
الٰہی خیر ہو بیٹھوں کسے خبر کے لیے

ہوا نہ غم مرے مرنے کا اوس پری رو کو
وہ کون لوگ ہیں کرتے ہیں جو بشر کے لیے

شبِ فراق میں جس دم قلق ہوا ہے مجھے
پڑھا ہے سورۂ والفجر کو سحر کے لیے

خطِ نگاہ کا بھی بوجھ اوٹھا نہیں سکتے
کہاں سے لائیے ٹیکا تری کمر کے لیے

کیا غریب کو کشتہ یہ دل میں آتا ہے
لگاؤں یار پہ عرضی میں نامہ بر کے لیے

دکھاؤ جلوۂ دیدار بند ہوں آنسو
دوا یہ خوب ہے ناسورِ چشمِ تر کے لیے

طمع کے ہاتھ سے رہتے ہیں جانور بھی خراب
گلوں پہ مرتے ہیں سب عندلیب زر کے لیے

ذلیل ہے دلِ بیداغ عشق یاروں میں
چمن میں قدر نہیں نخلِ بے ثمر کے لیے

خرید کر لیں جہنم کو خواہ جنت کو
یہ دو مکان ہیں تیار اہلِ زر کے لیے

بنائیے رخِ روشن پہ خال سرمہ کا
کہ داغ چاہیے رخسارۂ قمر کے لیے

یہ عشق وہ ہے اوڑاتا ہے جانور کے بھی ہوش
چکور آگ اوٹھا لیتے ہیں قمر کے لیے

حلال کرتے ہیں لاکھوں ہی بیقصور انسان
یہ حسن دشنۂ قصاب ہے بشر کے لیے

مین وہ ہون طائرِ بے بال و پر مرا صیاد
دعائین مانگتا ہے میرے بال و پر کے لیے

کبھی ہوا ہے جو باندھے سخن کا خیال تر
تو ڈھونڈھے فکر سے مضمون تری کمر کے لیے

روان ہین آنکھون سے خونناب یاد دندان مین
لہو اوگلتی ہین یہ سیپیان گہر کے لیے

خدا سے کعبہ مین فریاد گیر ہونگے خلیل
کہ یہ شریر ہین آمادہ مجھسے شر کے لیے

کیا قاصدی کریگا بھلا اوس جمیل کی
سدرہ تلک پہونچ ہے فقط جبرئیلؑ کی

جسدن نہ اوٹھکے دیکھو نمین شکل اوس جمیل کی
آنکھون کو موم ترکے سلائی ہون نیل کی

کھو دیتی ہے نگاہِ غضب اوس شکیل کی
طاقت ہر اک صحیح کی ہر صحت علیل کی

افسردہ خاطری کو یہ عاشق سے پوچھیے
رہتی ہے مضمحل ہی طبیعت علیل کی

یہ عشق خطِ یار سے ہون ناتوان و زار
ڈھیلی قبا ہے مور کی بھی میرے ڈیل کی

تم جبسے رک گئے ہو مسیحان بے سبب
چلتی نہین ہے نبض تمہارے علیل کی

کیجے جلی کٹی مین نہ اغیار کو شریک
اس جھگڑے مین نہ چاہیے شرکت وکیل کی

پیری مین عشق باز کو ملتا ہے لطفِ عشق
خوش ہوتی ہے سحر کو طبیعت علیل کی

دیتے ہین داغ دل کو بتِ آتشین عذار
کعبہ کو پھونکتے ہین دوہائی خلیل کی

باتین بنا کے غیرون نے کروا دیا بگاڑ
جب اوسنے رسم و راہ کی کوئی سبیل کی

سودائے زلف مین ہون یہ مست اے جنون
بیڑی ہو میری پاؤن مین زنجیر فیل کی

دلداری چاہیے دلِ بیمار کی تمھین
بہرِ ثواب کرتے ہین خدمت علیل کی

قاصد کی قدر کیون نکرون مین بھی باز بھی
تو قبر جا نہین سے سکتی جبرئیلؑ کی

ملتا نہ دل تو یار سے جھگڑے کا لطف تھا
کھولتی مقدمہ کو ہے سازش وکیل کی

دیدار عام ہوگا تو دیکھینگے حشر کو — سنتے ہین شکل نور کی ہے اوس جمیل کی
رکھتا نہین چھپا کے تہِ خاک مال و زر — ملتی ہے خاک مین یہ کمائی بخیل کی
وہ شمع رو پتنگ اوڑاتا ہے شاید آج — کچھ پیچ پڑ گیا ہے جو آنے مین ڈھیل کی
رہتا ہے دود آہِ دلِ زار سے سیاہ — کمرہ ہمارے رہنے کا کوٹھی ہے نیل کی
فقرے فریب شعبدہ دم لاکھون یاد ہین — حیلے سے خالی بات نہین اوس محیل کی
منہ موڑتے ہین بوسہ کے دینے مین بھی حسین — صورت سخی کی رکھتے ہین سیرت بخیل کی
دل مردمان سلائی ہو ہر دود آہ تر — تاثیر ہو جو الفتِ چشمِ کحیل کی
سیر اپنے آپ آئینہ سے ہو نہ تشنہ کام — ہوتی ہے دیکھنے ہی کو دولت بخیل کی
گلہاے داغ دل ہین مرے آیات گلشن — کیا بےخزان بہار ہے باغِ خلیل کی
دانے پہاڑ پر مجھے لے چل تو اے جنون — سودا ہے زلف یار مین خواہش ہے فیل کی
خط دیکھ کے میری سمت سے گر پڑیا پاؤن پر — قاصد تجھے قسم ہے سرِ جبرئیل کی

کس طرح گرویدہ ہون اشعار سب کے سب
دیکھین غزل جو حضرت آتش خلیل کی

وہ رشک گل جو نہین میرے پاس رہتا ہے — تو عیش باغ مین بھی دل اوداس رہتا ہے
امید وصل کہان مین کہان وہ شوخ کہان — دل ایک عمر سے پابند یاس رہتا ہے
سواد شام شبِ ہجر کا جب آتا ہے — سحر تلک مرے دل کو ہراس رہتا ہے
تمہاری زلف کا قیدی ہون کیون نہ غم ہو مجھے — دلِ اسیر ہمیشہ اوداس رہتا ہے
شبِ وصال مین کرتا ہون جب اوسے عریان تر — خدا کا خوف نہ بندون کا پاس رہتا ہے
جنون مین بھی یہی دشمن ملے کوئی او دیر لیجاے — جدھر وہ دشمنِ ہوش و حواس رہتا ہے

یہ بھی مین آتا ہے جاکر پکارون دیر مین
کوئی صنم بھی یہان حق شناس رہتا ہے

لگایا دل کہین بولے بربِ کعبہ خلیل
یہی سبب ہے جو چہرہ اوداس رہتا ہے

بیجرم سر پہ تیغ بتِ بیوفا لگی
بندے کے حق مین کوئی نہ بولا خدا لگی

سودائے زلف یار رہوا ہر بہار بن
پھر مجھ بلا نصیب کے پیچھے بلا لگی

اختر گواہ ہین شبِ تارِ فراق کے
سونا کہان کا آنکھ نہ دم بھر ذرا لگی

ترغیب ترکِ عشق یہ دیتا ہے تو مجھے
دل پر ترے یہ چوٹ نہین واعظا لگی

گل کی طرح سے پھولتے ہین آپ حسن پر
بارے تمہین بھی باغِ جہان کی ہوا لگی

سایہ نہ جنکا ہے نہ پری کی جھپیٹ ہے
مجھکو ہے عشقِ زلف سیہ کی بلا لگی

ہتکڑیان ہاتھون مین ہین ہمارے ستائیے
چھیڑینگے ہم بھی آپکو جسدن حنا لگی

گل کی طرح سے ہوتی ہے از خود قبا قبا
کیا اے جنون بہار کی مجھکو ہوا لگی

دیکھیگا روزِ حسن پُر آشوب یار اگر
سُن لینا چشم مہر مین اکدن ہوا لگی

زلفین سنواری جبسے مرا دل ہوا اسیر
پھانسی کہین بنی مری گردن مین آ لگی

کیونکر نہ آہ سے ہو سوا شورِ داغ عشق
آتش بہت بھڑکتی ہے جسدم ہوا لگی

پہونچا کنار یار تلک دل بہک بہک
ہوکر تباہ ناؤ یہ ساحل پہ جا لگی

اللہ ری صاف گوئی محبوب بیوفا
کہنے پر آگیا تو نہ رکھی ذرا لگی

ہم ہین خراب حال ترا کوسنا لگا
تو ہے فراغبال ہماری دعا لگی

ہوتی ہے پاؤن سے مرے اکسیر خاکِ راہ
دولت قدم سے ہے مرے لے دلربا لگی

طبعِ روان نے دانتون کا مضمون دیا مجھے
دریا سے ہاتھ سلکِ گہر بے بہا لگی

چشمون مین خاک اڑنے لگی میری آہ سے
تر چیز خشک ہوتی ہے جب دم ہوا لگی ژ

اوس بت کے دل مین آہ اثر کر گئی خلیل
کعبہ مین جا کے میری کمندِ رسا لگی ژ

خیر ہو دل کی الٰہی نگہِ یار پھری ژ
چشم جلاد پئے قتل گنہگار پھری

مین ہوا قتل نظر مجھسے مرے یار پھری
لے چھری ابرو نے گلے پر مرے خونخوار پھری

دودِ آہِ دلِ سوزان سے ہوئی خاک سیاہ
جب سفیدی مرے گھر ہجر مین آ کر پھری

جستجو دل کو رہی کوئی حسین لے مجکو
یہ وہ ہے جنس کہ جو پاسے خریدار پھری

دیکھیے کیا مری تقدیر دکھاتی ہے مجھے ژ
نظر آتی ہے نگاہِ بتِ عیار پھری

رال بوسہ پہ ملیحون کی ٹپکتی ہی رہی
اس نمک سے نہ طبیعت مری زنہار پھری

خار رسانی کی یہ قاصد کو سزا دی اوسنے
لاش بیکس کی گھسٹتی سرِ بازار پھری

عشق ابرو ہوا جب یاد مژہ مین بھولا
تیر سے بچ گیا تو حلق پہ تلوار پھری

کوئی گاہک نہوا میری وفاداری کا
جنس یہ ٹھوکرین کھاتی سرِ بازار پھری

گرمیون مین بھی دمِ سرد بھرا کرتا ہون
رُت نہ جاڑے کی کسی فصل مین زنہار پھری

باتون باتون مین لگا کر گئے رکاوٹ کا کلام
دیکھتے دیکھتے چشمِ بتِ عیار پھری

ناتوانون کی لڑائی کا مزہ دیکھین گے
دلِ بیمار سے ہے نرگسِ بیمار پھری

صورت گرد قدم ساتھ نچھوڑا مینے
بالکی شہر مین تیری جدھر اے یار پھری

دلِ عشاق کی کثرت تھی یہ اون زلفون میز
کنگھی مشاطہ سے بالون مین زنہار پھری

عشق یارون مین مری عشق کا سکہ بیٹھا
خوبرویون مین دُہائی تری اے یار پھری

کیون نہ بوسے کی ہوس مین رہے دلِ ناتوان و دل
رہتی ہے بھر غذا نیتِ بیمار پھری

مجھسا میکش نہین دنیا مین کوئی مہر شراب
رہن ہوتی ہوئی بازار مین دستار پھری

مین گیا عالم وحشت مین جدھر ساتھ مرے
غل مچاتی مری زنجیر گرانبار پھری

جبتلک وہ صنم رشک قمر تھا مہمان تو
کبھی آکر نہ مرے گھر مین شب تار پھری

رنگ اوڑا چہرے کا غش آگیا دہشت سے خلیل
مردنی منھ پہ مرے پیش در یار پھری

عمر گذری داغ دل اوس بت کو دکھلاتے ہوے
پھرتے ہین ہم اشرفی قلب پہ کھاتے ہوے

داغ دینے نزع مین آئے وہ جھنجلاتے ہوے
ساتھ عاشق کے یہ احسان ستم جاتے ہوے

آدمی کو رزق کی خواہش بہت دیتی ہے رنج
طفل بے دایہ کی شب کٹتی ہے چلاتے ہوے

یار سے عذر گنہ لازم ہے اے دل وقت نزع
بخشوا لیتے ہین لوگ اپنی خطا جاتے ہوے

شاعرون سے سنتے آئے ہین غلط ہے جھوٹ ہے
ایک بھی موے کمر دیکھا نہ بل کھاتے ہوے

داغ دل الفت مین کھانا غافلو اچھا نہین
چھالے پڑتے ہین غذا جلتی ہوئی کھاتے ہوے

پوچھتے ہو حال کیا مجھ ناکس کا ہجر مین
دردمندون کی بسر ہوتی ہے چلاتے ہوے

عقل زائل ہو گئی غمخوار ہے دل سے مری تو
ہو گیا دیوانہ دیوانے کو سمجھاتے ہوے

جب کشش کی جلوہ دیدار روے یار نے
آنکھ سے دیکھا ہے نیلے کو نگلتے ہوے

گر پڑے خورشید کا کھٹکا جنون مین مٹ گیا تو
داغ سودا اٹھ کے سر پر دھوپ مین چھاتے ہوے

جب سے دیکھین ہمنے زلفین یار کی درگاہ مین
مثل دامان علم پھرتے ہین لہراتے ہوے

جا کے نامے سجدہ کرتا ہون جب کہتے ہین وہ
لو مرے دمساز آئے پھیرین گاتے ہوے

غمزہ و ناز و ادا سے یار کے ڈرتا ہون مین
ان دو اندازون کو کیا لگتا ہے بھڑکاتے ہوے

بوسہ لینے مین کہان عاشق کو رہتا ہے لحاظ
شرم بھوکے کو نہین آتی بہت کھاتے ہوے

کام کیا نکلے گا داغِ دل سے جلنے کے سوا
کھوٹے پیسے کو نہیں دیکھا ہے کام آتے ہوئے

فصلِ گل میں کسطرح انگارے سے بچیے
جسنے توبہ کی اوسے دیکھا ہے پچھتاتے ہوئے

ایکدن دیکھا نہ تمکو گھر سے لے نورِ نظر
اشکِ عاشق کی طرح باہر نکل آتے ہوئے

آب و دانہ عشق گیسو میں رہا ہم پر حرام
مرگئے جھٹکے اسی زنجیر کے کھاتے ہوئے

رزق اپنا ہمنے سبھوکون کو کھلایا ای خلیل
عمر گذری اپنے مہمانون کا غم کھاتے ہوئے

دیکھی نہ وہ کمر ہوئی الفت جو نام سے
غائب میں ہو گیا نظرِ خاص و عام سے

کھٹکے ہزار ہا ہیں جہان میں قیام سے
اچھے رہے جو کر گئے کوچ اس مقام سے

کچھ انفعال چاہیے فعل حرام سے
اے بیخبر یہ بیخبری انتقام سے

الفت میں دل کو کیون نہ ستائے تمہاری نگہ
بادام کو جدا نہیں پاتے ہیں دام سے

بنت العنب سے کیون نہ ڈرین ہم کہ تمکو کیا
عورت نے کیسی کی ہے برائی امام سے

احسان کرین برا ہین نہ محشر میں گر مجھے
میں گوشہ گیر بھاگتا ہون ازدہام سے

کافر ہو جسنے شکل ہی دیکھی ہو یار کی
ہان عشق دل میں رکھتے ہیں الفت ہے نام کی

اے چرخ سب طرح کا تنزل قبول ہے
لیکن گرائیو نہ مجھے اوسکے بام سے

ہے بے حجاب عالمِ مستی میں روے یار
شمشیر آفتاب ہے باہر نیام سے

اول ہی شب سے وصل میں دھڑکا ہے ہجر کا
کھٹکا ہے دن میں صبح قیامت کا شام سے

طفلی میں مجکو عالمِ پیری کا رنج ہے
شبنم کی طرح صبح کو روتا ہون شام سے

اے محتسب نہ چشمِ حقارت سے دیکھنا
بو سے بہشت آتی ہے رندون کے جام سے

اہلِ کمال خلق میں ہوتا ہے ایک ایک
خالی زمانہ رہتا نہیں ہے امام سے

کیا انتہا سے حسن نے مغرور کر دیا ٭ نفرت کمال ہے اونہین عشق کے نام سے

آغاز عشق دیکھ کے بادام چشم یار ٭ ہم پختہ مغز ہو گئے سودائے خام سے

رک رک کے کوے یار مین کیونکر نہین چلون ٭ غافل نہین ہون حجِ حرم مین مقام سے

جاتی ہے آپ بام فلک پر نمازِ عشق ٭ کیا کام نزدبان قعود و قیام سے

حلقے سے شاعرون کے گیا چال سی خلیل
خالی ہوئی ہے محفل سبحہ امام سے

کیونکر ڈرون نہ اوسکے خطِ مشکفام سے ٭ یہ سوجتے ہین سیدون کو بہت رنج شام سے

اپنے دہن سے کم نہین ہم جانتے اوسے ٭ ہے ربط جبین نگین کو صنم سیب فام سے

موتی صدف کو لعل کیا سنگ کو عطا ٭ باقی رہا نکوئی مرے فیض عام سے

اونکو کیا خدا نے سلیمان ملک حسن ٭ چمکا ہے خوب بخت نگین اونکی نام سے

اسدرجہ عشق زلف کا مشتاق ہم ہوے ٭ نسبت قدِ خمیدہ کو ہے اپنے لام سے

ان بدزبانیون سے زبان کو سنبھالیے ٭ یہ تیغ بید ریغ نہ نکلے نیام سے ٭

اوس بت نے اپنے دل سے اوتارا نہین مجھے ٭ اللہ نے گرا دیا کعبے کے بام سے

اوس بت کی سنگ در پہ جبین سا ہو تو مٹے ٭ ٹیکا کلنک کا رخِ ماہِ تمام سے

اللہ ہی بچائے اسیری سے تو بچون ٭ صیاد دیکھتا ہے مجھے چشم دام سے

تشبیہ لب سے دی تو جلال اونکو آگیا ٭ سرخ آنکھین کر لین لعل بدخشان کے نام سے

اوٹھے تو فرش سے تو گئے آپ عرش تک ٭ کیا معجزہ ہوا یہ تمہاری خرام سے

روزِ فراق کم نہین بہرِ غم و الم ٭ عاشور کی سحر شبِ ماتم کی شام سے

روشن سواد زلف سے وہ رخ ملیح ہے ٭ سرخی شفق کی ہے یہ عیان رنگ شام سے

تو بھی عجیب مومنِ دیندار ہے خلیل
کعبہ مین بُت رہے نہ ترے اہتمام سے

چمن چمن یہ نسیم سحر پکار آئی
خزان نے کوچ کیا بلبلو بہار آئی

پیین شراب بہم فصل برگ و بار آئی
چلو چمن کی طرف میکشو بہار آئی

جو پیچ کرتی یہ وہ زلف مشکبار آئی
ختن مین ہند سے عاشق کو جا کے مار آئی

لبون تلک جو مری آہ پُر شرار آئی
ہوا ہے شور جہان مین سقر سے نار آئی

ترشپ ترشپ کے کیا قبر کو تہ و بالا
جو یادِ قامتِ بالا تہِ مزار آئی

اون ابروؤن سے جو خونریزیان ہوئین کی بینا
جہاد ہی کو جہان مین ہے ذوالفقار آئی

جنون تجھ آبلہ پا کو جو لے چلا سوے دشت
تو روکنے مجھے زنجیر خاردار آئی

ہزار مرتبہ موج آئی ٹھوکرین کھائین
نہ پاے کبک کو رفتار ناز یار آئی

اسیر کُنج قفس ہون سرور کیا مجھکو
مری بلا سے چمن مین اگر بہار آئی

وہ بد نصیب ہون دیکھی کبھی نہ صورت وصل
گیا جو ہجر کا دن شام انتظار آئی

خیال زلف مین طاؤس دل ہوا نالان
گھٹا سیاہ جو بالاے کُہسار آئی

ہوا نہ شمع کو اوس مہروش کے آگے فروغ
چراغ روز ہوئی جب حضور یار آئی

مآلِ کار یہ آغاز ہی مین روتے ہین
پسند عادتِ اطفال شیرخوار آئی

ہوا یقین مجھے تُرک نے زرہ پہنی
ہوا سے چشم پہ اوڑ کے جو زلفِ یار آئی

زبان دہن مین ہوئی مثل ماہیِ بریان
لبون تلک جو کبھی آہ شعلہ بار آئی

الم سے رنگ مرا فق ہے مثل رنگ سحر
الٰہی خیر ہو یہ شام انتظار آئی

برنگ برگ خزان عشق باز ہو گئے خراب
بہار گلشنِ حسنِ شباب یار آئی

کہا تھا کسنے ترے منہ مین خاک حیران ہون
لبون تک آہ جو آئی تو پر غبار آئی ؛

چراغ پا ہوا اوس شہسوار کا گھوڑا ؛
سواری اوسکی جو میری سرِ مزار آئی ؛

چمن مین رہ کے بھی غمِ ہجر سے رہا دل تنگ
صدائے خندۂ گل کان مین ہزار آئی ؛

وہ گل کترا اتھا مری گل رقیب کے ہمراہ
خزان کو ساتھ لیے باغ مین بہار آئی

ہوا نمود خط اون اینو لیے گالون پر
حلب کے چھیننے کو فوج زنگبار آئی

مزہ ملا جو لبِ تیغِ یار کو چوسا ؛
مین سمجھا منہ مین کہ گویا زبانِ یار آئی

ہوا خیال یہ مین منہ کا ایکدن پامال
جو ابر با مری چھپت سرِ مزار آئی ؛

شرابِ وصل کی شب بیکے ہو گئی عریان
حیا اونہین نہ مجھے شرم زینہار آئی ؛

ہوائے وصل نے بیموت مارا مجھکو خلیل
نظر جو صورت اجھی قضائے کار آئی ؛

اوس چشم نیلگون سے ہے خوف و خطر مجھے
فتنہ سے آسمان کے رہتا ہے ڈر مجھے

رکھے ہی سوز نزع مین آہِ جگر مجھے ؛
اس شمع نے کیا ہے چراغِ سحر مجھے

اوس مرتبہ بڑہین مرے دل کی کدورتین
مٹی کا ڈھیر جانتے ہین سب بشر مجھے

مردہ بنا دیا تھا شبِ ہجر یار نے
آبِ حیات ہو گیا نورِ سحر مجھے ؛

خار آنکھین کرکے یار پری رو نے دور سے
دل یون اوڑا لیا نہ ہوئی کچہ خبر مجھے

اندھا کیا ہے حسرتِ دیدار یار نے
شب کیسی دن کو بھی نہین آیا نظر مجھے

ٹوٹے طلسم قالبِ خاکی خدا کرے
لپٹی ہے بیطرح سے یہ گردِ سفر مجھے

مقصود آوے بازی کیا مہر و مہ بھی کام
اے آسمان دکھا نہ گلِ سیم و زر مجھے

ثابت ہوا عدم مین مجھے اوس کمر کا بھید
گم ہو کے لامکان کی ملی ہے خبر مجھے

جاؤن کنار یار تلک لوٹتا ہوا ؎ — دے اضطراب موج دل زار اگر مجھے
رکھا یہان نہ کچھ بھی شب وصل یار نے — یعنے دکھائی اوسنے دہان و کمر مجھے
مضمون تو سمجھتا ہے شاید وہ نکتہ فہم ؎ — حد سے زیادہ ہوتا ہے خوش باندھ کر مجھے
یاد آگئی جو آتش رخسار یار کی ؎ — لو ہو گئی چمن مین نسیم سحر مجھے
ہو یار کو جو قدر مرے رنگ زرد کی — سر پر بہائی صورت تعویذ زر مجھے
غیرت نے آئنہ جو دکھایا مآل کار ؎ — مردون کی قبر ہوگئین زندونکی گھر مجھے
خطاے گیا جو ہوگیا اوس بت کا شیفتہ — اپنا رقیب چاہتے ہین نامہ بر مجھے
جاری ہین اشک رخنۂ کشتی کی طرح سے — دریا مین کیا ڈبوئیگی یہ چشم تر مجھے
تیغ جفاے چرخ سے ہرگز نہین پناہ — خشت سر مزار نے دی ہے سپر مجھے
ذرد حنا کی طرح شب وصل یار نے — مٹھی مین لیکے اپنی دکھائی کمر مجھے
آیا جو یاد زانوے دلبر فراق مین — سنگ مزار ہوگیا بالین سر مجھے
عاشق ہون خال و زلف کا زیبا ہے شعلہ رو — تو عود کی طرح سے جلائے اگر مجھے
پرواز منحصر ہے مری دست غیر پر — بیکار مثل تیر ملے بال و پر مجھے
حصہ ازل کے دن جو بنا حسن و عشق کا — نور قمر ملا اوسے داغ قمر مجھے
جام شراب نوح کی کشتی سے کم نہین — طوفان بحر غم سے نہین کچھ خطر مجھے
کیون سنگسار کرتے ہین لڑکے بہار مین — یہ خام طبع سمجھے ہین پختہ ثمر مجھے
پیری مین داغ غم ہوا اک نونہال کا — ہنگام برگ ریز ملا ہے ثمر مجھے
آواز غیب ہے دہن یار کی صدا — آتا نہین جو وقت تکلم نظر مجھے ؎
خط کی طرح جبین یہ شکن ہی ملال سے — پیغام غم تو دے نہ کہین نامہ بر مجھے

کرنے دو کرتے ہین جو شرارت بتان ہند
مین بھی خلیل ہون نہین عرف خطر مجھے

آدمی ہی فیل ہے یا مور ہے
ہر کوئی رزقِ دہان گور ہے

یار کی خونریزیون کا شور ہے
خلق مرتی ہی دبا کا زور ہے

یار جاتا ہے ہین رو کون کس طرح
کچھ مرا عمر روان پر زور ہے

زلف سے دل کو اڑا لیتا ہے خط
چور کے گھر مین یہ گویا مور ہے

یون تو سب دلچسپ ہین ناز و ادا
پر تری گردن کا دور ادور ہے

دیکھین کیونکر آدم خاکی بتجھے
چشم تصویر گلی کی کور ہے

بحر عالم مین ملاحت کا تری
اب سمندر کی طرح سے تور ہے

اور بت رشک سلیمان کی کمر
سا ئیہ مژگان چشم مور ہے

ہر مریض نرگسِ بیمار یار
قابل دار الشفائے گور ہے

ہے دلِ پُر داغ کو سودا سخط
پائمال ان خوبیون کا مور ہے

یار گھر جائیگا مرجائینگے ہم
صبح کی نوبت پر اپنی بھور ہے

گوش و چشم یار سے کیا دون مثال
گوش گل کر چشم نرگس کور ہے

چھیننے مین دل کو رستم ہے وہ چشم
ناتوان مین پہلوان کا زور ہے

سیمتن محبوب جو چاہین کرین
دست زرین طرح کا زور ہے

بادشاہون کا بھی مٹجاتا ہی نام
بےنشان بہرام کی بھی گور ہے

قافیے موزون کیے سب ای خلیل
اور جو باقی ہے وہ آ خور ہے

کچھ شرارت سے نہیں دل ہی جلانے والے — آپ تو پانی میں ہیں آگ لگانے والے
نالۂ عشاق کے سنتے نہیں معشوق کبھی — کان بھر دیتے ہیں بے طور لگانے والے
اپنے پاؤں نہیں جاتا ہے کوئی مرنے کو — کام کرتے ہیں ترے کوچے میں جانے والے
حال بد پر مرے روتے ہیں بت شعلہ مزاج — چھینٹے دیتے ہیں مجھے آگ لگانے والے
گر کے جو شخص نظر سے ترے اے بت مر جائے — اوسکے تابوت پہ آئیں نہ اوٹھانے والے
یار سے عذر گنہ چاہیے اے دل دم نزع — بخشوا لیتے ہیں تقصیر کو جانے والے
غم نہیں آپ جو بیزار ہیں میرے دل سے — اس کبوتر کے ہزاروں ہیں بلانے والے
گالیاں دو نہیں ہم ہم نہ برا مانیں گے — زہر کو شہد سمجھ لیتے ہیں کھانے والے
نہ کھلا نالۂ زنجیر سے عقدہ مجھپر تو تو — قید آہن سے نکلجاتی ہیں جانے والے
موت آئی جو شب ہجر میں معلوم ہوا — بن بلائے بھی چلے آتے ہیں آنے والے
تیغ بے آب جو کہتے ہو سمجھتا ہوں میں جو — تم لگی کو نہیں بندے کی بجھانے والے
دیکھ لو آنکھ نہ جھپکے گی نقاب اولٹو تو — ہم تو خورشید سے ہیں آنکھ لڑانے والے
شاید آتی ہے نظر صورت انجام اونکو — بیشتر روتے ہیں سرمے کے لگانے والے
ہنسکے ہیں دیکھ کے اوسکو مرے ناصح کچھ تو — منہ کی کھانے لگے باتوں کے بنانے والے
ہر قدم پر مجھے پامال کیا کرتے ہیں تو — پائنچے تھام کے انداز سے جانے والے
صرفہ کھانے میں کلیجے کے کریں کیا غم عشق — مفت کے مال کو چکھ جاتے ہیں کھانے والے
گرم اشکوں سے جلاتے ہیں مجھے دیدۂ تر — آگ دن رات لگاتے ہیں بجھانے والے
کبک و طاؤس سکھائینگے تمھیں کیا رفتار — آپ تو ہنس کو ہیں چال بتانے والے
موت کا خوف ہے کسکو ملک الموت تو آئے — ہم تو سر پر ہیں کفن باندھ کے جانے والے

دل نہ دینا کسی خوش قد کو زمانے مین خلیل
گھات مین پھرتے ہین چھلبلے یہ چڑھانیوالے

مانع ہے رشک دید کا گو اشتیاق ہے
آنکھون سے دیکھنا دل مضطر کو شاق ہے

دکھلاکے آئے ہنس رُخِ رنگین کو جبسے تم
اے رشکِ باغ بلبل و گل مین نفاق ہے

مرتے ہین شوق دید مین تشریف لائیے
آنکھون کو دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے

جب کھل گئی لپٹ گئے پروانے آنکر
کیا شمع کو وہ طور مری یار ساق ہے

اے بادشاہِ حسن کرم کیجیے ادھر
نظارے کا فقیر کو بھی اشتیاق ہے

حیرت حجاب دیدۂ تر مین ہے وہ صنم
غفلت سے عین وصل مین رنجِ فراق ہے

پیغمبر جمال حسینون مین آپ ہین
گلگون صبا خرام تمہارا بُراق ہے

کھاتے ہین غم کو پیتے ہین خون دل و جگر
جسکو جہان مین کچھ بھی سخن کا مذاق ہے

دنیا سے رسم مہر و محبت کی اوٹھ گئی
کم اتفاق ہے تو بہت سا نفاق ہے

ہے اضطراب وصل کی شب مین شام سے
آنکھون تلے سپیدۂ صبح فراق ہے

خورشید دن کو شب کو نکلتا ہے ماہتاب
ان خوبصورتون مین بھی کتنا نفاق ہے

حسرت ہی یہ رہی کبھی پوچھا نہ یار نے
کسواسطے یہ سوکھ کے اسدرجہ قاق ہے

پھیلائے کس امید یہ ہاتھ اسکے سامنے
نعمت سے آسمان کا خالی طباق ہے

لاشہ پہ میرے بہرِ زیارت ہے جمع خلق
کیا زخم تیغ یار بھی کعبہ کا طاق ہے

عاشق ہین پاک دید سے مطلب ہے یار کے
کچھ وصل کی خوشی ہے نہ رنجِ فراق ہے

دنیا سے اے خلیل کنارہ ہی خوب ہے
یہ زن مدام قابلِ ترک و طلاق ہے

عشق گیسوے بتان قہرِ خدا ہوتا ہے
شاہ اس پیچ مین آئے تو گدا ہوتا ہے

اونگلیان اپنی ڈبوتا ہے لہو مین قاتل
خون شہیدون کا بھی انگشت نما ہوتا ہے

ہے شہادت سے جو منظورِ سعادت مجکو
سایۂ تیغ مجھے ظلِ ہما ہوتا ہے ؎

جوشِ گریہ سے نکلتی ہے کدورت دل کی
آبِ دریا سے یہ آئینہ صفا ہوتا ہے

تیرے زلفون کے گرفتار کا اے غیرتِ ماہ
شبِ تاریک مین احوال بُرا ہوتا ہے

تیرے آگے سے گذرتا ہے جو او صید فگن
تیر کی طرح روان روبقضا ہوتا ہے

رہنما عقل کو کسطرح نہ زاہد سمجھے ؎
خضرِ رہ کور کو سچ ہے کہ عصا ہوتا ہے

ملتا ہے فقر مین یہ رتبۂ شاہی غافل
تاج رکھتا ہے وہ سر پہ جو گدا ہوتا ہے

تا دمِ مرگ نہ چھوڑے گا یہ بیمار قدم ؎
لاکھ پرہیز کرین آپ تو کیا ہوتا ہے ؎

ہون وہ دیوانہ جو صحرا کو نکلجاتا ہون ؎
مجھسے سایہ مرا وحشت مین جدا ہوتا ہے

ہے وہ محرابِ خمِ تیغ ستمگر جس مین
سجدۂ شکر شہیدون کا ادا ہوتا ہے

دولتِ وصل کی کرتا ہے تمنا دلِ زار
بادشاہی کا طلبگار گدا ہوتا ہے ؎

مرضِ ہجر کی تکلیف سے پاتے ہین نجات
دردمندون کو ترا وصل دوا ہوتا ہے

جبر سے جیسے ادا کرتا ہے لیکر کوئی قرض
اس طرح ہمسے ترا فرض ادا ہوتا ہے

چھپ نہین سکتی ہے تابندگیِ برقِ جمال
لاکھ پردون مین چھپین آپ تو کیا ہوتا ہے

جلوۂ رنگ طلائی سے ترے اے محبوب
تار سونے کا ہر اک تارِ قبا ہوتا ہے

کیا عجب گر سے ابرو رخِ مژگان ہے ترا
قبلہ رو دستِ عبادت بدعا ہوتا ہے

اے شہ حسن اُسے کیا تیری قبا سے نسبت
جامۂ غنچۂ گل دلقِ گدا ہوتا ہے ؎

دود آتشکدۂ حسن سے ہوتا ہے بلند
خط نہین رخ پہ ترے جلوہ نما ہوتا ہے

اپنی عریانی ہی آزاد کو رہتی ہے پسند
سرو باغی نہین محتاج قبا ہوتا ہے

کچھ بھی کم ہووے کدورت تو کرے دل بالی
بولتا ہی نہین جب شیشہ بھرا ہوتا ہے

لخت دل آہ مین ہوتا ہے تو کرتی ہے اثر
ہو نہ پیکان تو ضرب تیر سے کیا ہوتا ہے

کر دیا عشق خط یار نے یہ زار خلیل
تن مرا مور کا خار کف پا ہوتا ہے

رخ حبیب کے اوپر اگر نقاب نہووے
بشر تو کیا ہے ملک کو نظر کی تاب نہووے

بتون کے گیسو سے پر خم کا مجکو ہے سودا
دھوین سے آہ کے کس طرح پیچ و تاب نہووے

مدام رہتا ہون آوارہ مجسے گل کی طرح سے
کوئی جہان مین یون خانمان خراب نہووے

وہ رند ہون جو نہو مے بہوین مین صحن جگر تو
جلاؤن آگ سے دل کو اگر کباب نہووے

شب وصال خدا سے یہی دعا ہے مری
طلوع صبح قیامت تک آفتاب نہووے

قرار کی نہین زنہار ناصحا صورت
مجال ہے دل عاشق کو اضطراب نہووے

وہ رند مست سبو کش ہون مین کہ صورت مینا
کبھی نہ بولون اگر طاقت شراب نہووے

تڑپ تڑپ کے کیا تار تار بالش و بستر
کسیکو ہجر مین اتنا بھی اضطراب نہووے

حذر کر آہ جہانسوز سے تو اوسکی ستمگر
تمام عمر جو مطلب یہ کامیاب نہووے

ملایا خاک مین بے پردگی نے غیرت گل کو
کمال حسن کا ہے عیب اگر حجاب نہووے

سوائے لطف مین اوس بت کے جو اوٹھاتا ہون صدمے
الٰہی میت کافر پہ وہ عذاب نہووے

صدائے قلقل مینا ہو شور زاغ سے بدتر
جو اپنے دورے مین رشک آفتاب نہووے

تمام خلق اوسے دیکھتی ہے وقت سواری
ہلال عید کہین یار کی رکاب نہووے

نقاب اولٹ کے نہ جبر سے پی شراب ہی مایہ
کباب آتش رخ سے بط شراب نہووے

نہوئے موت سے گر قطع امید وصل صنم کی ۔ کسی بشر کو دمِ نزع اضطراب نہوے

بڑھا کے کہتے ہین ہر دم مرے فسانۂ غم کو ۔ یقین نہین کہ مرا واقعہ کتاب نہوے

چڑھے جو گھات پہ وہ ماہ آتشی بوسے لبون اوسکی ۔ ستارہ ہائے فلک پر کہین حساب نہوے

بہت ہوا ہے دھوان شعلہ رنگ حنا کا تو ۔ تمہارے ہاتھ کی مچھلی کوئی کباب نہوے

مین وہ ہون شاعرِ معجز بیان خلیل ہرگز
کلیم سے بھی غزل کا مری جواب نہوے

نہین بے لخت دل منہ سے کوئی نالہ نکلتا ہے ۔ پر یاقوت جب لگتے ہین تب یہ تیر چلتا ہے

بہت گستاخ ہونا یار سے اچھا نہین اے دل ۔ وہ گرتا ہے مثل ہے دوڑ کے جو شخص چلتا ہے

وہان بے اعتنائی دل یہان جامہ سے باہر ہے ۔ بلا مین ہون نہ اوس پر بس اسیر زور چلتا ہے

شرارِ آہ سے ہے گلخن حمام گھر اپنا ۔ بدن احباب کا گرمی سے دیوارونکی جلتا ہے

الٰہی خیر کیجو ہجر کا دھڑکا قیامت ہے ۔ ابھی سے دل مرا سینہ مین دو دو ہاتھ اوچھلتا ہے

ہمیشہ چاند سا مکھڑا ہی دو زلفون کے دور مین ۔ وگرنہ تیرے دن ماہ عقرب سے نکلتا ہے

دل بے عشق کا گاہک کوئی ہووے حسین کیونکر ۔ کہین بازار الفت مین بھی کھوٹا دام چلتا ہے

نہالِ عشق کی نشو و نما اے دل قیامت ہے ۔ ثمر لاتا ہے غم کا جس گھڑی یہ نخل پھلتا ہے

نہین کچھ غم وہی افتادگی مین ہوگا حامی ۔ کہ جسکے نام سے گرتا ہوا انسان سنبھلتا ہے

روان آنکھون سے ہین آنسو بلند آہین ہین علی ان اے دل ۔ نشان اوٹھتے ہین جب لشکر کسی جانب کو چلتا ہے

زیادہ اس سے کیا ہووے گا اعجازِ مسیحائی ۔ گلی مین اوسکی مردہ اوٹھ کے اپنے پاؤن چلتا ہے

فنا ہونا فلک کے ہاتھ سے انجام ہے سب کا ۔ اسی گرگِ کہن کیواسطے ہر طفل پلتا ہے

بیان کرتا ہون جب حسن و صفائی یار کا عالم ۔ سخن نوکِ زبان پر بات کرنے مین پھسلتا ہے

کسی سے ذکر جب سنتا ہون ای جانِ جہان تیرا
اجل ہے منکر اعجاز دکھلاوے مسیحائی ۞

کلیجہ مُنہ کو آجاتا ہے دل کو کوئی ملتا ہے ۞
مسیحائی خبر دم تیرے بیمارون کا چلتا ہے

بھڑکتی آگ ہے گلہاے داغِ عشق سے دل مین
خلیل اب آتشِ گلزار کی گرمی سے جلتا ہے

غم زیرِ چرخ دل کو جو ہو کیا بعید ہے
ملتے ہین لوگ تم بھی ملو روز عید ہے
آمادۂ بلا ہے جو مشتاقِ دید ہے ۞
انسان مین حسن پھول مین بو نور مہر مین
محشر کے روز اوٹھے گا یقین ہی وہ سُرخرو
نیلم ہے خال لعل ہین لب دانت ہین گہر
اے غیرتِ مسیح جو اعجازِ حسن ہے
کہتے ہین سرفراز ترے پائمال کو ۞
نقشِ قدم ہین یار ترے رشکِ مہر و ماہ
ہوتا ہے یار عالمِ ہستی مین بے حجاب
حیران ہون طالبِ مرد معشوق جو نہین
ناسور داغ دل مجھے دونو عزیز ہین ۞
عشق ثمرہ ہے درد نتیجہ دل کا پوچھیے
آغازِ خطِ نو ہے رخِ سبز یار پر
ہے نقش دل پہ خال رخِ یار کی بنا ۞

بیدار کے قید خانہ مین ایذا شدید ہے
تم دور بھاگتے ہو نہایت بعید ہے
چشمِ سیاہ یار کا فتنہ مُرید ہے
جلوے عیان ہین یار کے خود ناپدید ہے
شمشیرِ ناز کا جو تمہاری شہید ہے
دیدار تیرا کانِ جواہر کی دید ہے
تصویر تیری بول اوٹھے کیا بعید ہے
جو تیری راہ مین ہوا کشتہ شہید ہے
ہو جاے آسمان زمین کیا بعید ہے
موجِ شراب قفلِ حیا کی کلید ہے
ماہِ صیام مین او نہین کیون شفق عید ہے
وہ مونسِ کہن یہ رفیقِ جدید ہے ۞
اس آبلہ مین خار کے ایذا شدید ہے
کیا اعتبار خطِ معافی جدید ہے ۞
کندہ ہوئی نگین یہ دعائے حدید ہے

شہرہ ہوا ہے یہ ترے حسن و جمال کا ؏ — اندھون کے دل کو یار ترا شوق دید ہے

مجھ پر بال زلف پریشان ہے اے خلیل
ہو انتشار عقل مین تو کیا بعید ہے

خلقت یار ہوئی خلق خدا سے پہلے — نور اوس ماہ کا تھا ارض و سما سے پہلے
حشر کے روز خدا سے یہ کہونگا پہلے — خون عشاق کی پرسش ہو حنا سے پہلے
مے کے پینے کا ارادہ کرو بیٹھے مری ساتھ — بیحجابی کو تو رخصت ہو حیا سے پہلے ؏
دشت پر خار مین پھر وحشت دل تو ٹھہرا — پارہ پارہ ہون دل و جان کف پا سے پہلے
منعم و فقر یہ درگاہ خدا مین ہے عزیز — خلد مین جائینگے مفلس اُمرا سے پہلے
اب تو شمشیر ادا سے ترے مرتے ہین فنا — مرتے ہو دینگے بشر تیغ قضا سے پہلے
آئے ہو دو نسخہ اتم عمل بد کی مری — حشر برپا نکرو روز جزا سے پہلے
یار اگر حسن سے اعجاز مسیحا دکھلاے — جی اوٹھین لوگ مرے ہین جو قضا سے پہلے
ہے خدا سے اگر امید اجابت غافل ؏ — تصفیہ قلب کا لازم ہے دعا سے پہلے
طفل روتے ہین جو ہستی مین عدم سے آکر — رنج ہوتا ہے نئی آب و ہوا سے پہلے
خاکساری مین قدم جو کوئی اپنا مارے — سیکھلے عجز کو نقش کف پا سے پہلے
بعد معشوق ہوا خلقت عاشق کا ظہور — کعبہ تعمیر ہوا قبلہ نما سے پہلے ؏
اب ہوے سیکڑون خون یار کا ٹوٹا جو حجاب — ہے ادا خنجر بے آب حنا سے پہلے
پی کے مے بعد شگفتہ ہوے وہ گل کی طرح — صورت غنچہ رہے تنگ جفا سے پہلے
طاعت حکم بتان چھوڑ کہ بدعہدی ہے — وعدہ اے روح کیا ہے یہ خدا سے پہلے
دل کی گاہک ہے ہر اک طرز تری اے خوشرو — ناز کہتا ہے کہ لے بھاگ ادا سے پہلے

بھلا دنیا مین نہو گا کوئی مشتاق وصال
قبر تیار رہی میری قضا سے پہلے

شہید عشق ہین پھر کرتے ہین یہ قتل خلیل
خونبہا لیتے ہین قاتل شہدا سے پہلے

رحم آیا دل مین سنکر اوس بت بے پیر کے
نالۂ جانسوز قاتل ہین تری تاثیر کے

یار کے ابرو کی افشان سے ہے یان دلبستگی
صید ہین ہم دام موج جوہر شمشیر کے

وا رہی رنگ طلائی اوسکا جب کھینچی بشر
بن گئی بار طلا مو خامۂ تصویر کے

جوش سودا مین جو تھا اوس سروقامت کا خیال
طوق قمری بنگئی حلقہ مری زنجیر کے

راستی مژگان کی واہ اللہ ری ابرو کا خم
اس کمان کے صدقے دل قربان جگر اس تیر کے

بل نکالے یار نے گیسو کے اپنے ہاتھ سے
پنجۂ خورشید سے حلقے کھلے زنجیر کے

رکھ کے منہ رویا جو زلف یار پر بل کھل گئے
موج دریا نے جدا حلقے کیے زنجیر کے

راست بازون کو فریب و پیچ نہ دشمن سے کبھی
توڑتے دیکھا نہین صیاد کو پر تیر کے

تھک گیا ہون تا کجا آوارہ گردی ہی جنون
پاؤن ہین مشتاق سیر کوچۂ زنجیر کے

خط روی یار کی تعریف لکھتے ہین خلیل
ہم مفسر ہین کلام اللہ کی تفسیر کے

کسب کمال گر ہم مثل ہلال کرتے
پہلو سے اپنے پیدا ہم بھی کمال کرتے

وصل بتان کا کیونکر دل مین خیال کرتے
اللہ سے طلب کیا امر محال کرتے

مستی چشم دل پر تاثیر اگر دکھاتے
قاضی و محتسب سے رندون مین جدال کرتے

بے پردہ برق حسن دلبر کے ہین جو مشتاق
رویت کا ہین خدا کے دل مین خیال کرتے

گر ضبط غم نکرتے فرقت مین ہم تمہاری
جو دیکھتا وہ روتا اپنا یہ حال کرتے

بوسہ جو آپ دیتے پھر کیون بگاڑ رہتا
مشکل نہ تھا یہ جھگڑا اگر انفصال کرتے

خارِ غمِ بتان سے روتے اگر لہو ہم
مثلِ رگِ گلِ تر مژگان کو لال کرتے

جب سے دوئی کا پردہ دل نے اوٹھا دیا ہے
خود ہی ہین جواب دیتے خود ہین سوال کرتے

حسرت ہی شاد کرتے دکھلا کے عکسِ دندان
آبِ گہر سے زایل گردِ ملال کرتے

غم سے خلیل خستہ مٹی مین ملگئے ہم
وہ خاک تھے نہین کچھ دل مین خیال کرتے

بسکہ حیرانِ جمالِ بتِ مہنوش رہے
برسون پابندِ لبِ جام کی خاموش رہے

اس توقع پہ کرے قتل وہ خورشید لقا
صبح کی طرح سے ہم روز کفن پوش رہے

بوالہوس تھی جسنے بُلایا ہمین نے کی صورت
ہوا جب کوئی ہمساز تو خاموش رہے

چشمِ فتان یہ رہی زلفِ مسلسل اے یار
ترکِ خونریز کو لازم ہی زرہ پوش رہے

مرتے مرتے رہے سرگرمِ فغان صورتِ نے
دم شماری رہی جبتک کہ نہ خاموش رہے

زندگی موت سے بدتر ہے یہ ای حضرتِ خضر
لطف کیا جینے کا دنیا سے جو روپوش رہے

جب مین چلاتا ہون در پر تو یہ فرماتے ہین
وقت سونے کا ہے کہدو اسے خاموش رہے

شرط مین ہار دیا دل کو عجب کیا اے یار
ہوش یان گم ہین کسے یاد فراموش رہے

دور کر عالمِ ہستی مین نہ لپٹے مجھسے
پی کے مے حال یہ ہم اے بتِ مہنوش رہے

عیب ہے صورتِ شفاف کو ای یار حجاب
نہ کبھی آئنہ ... پوش رہے

صورتِ مردمکِ چشم رہے آنکھون مین
پر نظر سے وہ ہمیشہ مری روپوش رہے

سبب قتل ہے عریانیِ محبوب مرے
میرا مردہ بھی یقین ہے کہ کفن پوش رہے

جلوہ یار نہ تھا ورنہ بیہوشی تھی
دیر تک ایک نظر دیکھ کے بیہوش رہے

کچھ نہ دیکھا نہ سنا باغ جہان مین ہمنے | چشم نرگس کی طرح صورت گل گوش رہے
بولنے سے چمن دہر مین رسوائی ہے | بو نہ پھولی دہن غنچہ جو خاموش رہے
مہر سے پہلو کو وہ شاید کہ شگفتہ سمجھے ؟ | تنگ ہوتے رہے جبتک کہ ہم آغوش رہے
دم کرے ضبط کا دعوی کہ جو سوسن کی طرح | سو زبان ہونے پہ گویا نہ ہو خاموش رہے

دل کے ماتم مین ہوئی عمر بسر اپنی خلیل
کعبہ کی طرح سے ہم روز سیہ پوش رہے

رند ہون لطف بہار زندگانی چاہیے | ابر ہو روزی شراب ارغوانی چاہیے
خشک لب پر چشم رنگ زعفرانی چاہیے | کچھ تو عشق حسن کی اے دل نشانی چاہیے
منہ کو غیرون سے چھپانا یار جانی چاہیے | روشناسون سے نہ اتنی لنترانی چاہیے
سرخروئی ہے اگر مد نظر اے چشم تر | زخم کے مانند مشق خون فشانی چاہیے
جنبش ابرو تکلم مین رہی اے شاہ حسن | حکمرانی کے لیے شمشیر رانی چاہیے
ختم ہے گر اعمل مکان مے کا .. ان ہی فصل گل | سبز مینا مین شراب ارغوانی چاہیے
روسیہ ہے تو عبث دیکھیں اگر تجھکو کہین | لیلی کو ناقے کی تیری ساربانی چاہیے
بند رکھے تا نہ دیکھے جلوہ روی حبیب | آنکھ سے عاشق کی اتنی بدگمانی چاہیے
باغ مین رخسار رنگین سے اولٹے ہو نقاب | گل بھی شبنم کی طرح ہو پانی پانی چاہیے
کھول دے خشت سر خم ساقیا آئی بہار | اندنون ہو میکشون کی [illegible] چاہیے
آب خنجر بھی نہ ٹپکائے گلے مین ہے یقین | تشنگی مین گر کھون قاتل سے پانی چاہیے
صحبت عشق بتان پیری مین اب دل چھوڑ دے | اس مشقت کے لیے زور جوانی چاہیے
روکنے سے باغبان کے بوے گل رکتی نہین | روح کی انسان کو کیا پاسبانی چاہیے

گر بلند اپنا ہو دودِ آہِ سوزاں اے خلیل
دیدۂ خورشید میں بھر آئے پانی چاہیے

جوششِ اشک سے کیونکر تفِ دل کم ہو جائے — سرد کیا قطرۂ شبنم سے جہنم ہو جائے
کور ہو جلوۂ دیدار جو دیکھے تیرا ش — گنگ ہو وہ جو تری راز سے محرم ہو جائے
خاکساری میں ہے حسنِ رخِ یوسف کا اثر — ہوئے جو ہر تو عزیزِ دلِ عالم ہو جائے
بڑھ گیا حد سے سوا ضبط کہا تنگ کیجئے — یا خدا سلسلۂ مہرِ بتاں کم ہو جائے
یہ تفِ زخمِ دروں ہے کہ جو سایہ بھی پڑ جائے — زرد رو رخ دہن حقۂ مرہم ہو جائے
ناتوانی نے کیا ہے مجھے مانندِ حباب — سانس بھی منہ سے جو نکلے تو فنا دم ہو جائے
۰۰۰۰ رخ کی صفا بڑھ گئی جب زلفِ صنم — شب نہ یا ہو تو کسطرح نہ دن کم ہو جائے
قدِ خمیدہ ہو تو نالا ہو رسا تا گردوں ث — تیر لیکر سے جسدر جہ کماں خم ہو جائے
وحشتِ چشمِ سیہ کا ترے مردم ہے سبب — دیکھے انسان کو تو آہو کی سوا رم ہو جائے
جائے وہ گورِ غریباں پہ اگر حال یہ ہو ث — رشک اک عالمِ ارواح میں باہم ہو جائے
خرمنِ ماہ پہ جلوہ سے گرادے بجلی — شب کو بے پردہ جو وہ قاتلِ عالم ہو جائے
چھوڑ دینا نہ سرِ زلف رسا مشاطہ — کمرِ یار ہے نازک نہ کہیں خم ہو جائے
نظر آنے لگی نیرنگ جہاں اے ساقی — دُردِ جام کی تیری جو پئے جم ہو جائے
گرم ہو آتشِ رخسار جو گلشن میں ترے — آبلۂ گل پہ ہر اک دانۂ شبنم ہو جائے
ہو گئی ہے مرضِ ہجر سے اولٹی تقدیر ث — نوشدارو بھی کھلاویں تو مجھے سم ہو جائے
میٹھے لب سے ترے کیوں نہ ہو مجلس حیراں — دیکھتے دیکھتے یاقوت جو نیلم ہو جائے
ہوش اڑ جائے تری نازک کمری چیتی کی — گردشِ چشم سے آہو کا فنا دم ہو جائے

ہے ضعیفون ہی سے جمعیت اربابِ صفا
عقدِ گوہر کے جو رشتہ نہو برہم ہو جاسے

دیگر

پھر دمِ ہجر کا تبون کی جو خیال آتا ہے
رنگ رخسار سے کافور سا اوڑ جاتا ہے

جب سے دیکھا ہے تجھے گھر سے طبیعت ہوا وچاٹ
خود بخود دل ترے کوچہ کو لیے جاتا ہے

داغ دے جاتی ہے برسات مین بے یار گھٹا
ابرِ تر آگ کلیجے کو لگا جاتا ہے

حال پرسان کوئی بیمارِ محبت کا نہین
ہان دمِ بازپسین پیک اجل آتا ہے

حسن سے عشق پہ گو تو ہو ولیکن ترے پاس
مین نہین جاتا ہون نالہ تو مرا جاتا ہے

ناصحا منع نکر جامہ دری سے مجھکو
ہے وہ دیوانہ جو دیوانے کو سمجھاتا ہے

قاصدا شک کہون نامہ برون کو اپنے
لیکے خط جاتا ہے جو پھر کے نہین آتا ہے

کشتہ بد مزگیِ بتِ سفاک ہون مین
ہڈیون کو مری کتا بھی نہین کھاتا ہے

خالِ رخ سے یہ اشارہ ہے تری کاکل کا
لاکھ دانا ہو پھر اس دام مین آجاتا ہے

پوچھتا ہے جو کوئی حالتِ دردِ دلِ زار
اشک بے ساختہ آنکھون سے نکل آتا ہے

یادِ چشمِ سیہِ یار مین ہے دل نالان
شیر آہو کے لیے دشت مین چلاتا ہے

ایڑیان ہجر مین رگڑین نخبر یار نے لی
کہتے ہین دوست تجھے وقت مین کام آتا ہے

یون بدلتے ترے عاشق کے ہین پوشاک احباب
کوئی جسطرح کفن مردے کو پہناتا ہے

قتل کرنا مرا جو مدِ نظر ہے اوسکو
خون مجھے دیکھکے آنکھون مین اوتر آتا ہے

رنگ چمکاتی ہے چہرے کا تری زلفِ سیاہ
کافر آتشکدہ حسن کو بھڑکاتا ہے

دیگر

پھر گیا وصل کا دن پھر شبِ فرقت آئی
دل ڈراتا تھا مین جس سے وہی آفت آئی

سجدۂ شکر کرون پاک ہو جھگڑا یہ بھی
آرزو ہے کوئی کہدے کہ قیامت آئی

صورتِ شمع تپِ غم سے مرا دل ہے گداز
موت آئی جو شبِ ہجر مین رقت آئی

دہوم سنتے ہین ہے آج آتی ہے کل آتی ہے
قامتِ یار کے آگے نہ قیامت آئی

بوسہاے لبِ دندان سے طبیعت ٹھہری
دُرِ ناسفتہ و یاقوت سے طاقت آئی

نہ کھنچی یار کی بہزاد سے تصویر کبھی
ہوش جاتے رہے جب ذہن مین صورت آئی

یار کے خوف سے دل کھول کے مین رو نہ سکا
پی گیا اشکون کو آنکھون مین جو رقت آئی

ہو گیا وصلِ بتِ سیم بدن قسمت سے
دن پھرے ہاتھ تہیدست کے دولت آئی

سوزِ دل پر مرے تم اشک بہاتے کیونکر
مرثیہ پر نہ کبھی آپکو رقت آئی

شمع رو یار سے پروانے کی صورت جاکر
نوبتِ گرمیِ ہنگامۂ صحبت آئی

مجھ مریضِ تپِ فرقت کی خبر لیتا کون
لاکھ غمزون سے اجل بہرِ عیادت آئی

بسکہ لاغر تھا نہ اک قطرۂ خون بھی نکلا
ذبح کرکے مجھے صیاد کو رقت آئی

دل ستانی مین کڑے کیون نہون تیور اُنکے
لوٹنے وقت کہان ٹھگ کو مروت آئی

گلعذارانِ جہان سب گلِ قالین ہین خلیل
ایک سے بھی نہ کبھی بوے محبت آئی

دل اگر جلوۂ معشوق کی منزل ہو جاے
اسی محمل سے عیان صاحبِ محمل ہو جاے

عشق ہو حسنِ بتان سے تو کلیجہ پکجاے
روگ لگجاے یہ پتھر کو بھی تو سل ہو جاے

تم وہ نازک ہو جو آنکھون سے کرو دل مین گذر
راہ اتنی بھی کڑی کوسون کی منزل ہو جاے

بوسہ دینے مین نہ انکار کرو اے شہِ حسن
بددعا کرتا ہے مایوس جو سائل ہو جاے

چشمِ دیدار طلب دیدے ہوتے نہین سیر
حرص جاے نہ تونگر بھی جو سائل ہو جاے

داغ دل میں عبث ہوں جو غم و درد ہوں
شمع بیکار ہے برخاست جو محفل ہو جائے

قیس کی روح بھی دیکھی مری وحشت تو کہے
اتنی بھی عقل انسان کی زائل ہو جائے

الفت خنجر ابرو کی اوٹھاؤں سختی تو
یار کی تیغ کی منہ کی جو کڑا دل ہو جائے

اضطراب دل عاشق کا ہے انجام فنا
کم بقا زندگیے طائر بسمل ہو جائے

طے یہ ہو مرحلۂ عمر تو راحت ہو نصیب
دور ہو رنج سفر قطع جو منزل ہو جائے

تم ہم آغوش اگر ہو طپش دل نہ رہے
موج گم جا کے تہ دامن ساحل ہو جائے

طالب بوسہ پہ نظر دن سے گرایا اوسنے
سچ ہے بیقدر ہو انسان جو سائل ہو جائے

ہوں وہ غم دوست کہ اللہ سے کرتا ہوں دعا
تن مرا مثل صنوبر ہمہ تن دل ہو جائے

دل پر درد کی میری نہ خبر یار نے لی
دوست دشمن ہے جو ہمسایہ سے غافل ہو جائے

گر کے پاؤں پہ ترے نالے کروں گا لے یار
سجدہ بے ذکر کرے جو کوئی باطل ہو جائے

حلقۂ پیر مغاں میں یہ دعا کرتا ہوں
یا الٰہی یہ کہیں دور نہ باطل ہو جائے

کیجیے داغ دل عاشق شیدا کو قبول
درہم مہر بھی تحویل میں داخل ہو جائے

مطلع یار یہ کیا عشق میں دی جان از خود
لے دیت کس سے وہ آپ اپنا جو قاتل ہو جائے

یار کی یاد نہ بھولوں کسی حالت میں خلیل
ہے وہ مردود جو اللہ سے غافل ہو جائے

عید کے دن سے جدا ہوں اوس ہی تمثال سے
میرے گھر میں ہے محرم غرۂ شوال سے

عشق ہے مجھے میان یار مہ تمثال سے
دوستو وابستہ ہے اپنی رگ جان بال سے

روح کو ہوتی ہے تسکین بوسہ ہائے خال سے
گر میں دل کیجیے لیے کافور ہیں یہ فال سے

آپ کی دلبستگی اون گیسوں کے جال سے
خود پھنسا ہوں اس بلا میں شامت اعمال سے

اوڑ گیا ہے رنگ خجلت سے بلایا ہے اگر
زرد لوٹا ہمرکا اوسکی سنہری شال سے

گلشن فردوس کی گلکاریونسے ہے بہار نو
چار باغ اے یار نادم ہے ترے رومال سے

صاف آتی ہے نظر توشک کی چادر چاندنی
ہوگیا ہے چاند گل تکیہ تمہارے گال سے

صدمۂ فرقت سے بچنے کی نہین اب کوئی شکل
ٹکڑے ٹکڑے استخوان ہین قرعۂ رمال سے

عشق مین چاہِ ذقن کے یاد گیسو بھی رہے
ڈوبنے کا ڈر نہین ہوتا کوین مین جال سے

سوز غم سے نام ہڈی کا نہین ہی غیر پوست
جسم میرا ہے مشابہ دھونکنی کی کھال سے

ہیچ مثل ہے زاغ سے ہوتی ہی الفت زاغ کو
تل کو میری آنکھ کی الفت ہے تیرے خال سے

ترک ظالم حسن سرکش سے بنایا ہے متین تر
زلف تو بندوق ہے گولی لگاؤ چال سے

خال عارض پر ہوا جیسے نمایان حسن مین
گو کی سبقت لے گئی تم پر پری تمثال سے

بنت کہیے آپ مجکو تا کجا رسوائیان
مین بھی چھوٹون تم بھی چھوٹو عشق کے جنجال سے

دیکھکر رستے شب ہجران کو تھراتا ہون مین
ہے مشابہ بسکہ میرے نامۂ اعمال سے

بر ہمی عشاق گیسو پر بجا ہے یار کی
کج ادائی کرتے ہین انسان بد اقبال سے

مدعی خارج ہو مین داخل ہون بزم یار مین
نکلی شکل ایسی نہ پوچھا تھا تون رمال سے

بے قرینہ شاعری مین جسنے مارا ہے قدم
کھوٹے پیسے کی طرح باہر ہو وہ ٹکسال سے

اشک چشم و درہم داغ اپنے مجکو ہین عزیز
زندگی کی زیب ہے اولاد سے اور مال سے

کھپ گیا آنکھون مین جب تنگ طلائی یار کا
بھر گئے ہین حوض یہ دونون لبالب مال سے

گو رجھکوائی مجھے عشق طلائی رنگ نے
حق بجانب تھا ملا مٹی مین قارون مال کر

دیکھو پچھتاؤ گے روزا الجھو نہ زلفونکی طرح
جا نجان رشتۂ محبت کا ہے نازک بال سے

لکھتے لکھتے رنگین فرد مین بیاضی خال خال
دفترون مین اوس صنم کے وصف خط و خال سے

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

دلفریبی ہے خرام نازنین ہر گام پر
ہوش اوڑتے ہین چکورون کے تمھاری چال سے

پاؤن کی بیڑی کٹی سودا گیا سر سے خلیل
قید مین بھی مرے چھوٹے گیسوون کے جال سے

نظارۂ گلشن سے بے یار یہ وحشت ہے
ہر سرو چمن مجکو شمع سر تربت ہے

کچھ دل مین خیال یار کچھ وصل کی حسرت ہے
اللہ نگہبان ہے پہلی شب فرقت ہے

کیا کاوش مژگان سے اوس ترک کی وحشت ہے
تیر اونکا مری نزدیک انگشت شہادت ہے

کیا کہیے کسی سے کیا رنج شب فرقت ہے
آفت ہے مصیبت ہے محشر ہے قیامت ہے

افتادگی نے جادہ صحرا کو بنایا ہے
ہر شخص کے پاؤن سے سر پر مری آفت ہے

کس گل نے کیا پردہ گلزار مین بلبل سے
منہ مجھسے چھپاتے ہو یہ کونسی عصمت ہے

جان غم سے لبون پر دل سینے مین تڑپتا ہے
ایک ہجر کے صدمے سے دونو پہ مصیبت ہے

ہون رنج سے جان بر لب کٹتی ہی نہین یارب
اپنی شب تنہائی کیا روز قیامت ہے

طاقت ہے کسے دیکھے تیرے رخ روشن کو
ہر نقش قدم تیرا خورشید قیامت ہے

سر پاؤن پہ رکھتا ہون قاتل نہین کرتا قتل
وہ صید ہون مین جس سے صیاد کو نفرت ہے

اوس ترک کے آگے سے گر خضر مسیحا بھی
بچ جائین سلامت تو اعجاز و کرامت ہے

کیونکر نہ خلیل آنکھین مشتاق رہین ہر دم
اوس رخ کی زیارت بھی کعبہ کی زیارت ہے

مژگان کا سامنا ہو رخسار کے لیے
کانٹون سے اولجھے ہم گل بے خار کے لیے

پہلو مین دل ہے گیسوے دلدار کے لیے
مہرہ بغل مین ہے دہن مار کے لیے

بے اذن بوسے آپکے رخسار کے لیے
حاضر ہون جو سزا ہو گنہگار کے لیے

جلوہ ہر ایک سنگ صنم مین ہے طور کا
کہتا ہے عاشقون سے وہ زلفون کو چھوڑ کر
شیرین لبون کے عشق مین کانٹا ہی اسقدر
افسانہ کلیم سے ہوتا ہے یہ عیان
جنت تو در کنار جہنم بھی کیا عجب
رشک ارم بنایا ترا جب سے خانہ باغ
بیوجہ اوسکے منہ پہ نہین زلف پُرشکن
مومن ہون باندھتا نہین مضمون غیر کو
شمس و قمر ہین نصب عوض سنگ و خشت کے

چشم کلیم چاہیے دیدار کے لیے
دُرّے یہ ہین سزا ئے گنہگار کے لیے
فرہاد بنگیا ہون مین کہسار کے لیے
لاکھون ہین رنج طالب دیدار کے لیے
مُنہ کو چھپائے مجھسے گنہگار کے لیے
شدّاد ہے لعب ترے معمار کے لیے
سیلی ہے تیغ ابروے خمدار کے لیے
چوری کی شے حرام ہے دیندار کے لیے
سایہ محال ہے تری دیوار کے لیے

کہتے ہین جسکو یان لحد تیرہ اے خلیل
دار الشفا ہے عشق کے بیمار کے لیے

سبزے مین کیا مزے ہون شراب و کباب کے
ہوتے نہین ہین سامنے وہ آفتاب کے
اس دور بد قماش مین یکتے غلام کے
آنکھون مین گلرخون کی سمائی ہین صورتین
وہ چلدیے جو بزم سے مثل نسیم صبح
جب کھل گئے نہال ہوے چشم دید باز
حسرت رہی بخیل کی مٹھی کی طرح سے
عاشق کا دوست رس نہین ہوتا کسی طرح

یہ سب رفیق و یار ہین عہد شباب کے
مانع ہین شرم مُنہ پہ یہ بیحد حجاب کے
شمشیر مُنہ پہ کھینچتے ہین آفتاب کے
ان ڈالیون نین پھول بھرے ہین گلاب کے
ٹپکے کلی کی طرح سے شیشے شراب کے
رحمت کے در ہین بند تمہاری نقاب کے
عقدے کبھی کھُلے نہ تمہاری نقاب کے
کیا کہکشان ہین بند تمہاری نقاب کے

بخشش پہ گروہ آئے تو کیسا محاسبہ
بستے نہ کھلنے پائیں کسی کے حساب کے

رکھا کسی نے نام تو ہے ننگ کا مقام
اتنا نہین سمجھتے ہین خواہان خطاب کے

عشقِ بتان مین روز رہا غم کا سامنا
شادی ہوئی مجھے جو گئے دن شباب کے

ہر شب مری نگاہ سے رہتا ہے وہ نہان
سیکھے ہین ماہتاب نے ڈھنگ آفتاب کے

منصور سُن لے آنکی رندون کی بزم مین
حق حق کلام کرتے ہین شیشے شراب کے

کیون مُنہ سے بولتے نہین محفل مین ساقیا
گویا زبان گنگ ہین شیشے شراب کے

مجھسا بھی کوئی رند نہوگا جہان مین
ہنستے ہین میرے حال پہ ساغر شراب کے

صورت دکھائی دے جو شبِ ہجر یار مین
آنکھین قدم لین پنجۂ مژگان سے خواب کے

کھائے گناہگار محبت ہزار ہا
دوزخ ہے بیٹھے ہین تری تیغ خوش آب کے

باقی ہین داغ سینہ مین مدت سے دل نہین
آثار رہگئے ہین مکان خراب کے

حالت ہے غیر مین جوانی مین مثل صبح
پیری خدا نے دی مجھے بدلے شباب کے

پیری مین کسطرح سے جوانی کو رو دیئے
ایسے گئے کہ پھر نہ پھرے دن شباب کے

ان موذیون سے چاہیے انسان حذر کرے
گیسو بتون کے مار سیہ ہین عذاب کے

مین وہ گناہگار ہون دوزخ بھی تاؤ کھائے
ہمراہ لیکے جاؤن جو کاغذ حساب کے

تعداد جرم داغون سے ہوجائیگی عیان
یہ گوشوارے ہین مرے سر پر حساب کے

دیکھے ہین مینے جب سے نہین بھولتے خلیل
کیا تہ یاد داشت ہین ابرو جناب کے

نگاہِ لطف مرے حال پہ نہین ہوتی
مین کس بلا مین ہون انکو خبر نہین ہوتی

ہوا ہون بار غمِ ہجر سے یہ پشت دوتا
جو وصل بھی ہو تو سیدھی کمر نہین ہوتی

شبِ فراق مین گھبرا کے پوچھتا ہون مین
یہی وہ شب ہے کہ جسکی سحر نہین ہوتی

نہین ہے مجھسا زمانہ مین دوسرا غمگین ؎
کہ عید کو بھی خوشی میرے گھر نہین ہوتی

جو ماہرو کہین دل سے تو وہ ابھی آئین
زبان ہمسرون کی بے اثر نہین ہوتی

شبِ فراق کہین کاٹنے سے کٹتی ہے
یہ وہ مہم ہے جو رستم سے سر نہین ہوتی

بجا ہین عالمِ ہستی مین شوخیان اونکی ؎
کہ مست مے کو حیا بیشتر نہین ہوتی

یہ ہوش آمدِ فصلِ بہار اوڑاتی ہے
بسنت کی بھی جنون کو خبر نہین ہوتی ؎

لبون پہ دم ہے خدا کے لیے اب آؤ کہین
اوداس رہتا ہون تنہا بسر نہین ہوتی

پسند یار نہین عجز بے محل ہرگز ؎
قبول شب کو نمازِ سحر نہین ہوتی

نہین ہے سہوے کتابی کا نقص کچھ خط سے
کہ گرد کیا کسی قرآن پر نہین ہوتی

سنا ہے ہمنے جہنم کی آگ کا بھی حال ؎
مثال آتشِ داغِ جگر نہین ہوتی ؎

بغیرِ ساغرِ مے ہے صفائی قلب محال
طلوعِ مہر نہو تو سحر نہین ہوتی ؎

یقین یار کے آنے کا کس طرح ہو مجھے
یہ وہ خبر ہے کہ جو معتبر نہین ہوتی

شبِ فراق ہے میرے بتون کی زلف دراز
مثال خال کبھی مختصر نہین ہوتی ؎

چمن صفا مین نہ اوس شعلہ رو سی بحث کرے
فروغِ مہر ضیائے قمر نہین ہوتی ؎

علاجِ تیرگیِ دل ہے ساغرِ سیمین ؎
سپید روئے شبِ بے قمر نہین ہوتی

نہو جو داغِ جگر تو غلط ہے دعوئ عشق ؎
بغیر مُہر سند معتبر نہین ہوتی ؎

نہ پھل کسیکو ملا عشق و عاشقی سے کبھی
یہ شاخ وہ ہے کہ جو بار ور نہین ہوتی

خدا کے گھر مین ارادہ ہے جا پڑینگے خلیل
بتون کے گھر مین رسائی اگر نہین ہوتی

یہ یقین ہے عشق اگر دل مین خدا پیدا کرے
پھر نہ پھر امتحان کوئی بلا پیدا کرے

سرخروئی جو حضورِ دلربا پیدا کرے
رنگ سازون کا ہنر مثلِ حنا پیدا کرے

ہمسری اوس چہرۂ شفاف سے اس شکل پر
دلفریبی کے تو جوہر آئنہ پیدا کرے

کھینچیے کیا سخت تر دشوار وصلِ یار ہے
کوئی صورت سہل اب مشکلکشا پیدا کرے

گلرخون کو دیکھکر دل سے دعا کرتا ہون مین
خالق ان پہلوؤن مین بھی بوے وفا پیدا کرے

اے مرے اللہ مہر اوس بت کے دل مین خلق کر
تو وہ ہے پتھر سے لعلِ بے بہا پیدا کرے

مذہبِ دیوانگی مین کفر ہے قیدِ لباس تن
یعنے ایسا ہی رہے جیسا خدا پیدا کرے

مے جو پیتے ہو تو آنکھون کی حیا کو حکم ہو
اپنے رہنے کا ٹھکانا اور جا پیدا کرے

وہ رخِ روشن سے یہ کہکر اولٹتے ہین نقاب
طالبِ دیدار آنکھون کی دوا پیدا کرے

کیا حریفِ لالہ ہووے بادہ خواری مین کوئی
رند وہ ساغر بکف جسکو خدا پیدا کرے

کوئی صورت بحرِ غم سے پار اوترنے کی نہین
منتظر ہون کشتیِ مے کو خدا پیدا کرے

کس طرح کہتے اثر بلبل کے نالون مین نہین
گوشِ گل بہرہ تو سننے کا ذرا پیدا کرے

رزق اپنا غیر کو دے آپ سرگردان رہے
آدمی ہمت مثالِ آسیا پیدا کرے

اشک بے تاثیر نالہ بے اثر ہے دیکھیے
کیا مرض ناسازیِ آب و ہوا پیدا کرے

یاد ہے ہمکو کلامِ حضرتِ آتش خلیل
معنی و الفاظ مین شاعر صفا پیدا کرے

طالع رسا ہے میرے دلِ بیقرار کے
کنگھی کی طرح رہتا ہے ہاتھون مین یار کے

روتا ہون دل قمارِ محبت مین ہار کے
دھاگون مین آگیا بتِ زنار دار کے

قائل ہین دونو ابروے خمدار یار کے
پتلے ہین دونو ایک سے ہم ذوالفقار کے

ایام عیش سخت ہین ناداں کے واسطے — دیوانوں پہ کڑے ہین بہت دن بہار کے

مجھ سوختہ کی قبر پہ رکھا ہے جب قدم — تودے مین آگ لگ گئی شمع مزار کے

اللہ ری تصرف تاثیر عشق گل — نغموں مین عندلیب کے سر مین بہار کے

اے ماہ رو نہ بھاگ گیا ہے جو مجھکو قتل — ٹلتی نہین ہے چاندنی زخمی کو مار کے

ایما یہی ہے آتش سودائے عشق کا — آئی بہار پھونکدے کپڑے اوتار کے

گھاؤ بھرین محال ہے ابروئے یار کے — اچھے ہوے نہ زخم کبھی ذوالفقار کے

سجدہ کرین نہ عذر کرین ہو جو حکم دوست — عاشق ہین حسن پاک کے بندے ہین یار کے

اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ — تیور کچھ اچھے سال بُرے ہین بہار کے

سودا گیا نہ مر کے بھی زنجیر زلف کا — سمجھا گلے کا طوق گڑھے کو مزار کے

ہنسیے نہ حال زار پہ عاشق کے اے صنم — یہ بھی ہین رنگ گردش لیل و نہار کے

وعدہ ہوا ہے حشر پہ دیدار یار کا — اب دن گنا کرونگا مین روز شمار کے

پھولون مین رنگ عارض شمس و قمر مین نور — جلوے کہان کہان نظر آتے ہین یار کے

آب حیات ہے عرق جسم یار کا — پژمردہ ایکدن نہوے پھول ہار کے

نالے کیے بغیر مین رکھتا نہین قدم — جاتا ہون گھر مین یار کے در پر پکار کے

دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل
پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے

ابرو دکھایا عالم مستی مین یار نے — تلوار ماری گھوڑے پہ چڑھ کے سوار نے

خون حسرتون کا دل مین کیا ہجر یار نے — کعبہ مین بھی پناہ نہ پائی شکار نے

کھویا صفائے رخ کو خط رخ یار نے — مٹی مین چاندنی کو ملایا غبار نے

اے یار رنج بھی ہو تو زرکنا نہ چاہیے
دریا کو کب کیا ہے مکدر غبار نے

تا مرگ روح نے مری تن پروری نکی
گھوڑے کو اپنے فاقون سے مارا سوار نے

مرجاؤن مین تو کہیو صبا میرے یار سے
دی جان یاس مین ترے امیدوار نے

جب زلف مشکبار صنم کی ہوا بندھی
بو کھل کے دی نہ نافۂ مشک تتار نے

میری سنی نہ اپنی کہی اوٹھ کھڑے ہوئے
آئے تھے آپ گھر مرے چھید اوتار نے

مدت مین وصل یار ہوا ہے مجھے نصیب
بچھڑے ملا دیے مرے پروردگار نے

آب حیات نور سحر نے پلا دیا
مردہ بھی کر دیا تھا شب انتظار نے

آئی مراد بلبل امیدوار کی
روشن کیے چراغ گلون کے بہار نے

زلفون سے سلسلہ دل مجروح نے کیا
ڈالا بلا مین آپ کو زخمی شکار نے

فریاد عندلیب کو سنتا نہین کوئی
کیا کان مین گلون کے بھرا ہے بہار نے

ہم وہ شکار گاہ جہان مین شکار مین
جاتے ہین آپ باز کی ٹوپی اوتار نے

اے یار تیری حلقہ بگوشی کے واسطے
چھدوایا کان اپنا دُرِ آبدار نے

پھیلا نہین دھوان مری آہون کا ای خلیل
کھولی ہے زلف شام شب انتظار نے

مطلب نہ جسم سے نہ غرض مجکو جان سے
عشق بتان مین بیخبری ہے جہان سے

اوٹھوایا بار عشق کا مجھ ناتوان سے
دل نے بٹھا دیا ہے بڑے پہلوان سے

وہ ناتوان ہون مین کہ برنگِ شمیم گل
لے جاتی ہے نسیم اڑا کر مکان سے

مجھ سخت جان کا جب کٹا تیغ سے گلا
سیفی بڑھا کیا مرا قاتل زبان سے

بیکار زلف ہے نہو ابرو کے پاس اگر
رسی سے کم ہے چلا جب اوترا کمان سے

آئی جو وقت نزع تو آنکھون مین جان تھی
کسطرح دل کا حال مین کہتا زبان سے

کھینچون مین رنج ہجر خدایا کہان تلک
زندہ اوٹھا لے صورت عیسیٰ جہان سے

دیکھا جو زرد پوش اوسے چھٹ گئی غذا
جاتی رہی ہے بھوک مری زعفران سے

حسرت ہی رہگئی نہ کہا یار سے خلیل
کہہ اپنے دل کا حال تو اپنی زبان سے

رنجش پسند ہے جو بت خورد سال کی
کرتا ہون چھیڑ چھیڑ کے باتین ملال کی

آئینۂ حلب ہے صفا اوسکے گال کی
رنگت دکھائی دیتی ہے مُنہ کے اوگال کی

زلفین نہین ہین اوس صنم بے مثال کی
باگین ہین دونو توسن حسن و جمال کی

گردش جو دیکھی چشم بت خوش جمال کی
سمجھا مین رقص کرتی ہے پتلی غزال کی

وہ بام عرش پر بھی جو جھووے تو جائین ہم
ہے نردبان بلند ہمارے خیال کی ؎

دیکھا شفق مین چہرۂ خورشید کو جو سرخ
یاد آئی مجکو یار کی صورت جلال کی

دنبالہ کچھ ہے سُرمے کا آنکھون مین اسلیے
یعنے کہ شاخ ہوتی ہے ٹیڑھی غزال کی

سمجھا مین جب ہوا وہ ہوادار پر سوار ؎
دوش نسیم پر ہے یہی سلیمان کی پال کی

کرتا ہے قتل جلوۂ معشوق شوخ طبع ؎
شوخی بھی تازہ خنجر حسن و جمال کی

صیاد اپنی زلف کو شانہ نہ چھوڑ دے
بازو کی مچھلیون کو تمنا ہی جال کی

ابرو کا عشق یاد نے رُخ کی بھلا دیا ؎
کیا ہو نمود بدر کے آگے ہلال کی

عارض کو مہر کہتا ہے ابرو کو ماہ نو ؎ ؎
وہ رشک بدر کرتا ہے باتین کمال کی

اے شاہ حسن دید کی مد نظر ہے بھیک
درویش ہون مین چشم ہی کشتی سوال کی

سایہ سے جان مین ہو گیا مشہو خوش خرام
کچھ کبک سے اوڑا تھا تری طرز چال کی

بندھتی نہین ہوا تری کاکل کے سامنے | زنجیر کی نکہت کی سنبل کی جال کی
خاتم تو کیا ہے آنکھ کے خانہ کا ہو نگین | تل بھر حدیہ ہین جو سیاہی ہے خال کی
غش کھاکے گر پڑو نگا نہ رخ سے نقاب اوٹھا | ہے برق طور تو ترے شمع جمال کی

حسرت ہی رہ گئی نہ کہا یار نے کبھی
پڑھ اے خلیل کوئی غزل اپنے حال کی

گلِ مراد کی ہم بھی بہار دیکھ چکے | ہزار شکر رخ شہ یار دیکھ چکے
نہین ہے تجھسا کوئی گلعذار دیکھ چکے | چمن تو کیا چمنِ روزگار دیکھ چکے
نہ منہ چھپاو خط و خال یار دیکھ چکے | طلسم حسن کے نقش و نگار دیکھ چکے
اسیر دام محبت ہوے خراب رہے | بلا ہے پیچ ترا زلف یار دیکھ چکے
ہم اپنے جیب کو دستِ جنون سے وحشت مین | مثال زلف بتان تار تار دیکھ چکے
بچے گا دل نہ کسی طور اوسکی آنکھون سے | کہ اپنے زد یہ شکاری شکار دیکھ چکے
آلہی خیر ہو سینے مین دل دھڑکتا ہے | رقیب یار سے بوس و کنار دیکھ چکے
نہین مشابہت اوس بت سے گل کو اے بلبل | وہ کیا حسین ہے کہ جسکو ہزار دیکھ چکے
صنم کے جنبشِ ابرو سے قتل عام ہوا | کمان مین اثر ذوالفقار دیکھ چکے
خزان مین باغ سے آنکھین چراتے ہین بلبل | کہ بے ثباتیِ رنگِ بہار دیکھ چکے
دیا نہ ایک بھی ساغر بہار مین ہمکو | عطاے ساقیِ گردون وقار دیکھ چکے
دکھایا چرخ نے روزِ سیاہ ہجر ہمین | نہ دیکھنا تھا جو آنکھون سے یار دیکھ چکے
جنون کا اب نہین کھٹکا بسنت بھی گذرا | شکوہ آمدِ فصلِ بہار دیکھ چکے
فراق یار مین ہرگز نہ ہوسکا کبھی صبر | ہم اپنے جبر کا بھی اختیار دیکھ چکے

نہ ان مین بوئے وفا ہے نہ اوس مین رنگ بقا   گلون کی سیر چمن کی بہار دیکھ چکے
خدا کے واسطے اب سنگسار کر نہ ہمین   کہ حد جرم محبت کو یار دیکھ چکے
دل مقید کاکل کو اب رہا کیجے   شکار بند مین بستہ شکار دیکھ چکے
نہ نکلا ہمدم شمشیر ابروے محبوب   ہلال عید کو بھی لاکھ بار دیکھ چکے
کلیجا آگیا منہ کو ٹھہر خدا کے لیے   تری تڑپ کو دل بیقرار دیکھ چکے
جمال حور کا مٹی کے مورتون کو دیا   کمال صنعت پروردگار دیکھ چکے

خلیل رونے لگے ہجر یار مین آخر
ہماری طاقت صبر و قرار دیکھ چکے

کھلا یہ روزن داغ جگر سے   تو ہی ٹوٹے ترے تیر نظر سے
جلا دل آتش داغ جگر سے   لگی ہے آگ یہ اپنے ہی گھر سے
جگر شق ہو گیا داغ جگر سے   یہ ٹہنی پھٹ پڑی بار ثمر سے
رخ اوس نوخط کا روشن ہے زیادہ   بیاض سادہ روے سحر سے
کیے برسون نظارے گلرخون کے   ہزارون پھول گذرے ہین نظر سے
محرم کا شب غم مین ہے سامان   علم اوٹھتے ہین آہون کی جگر سے
ہماری جستجو ہے دور پرکار   نہین چلتا ہے کام اپنا سفر سے
کرم سے آبرو بخشے اگر یار   نہ دھووین منہ کو ہم آب گہر سے
گیا آتے ہی جانے کا ارادہ   اوتارا خوب تمنے عہد اس سر سے
پڑے چھالے مین یہ داغ غم عشق   کلیجا پک گیا سوز جگر سے
نہ دیکھا ایکدن جی بھر کے اونکو   رہا وسواس اپنی بھی نظر سے

ہمارا روز فرقت سے زیادہ — شب ماتم ہے عشرت کی سحر سے
قرار آئے کسی کروٹ مجھے خاک — تو اے پہلو مین ہے داغ جگر سے
خیال زلف مین پھرتا ہون گھر گھر — مری شب گردیان پوچھو قمر سے
طلائی رنگ روے یار کو مین — تکا کرتا ہون مفلس کی نظر سے
الٰہی روز کا رونا کہان تک — کلیجا منہ کو آیا چشم تر سے

خلیل آتش کے ہین شاگرد ہم بھی
محبت کیون نہو ہمکو شرر سے

ہر ایک بیت مین رونے کا ماجرا ہے — ہماری غزل رشک بحر البکا ہے
محبت مرض ہے محبت دوا ہے — محبت اجل ہے محبت شفا ہے
محبت سے دنیا مین قائم بلا ہے — دلا سے بلا ہے بلا سے دلا ہے
نگہ بھی مژہ بھی بتون کی بلا ہے — وہ تیغ اجل ہے یہ تیر قضا ہے
سوا عشق سے حسن کا مرتبا ہے — کہ بندے کا مولی مجازی خدا ہے
نہ کافر نہ مسلم نہ سنی نہ شیعہ — ترے عشقبازون کا مذہب جدا ہے
گھمنڈ اسقدر حسن پر چار دنکے — یہ رنگ اے صنم فصل گل کی ہوا ہے
مکرتے ہو کیون مین بلاتا ہون تمکو — بناؤ نہ منہ کیا یہ کڑوی دوا ہے
برا کہہ ستمگر نہ شکوہ کرینگے — سمیع البصر اے جفاجو خدا ہے
جو ہاتھ آئی کمل بھی بے منت خلق — سموری لبادا ہے شالی قبا ہے
گذرتی ہے حجرے مین کس مزے سے — صنم حال دل کا خدا جانتا ہے
کھلا یہ طلسم جہان کو جو دیکھا — مسافر ہے انسان دنیا سرا ہے

حسینون سے امید نیکی ہے دل کو — ٹھگونسے مسافر کو چشم وفا ہے تو

شرافت ہے حسنِ عمل سے خلیل
جبین پر کمان شیخ و سید کھدا ہے

بھلا مجھسے وقتِ سحر جاتے جاتے — وہ دمہ دیگیا داغ گھر جاتے جاتے
خدا کے لیے قتل سے باز آؤ — تھکے ہین عدم کو بشر جاتے جاتے
وہ برہم ہوسے تھے مگر خیر گذری تو — رہا آج تن پر سے سر جاتے جاتے
گھر اوس شوخ کا ہے مگر کارے کوسون — کہ شل ہوگئے نامہ بر جاتے جاتے
مری بیکسی پر وہ صبح شبِ وصل — رہے دیر تک چشم تر جاتے جاتے
جب اونکو محبت تھی تب وقتِ رخصت — وہ روتے تھے دو دو پہر جاتے جاتے
بہت تنگ آئے ہین اب بیچ والے — ادھر آتے آتے ادھر جاتے جاتے
جو ہم جانتے اوس جفاجو کے گھر مین — بلا سے اگر جا کے مر جاتے جاتے
وہ گھر بھیرے اگر محبت سے بولے — کہان راہ بھولے کدھر جاتے جاتے
رسائی نہین گھر مین ہوتی تھی اونکے — بس اب پک گیا ہے جگر جاتے جاتے

خلیل آہ مین کچھ بھی ہوتی جو تاثیر
پھر آتے وہ رستے سے گھر جاتے جاتے

گر سوز داغ عشقِ بتِ مہ جبین رہے — دل گرم صورتِ کرۂ آتشین رہے
ہمسے زوالِ حسن مین غمزے نہ کیجیے — اے آفتاب گرمیون کے دن نہین رہے
رند برہنہ ہون یہی جاڑون مین ہے دعا — بھٹی کے پاس دور سے آتشین رہے
بوسہ ملا نہ رخ کا تو گیسو کو چھو لیا تو — خرمن پہ دست رس نہ ہوا خوشہ چین رہے

یارب نہ داغ آتش سودا نمود ہو
پوشیدہ یہ کلنگ کا ٹیکا کہین رہے

دولت خدا نے حسن کی دی خیر کیجیے
جوبن کے دن کسیکے برابر نہین رہے

اوس بت کے سنگ در پہ جو سجدہ کرے کوئی
داغ فلک سے مثل فلک جبین رہے

دل بھی جگر بھی جان بھی حاضر ہین لیجیے
اے بادشاہ حسن تری ہٹ کہین رہے

بے آبروئی یون دل بیداغ عشق مین
بیقدر جسطرح کوئی داغ نگین رہے

اے جامہ زیب ہمسے یہ دیکھا نجائے گا
بازو سے تیرے لپٹی ہوئی آستین رہے

دو گز زمین مین کرتے ہین مر کر بسر وہی
جو زندگی مین مالک روے زمین رہے

ہوسے جو ہاتھ تنگ جو خاتم ہین آپکے تو
میرے عقیق محبت جگر کا نگین رہے تو

مین چشم خونفشان کو جو پوچھون تو غمزہ کہے
پیراہن شہید مری آستین رہے

جوش جنون مین دست جنون ہی کفن کی شکل
بر مین ہمارے جامہ بے آستین رہے

کیا نقد دل کو ردسے الفت مین اے خلیل
یہ وہ جوا ہے جسمین خزانے نہین رہے

عشق مین لازمہ شوکت و شان دور رہے
فقر سے فخر ہے یہان طبل و نشان دور رہے

کور ہو جاؤن جو وہ جان جہان دور رہے
چشم سے مردمک چشم کہان دور رہے

روے رنگین سے خط مشک فشان دور رہے
گلشن خلد سے دوزخ کا دھوان دور رہے

نالے بیجا ہین جو وہ آفت جان دور رہے
تیر کیا کام کرین جبکہ نشان دور رہے

گھر مین بلواتے نہین یہ جانکے شاعر مجکو
حکم دربان کو ہے یہ سیف زبان دور رہے

عشق ہو تفرقہ انداز تو یوسف کی طرح
پدر پیر سے فرزند جوان دور رہے

ناتوان ہو گئی ہین شب ہجر کا دھڑکا ہے بجا
ضعف مین قلب سے کیونکر خفقان دور رہے

حکم ہے طالبِ دیدار نہ آئے کوئی پاس
مثل خورشید کے چشم نگران دور رہے

نعمتِ بوسۂ معشوق نہ آئے مُنہ تک ؂
من و سلوا سے لب و کام و زبان دور رہے

تیرِ مژگان سے ترا اے قدر انداز قضا ؂
اس سے بچتا نہیں ہر چند نشان دور رہے

ڈر کے وہ کہتے ہین آہین جو کبھی کرتا ہون
بادِ دُود دو مرے گھر سے یہ دُھوان دور رہے

مین وہ بلبل ہون کہ نالون سے کیا حشر بپا
چار دن باغ سے صیّاد جہان دور رہے

فاقہ مستی مین خیالِ ذقنِ یار کہان ؂
غم نہین پیاس مین صائم سے کنوان دور رہے

بادشاہون پہ عدم مین کرو دنیا کا خیال
اب وہ جاہ و حشم و طبل و نشان دور رہے

ساقیا لطف گزک کا بھی ملے رندونکو
میکدہ سے نہ کبابی کی دکان دور رہے

تابعِ حکم رہے ہم عدم و ہستی مین ؂
یار کے حلقۂ بیعت سے کہان دور رہے

قربِ حق کا ہو نہین خواہان نہین باطل سے غرض
کعبہ نزدیک رہے دیرِ بتان دور رہے

اے صنم در سے ترے مین نہ ہلون گا ہرگز ؂
خادم اس کعبہ کا کعبے سے کہان دور رہے

اپنے بیگانے بُرے وقت مین ٹلجاتے ہین ؂
شاخ سے برگ بھی ہنگام خزان دور رہے

کوچۂ عشق مین شاہون سے یہ کہتے ہین گدا ؂
اپنے پاؤن سے چلو تختِ روان دور رہے

اوسکے ہمسایہ نہو گھر بھی یہی بہتر ہے
بادشاہون سے فقیرون کا مکان دور رہے

شر ابنائے زمان سے نہین ملتی ہے نجات
کوئی دنیا سے الگ جا کے کہان دور رہے

فکرِ یار وہ نازک نہین جو ذہن مین آسے
عقل والون کے بھی دل سے یہ گمان دور رہے

ہم فقیرون کو نہین چاہیے دنیا مین فروغ
بو سے گبھرا آتی ہے مشعل کا دُھوان دور رہے

رہنے دیجے نہ نکلوائیے گھر سے ہمکو ؂
یہ خلیل آپکا کعبہ سے کہان دور رہے

آریخ آتشِ آہِ دلِ سوزان کی کڑی ہے
اس شمع کی لو شعلۂ دوزخ سے بڑھی ہے

مضمون دہن کی مجھے اب فکر پڑی ہے
آجائے اگر ہات تو یہ بات بڑی ہے

آفت ہی محبت کی اجل سر پہ کھڑی ہے
رکھ سو چکے یان پاؤن کنز ال کڑی ہے

ہوتی ہے شکست اسکو جو مجھ رند سے اکثر
جب دیکھیے تو یہ درِ قاضی پہ کھڑی ہے

گم ہے حرکت ضعف سے پاؤن مین ہماری
زنجیرِ جنون افعیِ مُردہ سے پڑی ہے

خالِ رُخِ محبوب کا سودا مجھے ہوگا
طالع مین مرے ایک گرہ سخت پڑی ہے

کیون مرگ سے اندیشہ کرین وصل کے طالب
کیا موت کا ہے وقت جدائی کی گھڑی ہے

دکھلائے گی کچھ رنگ اثر عشق کی افتاد ؎
وان جانکے لالے ہین یہان جی کی پڑی ہے

اچھا نہین عشقِ قدِ محبوب کا انجام ؎
اعمال کو روتا ہون قیامت کی پڑی ہے

سینہ پہ نہین گھاو تری تیغ کا قاتل
یہ دل مین مرے نیو محبت کی پڑی ہے

دل چھینتی ہے مجھسے ترے زلفِ سیہ کا
اندھیر ہے اندھیر ہے کیا لوٹ پڑی ہے

نرگس کو بھی جلوہ بتِ خوش چشم دکھاوے
بیمار عصا ٹیک کے مشتاق کھڑی ہے

کیا درد سے واقف ہو وہ بیدرد کہ جسکی
کانٹا بھی چبھا ہے نہ کوئی پھانس گڑی ہے

دنیا مین جسے دیکھیے بندہ ہے شکم کا ؎
جنت کا تصور نہین دوزخ کی پڑی ہے

زلف اوسکی درازی سے ہے غمخواہ کی بیڑی
باور جو نہو دیکھلو پاؤن مین پڑی ہے

اوس روئے مخطط کی جھپک دشمنِ جان ہے
بدلی مین ہے یہ مہر مگر دھوپ کڑی ہے

اللہ ری زلفِ بتِ کافر کی درازی
ہمت سے کریمون کی بھی دو ہاتھ بڑی ہے

کیونکر نہ ستم دیدہ تری زلف کو چاہین
جو حلقہ ہے زنجیرِ عدالت کی کڑی ہے

ہم طالعِ نقشِ کفِ پا ہم ہین ازل سے
افتادگی قسمت مین ہمارے ہی پڑی ہے

کیون شانے کو اولجھن ہو اوس زلف رسا مین
شب گرد کو اپنا ہے اگر رات بڑی ہے

اے سیم بدن عیب درشتی نہین اچھا
بازار مین کم نرخ ہے چاندی جو کڑی ہے

کاوش تری مژگان کو ہے کیون دل سے ہماری
دولت کوئی ای خانہ خراب ہمین گڑی ہے

رونے پہ ہمین یار نے کیا کیا نہ ستایا
بوچھار یہان گالیون کی منہ مین پڑی ہے

مجھسے نہ کرے سرکشی اس طوق پہ قمری
زنجیر جنون کی مرے یہ ایک کڑی ہے

برسات مین بے یار کے بارش نے رولایا
صدمہ ہوا اولے کا اگر بوند پڑی ہے

اچھی نہین یہ سخت زبانی بت کافر
جھڑجاتی ہے وہ تیغ کہ جو منہ کی کڑی ہے

عاشق ہون مجھے راحت و رنج ایک ہین دونو
دُرّا بھی سزا کا ہے تو پھولون کی چھڑی ہے

روشن جو ہوئی شمع مرے گھر مین شب غم
سمجھا مین بلا گرز لیے سر پہ کھڑی ہے

کر رحم کہ تا مزرعہ اعمال ہو سرسبز
کھیتی مری اے ابر کرم خشک پڑی ہے

پتھر بھی لگاؤ تو مین نالے نکرون گا
چھاتی مری گھڑیال کے سینے سے کڑی ہے

مژگان تری وہ تیر جگر دوز ہے کافر
آئینہ فولاد کو بھی دل کی پڑی ہے

دل کانپتا ہے سخت زبانی سے بتون کی
بوتل کو اوڑاتی ہے جو شمشیر کڑی ہے

برباد ہے دریاے الم مین دل بے صبر
گن بوٹ گیا ناو تباہی مین پڑی ہے

کیا پردہ نشین ہے کوئی روتے ہو جو چھپکر
بتلاؤ تو یہ کس سے خلیل آنکھ لڑی ہے

ملنے اوس بت سے نہ کیونکر دل مضطر ٹوٹے
شیشہ پتھر سے جو ٹکرا اسے مقرر ٹوٹے

دل بھی ہو دون مین جو حجاب رخ دلبر ٹوٹے
اسی آئینہ سے یہ سد سکندر ٹوٹے

اک زمانہ ہے تری راہ طلب مین سرگرم
پاون کس کسکے نہین ابتک خود سر ٹوٹے

داغ بلبل کو نہ دے توڑ کے گلزار مین پھول — آسمان ظلم کا گلچین ترے سر پر ٹوٹے
قد کشی کی تھی ہوا اوس گل سے تو یہ مار پڑی — بانس گلزار مین بالا سے صنوبر ٹوٹے
بزم برہم ہے مگر باغ کو رہتے ہین مدام — شیشے غنچون کے بھی پھولون کے ساغر ٹوٹے
پاون دھرنیکو جگہ بھی نہین ملتی ہی کہین — اسقدر شیشۂ دل یار کے در پر ٹوٹے
دل تباہی مین ہے چھوٹا ہے جو سر رشتۂ صبر — کسی دشمن کی بھی کشتی کا نہ لنگر ٹوٹے
گرم بازار ہوا ہے مرے یوسف کا جہان — وان خریدار خریدار کے اوپر ٹوٹے
قد ہے بالا ذقن یار نہین ہاتھ آئے — کیا کرون سیب یہ اس شاخ سے کیونکر ٹوٹے
دل مین یا آنکھ مین جب جا نہ خیال اوسکا آئے — مردم دار ہون رکھتا ہون یہ دو گھر ٹوٹے
بال پرواز مرے توڑ نہ پھر اے صیاد — کہ نکلنے ہی نہین پائے ابھی پر ٹوٹے

کسے نہ رو کے جو زندان کا مین کشتہ تھا خلیل
روز شب ہجر جو مری قبر پہ اختر ٹوٹے

نہ کوڑھا میرے لیے وہ ستم ایجاد کبھی — سوگ مقتول کا رکھتا نہین جلاد کبھی
مرد ظالم نہ فلاکت سے ہو آزاد کبھی — فارغ البال نہ دیکھا کوئی صیاد کبھی
عقل کے ذہن مین آئے نہ کبھی مطلب عشق — یہ سبق وہ ہے ارسطو کو نہو یاد کبھی
دور کر کے مجھے کیون ظلم و ستم کرتے ہو — ملک الموت کہے ہو بندۂ آزاد کبھی
رعد کی طرح صدا خلق مین گھر گھر پہونچے — ہمنے کی ہے شب فرقت مین جو فریاد کبھی
جان لیکے وہ اسیرون کو رہا کرتا ہے — جانور مفت نہین چھوڑتا صیاد کبھی
کاٹکے پر مجھے کہتا ہے کرونگا آزاد — ایسی بے پر کی اوڑاتا تھا نہ صیاد کبھی
دام گیسو سے ہے قرب رخ شفاف عجب — مٹی آئینہ کی رکھتا نہین صیاد کبھی

میرے دیوان مین کسی جا نہ پڑی آنکھ اونکی
ایک بھی بیت کے اوپر نکیا صاد کبھی

بھوک جاتی رہے دیکھے جو ترا روے صبیح
طفل بے شیر نہ دائے کو کرے یاد کبھی

وہ بھی کیا بد ہین جو اچھون کو بُرا کہتے ہین
ہم تو بد کو بھی بدی سے نکرین یاد کبھی

گرم ہو کر جو کڑی آنکھ سے وہ تکتا ہے
مُنہ پہ چڑھتا نہین آئینۂ فولاد کبھی

بوسہ کیا مانگیے یہ تنگ ہے دل وسکا خلیل
شعر اچھا بھی پڑھو مین تو نہ دے داد کبھی

فرقت کی نہین شب آفات یہی ہے
روتا تھا جسے روز مین وہ رات یہی ہے

کھلوایا غم و غصہ سبے مجھے گالیان دیکر
گھر مین ترے مہمان کی مدارات یہی ہے

یون ضبط غم و درد کی ایدل شب غم مین
اُف اُف بھی نہ کہہ مُنہ سے کبھی بات یہی ہے

اک ایک گھڑی سال ہے اپنی شب غم کی
ہو جائیگا بھور اپنا اگر رات یہی ہے

مُنہ پھیر کے کہتا ہے وہ بوسے کی طلب پر
جس سے کہ زبان کٹتی ہے وہ بات یہی ہے

ہو جلد کسی طرح سے وصلِ بتِ کافر
اللہ سے بندے کی مناجات یہی ہے

شرم اوسکو سمجھاتی ہے جو کچھ کہتے ہین عاشق
تو دے نہ جواب ایک کا بھی بات یہی ہے

مُنہ گال پہ رکھدون تری زلفون کو ہٹاکر
دشمن لے بُتِ کافر مجھے دن رات یہی ہے

باری کی ہے تپ تیسرے دن آپکا آنا
ہر روز ملو لطف ملاقات یہی ہے

جز لختِ جگر پیش کش یار کرین کیا
عشاق تہیدست کی سوغات یہی ہے

جب وصل مین رو دیا مین خیالِ شبِ غم سے
وہ بولے کہ بے فصل کی برسات یہی ہے

اوس دشمنِ ایمان کی طرف دیکھ نہ اے شیخ
غارتگرِ دین قبلۂ حاجات یہی ہے

وہ رند جوان ہون مین خلیل اہلِ جہان سب
کہتے ہین مجھے پیر خرابات یہی ہے

مجھسے کوئی نہ کہے یہ کہ وہ گھر جاتا ہے
آدمی ایسے ہی صدمہ سے گذر جاتا ہے

بوالہوس چشم فسونساز سے مرجاتا ہے
سحر اثر مردم ناپاک پہ کر جاتا ہے

قصۂ یوسف و یعقوب سے روشن یہ ہوا
سوجھتا کچھ نہیں جب نور نظر جاتا ہے

کیون نہ مرنے پہ شگفتہ ہون مین بیتاب حزین
کیمیا ہوتا ہے سیماب جو مر جاتا ہے

آنکھین رو رو کے ڈبوتی ہین مجھے دریا مین
دل شب ہجر مین دم بھر جو ٹھہر جاتا ہے

نزع مین سنتا ہون جسدم تری آمد آمد
چلتے چلتے مرا دم یار ٹھہر جاتا ہے

دید گیسوے سیہ ہے سبب وحشت دل
بیشتر طفل شب تار سے ڈر جاتا ہے

جان عاشق کو ہے شمشیر ہر اک اوسکی ادا
کھیلیے گنجفہ بھی ساتھ تو سر جاتا ہے

اسلیے کہتے ہین عاشق اوسے خورشید لقا
صبح ہوجاتی ہے شب کو وہ جدھر جاتا ہے

پھیر منہ کو نہ تڑپنے کا نظارہ کر لے
قتل کر کے مجھے بے رحم کدھر جاتا ہے

نکرو موسم پیری کو بھی غفلت مین بسر
غافلو ہاتھ سے ہنگام سحر جاتا ہے

زاد عقبیٰ زر و گوہر کو سمجھیے نہ خلیل
نہ گہر جاتے ہین ہمراہ نہ زر جاتا ہے

دور کیا ہو گرفتگی دل سے
گانٹھ کھلتی ہے سخت مشکل سے

اوڑ گیا یہ گیا جدائی مین
رنگ چہرے سے خون دل دل سے

طالب وصل ہون جواب نہ دو
پوچھ لو رنج یاس سائل سے

حسرت وصل حب دنیا ہے
مرتے مرتے بجھائیگی دل سے

لاکھ نازک ہو رشتۂ الفت
ٹوٹتا ہے یہ تار مشکل سے

طالب وصل ہون نہ چھیڑ مجھے
دل لگی کیا غریب سائل سے

مجھسے یون ہے تری نمود اے یار — جیسے شہرت سخی کی سائل سے
یار کی گرمیون سے صورت شمع — جلکے اوٹھتا ہون روز محفل سے
گر پڑے چاہ مین تو بہتر ہے — گر میے آدمی مگر دل سے
سینے مین سالکون سے ہی نزدیک — عرش کی راہ کعبۂ دل سے
خون بہا کس سے لون ہوا ہون حلال — تیغ برق جمال قاتل سے
چشم بے نم ہے ہجر مین بدتر — پھوٹے چھالے سے جام سائل سے
کوچۂ رشک عشق ہے ناصاف — آنکھ کو بھی غبار ہے دل سے
شوق دیدار و حسن صورت یار — پوچھیے میرے دیدۂ و دل سے

ہاتھ پورا جو وہ لگائے خلیل
دست بوسی کرون مین قاتل سے

جائے غم و رنج و آہ دل ہے — شاید کوئی قتل گاہ دل ہے
جبسے ہے خیال یار مے نوش — جمشید کی بارگاہ دل ہے
کیا مانع عشق و عاشقی ہون — مختار ہے بادشاہ دل ہے
عشق گیسو ہے دشمن دین — عصیان کے سبب سیاہ دل ہے
معشوقۂ خانگی سے ہے عشق — گلیون مین مرا تباہ دل ہے
رہتا ہے عجیب حال ہر دم — صوفی کی خانقاہ دل ہے
کہیے کیونکر نہ عرش رفعت — کس شاہ کی بارگاہ دل ہے
جبسے ہے خال رخ کا سودا — اک آبلۂ سیاہ دل ہے
معشوق سے لطف کی ہے امید — ظالم سے دادخواہ دل ہے

جب سے کھائی ہے عشق کی چوٹ
آمادہ آہ آہ دل ہے
کیا پوچھتا ہے خراب ہے دل
تیری خاطر تباہ دل ہے
تمکو کیونکر یقین آئے
حال دل کا گواہ دل ہے

ہے جب سے **خلیل** عاشقِ چشم
پتلی کی طرح سیاہ دل ہے

دشمنِ عاشقِ بیدل کبھی ایسی تو نہ تھی
چشم قاتل ترے قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی
ابتو خالی نہیں اوس زلف کے سودے سے کوئی
یہ بلا خلق میں نازل کبھی ایسی تو نہ تھی
خاک مجنون تو نہو دیکھ لے اے ناقہ سوار
گردورنہ پس محمل کبھی ایسی تو نہ تھی
نور اوڑایا رخِ خورشید لقا یار سے آج
روشنئ مہِ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی
کچھ غمِ سوزشِ پروانہ ہوا ہے شاید
شمع گریان سرِ محفل کبھی ایسی تو نہ تھی
جان لے گا مری شاید قلقِ درد فراق
کیا کہوں میں طپشِ دل کبھی ایسی تو نہ تھی
جان دی قید میں شاید ترے سودائی نے
بہلے فریاد سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی
چشم خونریز میں اب رہتا ہے سرمہ منظور
باڑہ اس تیغ پہ قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی
سالکِ راہ محبت ہے ہر اک ناکس و کس
سہل یہ منزلِ مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

جان دیکر شبِ فرقت میں چھٹا سہل **خلیل**
مینے جھیلی کوئی مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

نہ موافق کبھی طبعِ بتِ بے پیر ہوئی
یہ بھی میرے لیے گویا مری تقدیر ہوئی
کسی صورت نہیں کھلتے ہیں جو عقدے ای یار
میری خاطر بھی تری زلف گرہ گیر ہوئی
زلف غافل نہوئی دل کی گرفتاری سے
کھلگئی بال ہوئی لپٹی تو زنجیر ہوئی

دل مین گھر یار کے کرلون تو کہون بوسہ دے
کہین بے نیو عمارت نہین تعمیر ہوئی

خطِ شبگون سے اوڑی یار کے عارض کی صفا
اثرِ مشک سے کافور طلا شیر ہوئی

سلسلہ زلف کے سودے کا بچھوڑا مینے
رسّی پاؤن سے لپیٹی جو زنجیر ہوئی

جب کیا گیسوے پُرپیچ کا کھل کھلکے بیان
مثلِ ناسور کبھی بند نہ تقریر ہوئی

فصلِ گل مین مے و معشوق سے کیون توبہ کی
سخت نادم ہون عجب طرح کی تقصیر ہوئی

عشق گیسو مین مری قید کو یہ طول کھینچا
بال گھس گھس کے مری پاؤن کی زنجیر ہوئی

جادوی چشم سے اوس بُت کے بچائے اللہ
آنکھین پتھرا گئین جس شخص پہ تاثیر ہوئی

کم نہین قدر حسینون کی پھٹے کپڑون سے
پھول کی خرقۂ صد پارہ سے توقیر ہوئی

بل کیے پیچ کیے ٹیڑھی رہی روز ازل بھی
ہمسے سیدھی نہ تری زلفِ گرہ گیر ہوئی

لطف گلگشت چمن کنجِ قفس مین بھولے
یادِ گل خواب فراموش کی تعبیر ہوئی

دلِ بیدرد محبت کے ہین نالے بیکار
نہ کبھی رنگ کی فریاد مین تاثیر ہوئی

دھوپ شب کو نکل آئی جو مرقع کھولا
ورقِ مہر مرے یار کی تصویر ہوئی

لبِ جانان کی نزاکت نے کیا قتل خلیل
پنکھڑی پھول کی میرے لیے شمشیر ہوئی

بلبل مست بہارِ گل رخسار رہے
ہم اسی باغ کے دنیا مین ہوادار رہے

جاگیے شب کو تو دل بھی طرف یار رہے
مثلِ سگ فائدہ کیا ہے کہ جو بیدار رہے

عاشق زلف ہون ابرو کا تصور ہے غضب
پاس قیدی کی قیامت ہی جو تلوار رہے

ہون وہ دیوانہ سر خار پہ باندھون پگڑی
چھٹکے جامہ سے جو باقی کبھی دستار رہے

اوس شہِ حسن سے دل لیکے مکرتی ہے زلف
لوٹ کا مال ہے یہ داخل سرکار رہے

آنکھین اعجاز لبِ یار کے قائل نہوئین
بھون مسیحا سے چڑھائے ہوئی بیمار رہے

مرضِ عشق مین اوس چشم کے یہ طول کھنچا
کہ پرستار بھی برسون مرے بیمار رہے

ہجر مین اشکون سے پہلے دلِ نالان نکلو
چاہیے فوج کے آگے ہی علمدار رہے

تابشِ رخ سے بنے یار کے مژگان نشتر
سخت ہوتا ہے بہت دھوپ مین جھفار رہے

دل مین سوراخ رہین سیکڑون ہجرِ غمِ یار
چاہیے قصرِ شہنشاہ ہوادار رہے ؎

چھوڑنا ساتھ نہین دلِ مرا اوس کوچہ مین
جیسے دلال پسِ پشت خریدار رہے

اوس گل اندام کا دھوون بھی اگر تو پیلے
سرخ تر لعل سے بلبل تری منقار رہے

روز آنکھون مین ہا سرمہ کا دنبالہ کھنچا
بے بہا ایک گھڑی بھر نہ یہ بیمار رہے

زلف کافی ہے مرے قتل کو کیا چاہیے تیغ
یہی بندوق ترے دوش پہ ای یار رہے

عشق ابرو نے بنایا ہے مجھے قبلہ نما ؎
اوس طرف منہ مرا رہتا ہے جدھر یار رہے

اے کماندار ترا تیر مبارک دل کو ؎
سرخ پیکان صفتِ غنچۂ گلنار رہے

جستجو سے نہ کبھی ہاتھ اوٹھائے عاشق
پاون تھکنے کی بھی اوپر طلبِ یار رہے

کیون نہون خار مرے دیدۂ تر کے آگے
نہ گذرگاہ کبھی سیل کا ہموار رہے

تھا مری خاک مین کیا گردشِ گردون کا خمیر
عمر بھر داغ بدن اخترِ سیار رہے

عشق مین مثلِ قلم مجکو بنادے ای ضعف
غیر کے ہاتھ مرے پاون کی رفتار رہے

یہ شبِ ہجر دعا صبح تلک مانگتا ہون ؎
دو گھڑی ایکسی حالت پہ دلِ زار رہے

جوہرِ حسن ہے بیمارئ چشمِ معشوق ؎
نرگسِ باغ کی ہے عین صفت زار رہے

صورتِ یار کی نظارہ سی دل شاد کرے
خواب ہی مین مددِ طالعِ بیدار رہے

یون رہی عالمِ غفلت مین مری ہشیاری
جیسے انسان کوئی خواب مین بیدار رہے

یا علیؑ کہہ کے اگر کود پڑے اکبار خلیل
ہے یقین آگ مین کیفیت گلزار رہے

عشق اپنا اثر آخر کو یہ دکھلاتا ہے
پہلے غم کھاتے تھے ہم اب یہی غم کھاتا ہے

وصل مین بھی یہی جھگڑے ہین تمہارے صاحب
بے محل ناز نہین آپ کا یہ بھاتا ہے

شب تو مر گئے ہجر کی غم تنہائی سے
دیکھیے ہجر کا دن کیا مجھے دکھلاتا ہے

اوسکا طالب ہے تو ہستی کو مٹا دے اپنی
ڈوب کر بحر مین غواص گہر پاتا ہے

اللہ دیکھے جان بخش لبون پر دم ہے
بت ترسا مجھے دیدار سے ترساتا ہے

دیدۂ دل سے جو دیکھے کوئی عالم کو خلیل
جلوہ پتھر مین بھی اوس بت کا نظر آتا ہے

جان بلب ہون مین دل لگانے سے
کھو دیا عشق نے زمانے سے

بے اجازت چھوا تھا گیسوے یار
ہاتھ کٹوائے اوسنے شانے سے

نہین خالی دغا سے کوئی حسین
کیا وفا اوڑ گئی زمانے سے

ہو گیا ہے حریف مشاطہ
شانۂ زلف سر چڑھانے سے

گرمیان کیجیے تا کھلے مری قدر
عود دیتا ہے بو جلانے سے

جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
ابتو آؤ کسی بہانے سے

بے سبب ہمسے کیون مکدر ہو
فائدہ خاک مین ملانے سے

جال دکھلا کے زلف کرتی ہے پیچ
دھوکے دیتا ہے دام دانے سے

ابلق چرخ رام ہے لے بت
تیرے کاکل کے تازیانے سے

زلف جانان کو چھیڑتا ہون خلیل
شوق ہے جی کو مار کھانے سے

یون ہمنے ہجر یار مین حالت تباہ کی ؏
بیٹھے جہان پہ رو دیا اوٹھے تو آہ کی ؏

دیتے نہین وہ بوسہ کسی عشق باز کو ؏
تنخواہ بانٹتے نہین اپنے سپاہ کی

مہر سے ثبوت جرم پہ حجت نہ لایئے
جو خود مقر ہو گیا اوسے حاجت گواہ کی

آنکھین کھلین نظارۂ زلف سیاہ سے
سرمہ سے سچ ہے بڑھتی ہے قوت نگاہ کی

دکھتی ہین آنکھین حسن پر آشوب یار سے
گھر آ لگا ہے موت کا جیسے نگاہ کی ؏

جاتی ہے روز پردۂ فانوس چرخ تک
لو ہے زبان دراز مری شمع آہ کی ؏

چڑھتا نہین نظر پہ کوئی یار صاف رو ؏
عینک تلاش کرتا ہون اپنی نگاہ کی

کرتا ہون داغ عشق کی مین دل مین ضیا ؏
صندوقچہ مین مہر پہ ہے بادشاہ کی ؏

غافل عذر ضرور ہے افراط جرم سے
دل کو سیاہ کرتی ہے کثرت گناہ کی

کیا جانے دل پہ کونسا صدمہ ہے رات سے
کانون مین آرہی ہے صدا آہ آہ کی ؏

عاشق ہون آفتاب قیامت سے خوف کیا
بدلی رہیگی سر پہ مرے دود آہ کی ؏

جز داغ عشق یار نہین دل مین دخل غیر
کیونکر دھرے قدم کوئی مسند پہ شاہ کی

مجذوب ہو کے طے کیا مینے طریق عشق
سالک نے ایک چال سجھائی نہ راہ کی

کہتی ہے خلق دیکھ کے اوس چشم مست کو
فتنے کیواسطے یہ جگہ ہے پناہ کی ؏

زنجیر زلف یار سے رہتا ہے دل خراب ؏
لنگر نے اس جہاز کے کشتی تباہ کی ؏

سینے سے لب تلک نہین آتی ہے ضعف سے
پرواز اوڑ گئی ہے پر تیر آہ کی ؏

جلتی ہے اوسکا شعلۂ رخسار دیکھکر ؏
بتی چراغ چشم مین خط نگاہ کی ؏ ؏

تو قیر ہمسے قعر زنخدان کی پوچھیے ؏
پیاسا ہی خوب جانتا ہے قدر چاہ کی

کافی ہے علم یار کا بہر ثبوت جرم ؏
قاضی کو احتیاج نہین ہے گواہ کی

کوئی بتان کو چھوڑ کے کعبہ چلا خلیل تو
بار آؤ اب بھی چال بتاتے ہین راہ کی

شباب دور جو ہوتا تو ہم سنبھل جاتے
یہ دن بہار کے جلدی کہین نکل جاتے

وہ اپنی چال دکھاتے تو کوہ سو مرد دشت
زمین دبا کے یہ کبک دری نکلجاتے

وہ بدنصیب ہون کرتا جو خواہش نعمت
دہن سے دانت بھی مثل صدف نکل جاتے

تعجب اسکا نہین ہے جو مجکو پھانس لیا
بکیت پر تری چولی کے پیچ چل جاتے

کہا نہ حال مرے غم خوری کا اے قاصد
وہ مثل جب شفا کیا تجھے نگل جاتے

کبھی کو جھیلتے وہ امتحان اگر کرتے
نہ ٹھگ تھے چور نہ خونی تھے ہم جو ٹل جاتے

کبھی جو بھول کے دیتے وہ رخصت فریاد
بخار دل مین بھرے تھے بہت نکل جاتے

وہ غرب مین بھی جو شرق سے ہمکو بلواتے
تو مثل مہر ہم اکدن مین سر کے بل جاتے

جنون مین ہمکو جو ہوتا نہ پاس رسوائی
تو نام بد کی طرح خلق مین نکل جاتے

کبھی جو دور کی وحشت مین سوجھتی ہمکو
تو حد عالم امکان سے بھی نکل جاتے

جو داغ دل کی جنون مین بھی قدر کچھ ہوتی
جہان مین ہی دینار قلب چل جاتے

بھلا ہوا تری زلفون کا عشق دور ہوا
یہ اژدہے ترے سر کی قسم نگل جاتے

اثر دکھاتی جو اوس بت کی برق حسن و جمال
مثال طور ہزارون پہاڑ جل جاتے

قمار عشق نہ کھیلے وہ ہمسے خیر ہوئی تو
کوئی تو چال محبت کی ہم بھی چل جاتے

کیا ہے قتل ہمین خوف بازپرس رہی
یہ اوسنے کہدی کوئی دو گھڑی کو ٹل جاتے

عدو سے شیخ و برہمن ہوں نہ مین اگر مرتا
حرم مین دھر مین کبھی یہ چراغ جل جاتے

جو وصل مین کوئی ہمسے فریب وہ کرتے
بکیتیون کی طرح ہم بھی جوڑ چل جاتے

چمن مین شعلۂ حسن اوسکا گر بھڑک اوٹھتا ... گل چراغ کے مانند پھول جل جاتے
وہ ہمسے آنکھ لڑاتے تو پھر نگاہون مین ... ادھر اودھر سے محبت کے تیر چل جاتے

بھلا ہوا شبِ غم مین نہ آئے پاس احباب
خلیل سب یہ برے وقت مین نکل جاتے

حالت صفتِ شمع یہ ہے سوز جگر کی ؂ ... پاؤنکو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی
ہے دور گردان لو مجھ خستہ جگر کی ... آخر ہوئی شب چھوٹی ہے تو پہ سحر کی
گھبرا گیا ہے دیکھتے ہی شکل سحر کی ... خورشید لقا مین مری عادت ہے قمر کی
پرتو نے ترے لطف شبِ وصل کو کھویا ؂ ... سمجھا مین سرِ شام سفیدی ہے سحر کی ؂
ہم کہتے ہین گیسو کو بڑھاؤ نہ کمر سے ؂ ... لنگر ہوا پاؤن کا یہ زنجیر ہے سر کی
ابرو کو ہلال نابت کا فرق ؂ ... قمر آیا جو محراب ہلی کعبہ کے در کی ؂
مین مر گیا وہ گھر کو گئے صبح شبِ وصل ... نقارے کو رچ کا نوبت ہے سحر کی
ہے کعبۂ ابرو مین مژہ کیون نہ کرون قدر ... گلدستہ ہے جاروب ہی اللہ کے گھر کی
کیا شمع کو دل سوز مین سمجھون شبِ ہجران ... غم اسکو سحر کا مجھے شادی ہے سحر کی ؂
ہے قاتلِ عالم ترے ابرو کا اشارہ ... اس تیغ کے آگے نہین چلتی ہے سپر کی
آنکھون مین کھپا یار کا یہ رنگ طلائی ... پتلی مری پتلی نظر آنے لگی زر کی ؂
دنبالہ نہین آنکھون مین سرمی کا یہ سوجھ ... عاشق کو دکھاتی ہے ترے سیر نظر کی ؂
مرکے بھی چھپاؤن جو تری زلف کا سودا ... بتی نہ دھوان دے مری تربت پہ اگر کی ؂
آتا ہے نہ وہ یار نہ موت آتی ہے مجھکو ... آفت مین پڑی جان ہے ادھر کی نہ اودھر کی
ہاتون مین کٹی رات ہوا وصل جو اوس سے ... منہ زرد ہوا دیکھتے ہی شکل سحر کی ؂

ادن تک رسائی ہوئی حاضر رہے برسون
دربان دربار نے اون سے نہ خبر کی

دی جان خلیل آپنے الفت کو چھپاکر
اب کیا کرین ہم پہلے سے تمنے نہ خبر کی تر

خیال زلف تھا عشق بت عیار سے پہلے
یہ پھانسی تھی گلے مین حلقۂ زنار سے پہلے

محبت یار سے ہے عالم غدار سے پہلے تر
ہمین ہے خار خار عشق گل گلزار سے پہلے

وہ سودائی ہین جب دشت جنون مین پاؤن گھسینگی
تو اولجھا مینگے پکڑی آبلون کی خار سے پہلے

دوا کیجے نہ کیجے درد دل سن لیجیے میرا
اطبا پوچھتے ہین حال دل بیمار سے پہلے

وہ مشتاق شہادت ہین نظر آیا جہان قاتل
ہماری روح تن سے کھنچ گئی تلوار سے پہلے

نزاکت اسکو کہتے ہین لگایا ہاتھ جب مجھپر
کمر مین پڑ گئے بل یار کی تلوار سے پہلے

طلب ہوگی شہیدان محبت کی جو محشر مین
اوٹھینگے سرخرو ہم خاک کوئے یار سے پہلے

نشان ہستی کا بھی معدوم تھا جیسے مین عاشق ہون
یہان یوسف کا سودا ہو چکا بازار سے پہلے

گلستان مین جو آئے ہو گلون سے بو نہین لینا
لڑالو آنکھ چشم نرگس بیمار سے پہلے تو

بہک جانے نہ وقت قتل ہاتھ اے قاتل عالم
دھری گردن پہ خنجر کو کھینچے تلوار سے پہلے

تڑپنا جب لیے چلی مجھ کشتنی کو کوئے جانان مین
اوٹھا غل اقتلوا کا ہر در و دیوار سے پہلے

سنینگے آمد آمد بھی اگر صیاد و گلچین کی
اوٹھا لینگے ہم اپنا آشیان گلزار سے پہلے

تماشا ہے لب بام آکے وہ آنکھین لڑاتے ہین
جھکتے تھے جو چشم روزن دیوار سے پہلے

تری شوخی خدا دیکھینگے ہم بھی ایکدن چلکر
لپٹتی تو ہے باہم دست و پائے یار سے پہلے

گناہ عشق کا کل یہ جو قاتل قتل کرتا ہے
بجھالی تیغ کو زہر دہان مار سے پہلے

ہمین سے رسم و راہ عاشقی نکلی زمانے مین
کوئی واقف نہ تھا اس راہ ناہموار سے پہلے

گرا دینا اگر ہے آنکھ سے منظور گلشن مین
عصا کو چھین لیجے نرگس بیمار سے پہلے
جنون دکھلائیگا رنگ آمد فصل بہاری مین
اوڑینگے ہوش مرغ نکہت گلزار سے پہلے

خلیل آتا ہے مجکو رحم تیری سادہ لوحی پر
لگایا دل کو تو نے کس بت عیار سے پہلے

دل مین نیرنگ خدائی کا نہان رہتا ہے
ایک غنچے مین طلسم دو جہان رہتا ہے
گرد اوس شوخ کے انبوہ بتان رہتا ہے
دامن کوہ مین خورشید نہان رہتا ہے
یار جاتا ہے تو سنسان مکان رہتا ہے
اپنی تنہائی پہ ہر دم خفقان رہتا ہے
نالے کرتا نہین تا دل کو نہ پہونچے صدمہ
شور کرتے نہین بیمار جہان رہتا ہے
دل سے جاتا ہی نہین تیغ محبت کا اثر
زخم اچھا بھی جو ہووے تو نشان رہتا ہے
دیر مین ظلم بتان سے یہی چلاتا ہون
کوئی بھی بندۂ اللہ یہان رہتا ہے
قتل کا ہونا ترے ابرو پہ نہین جائے عجب
نوک خنجر پہ بھی نقطہ کا نشان رہتا ہے
بدگمانی پہ تری آئینہ رو خاک پڑے
مر گئے ہم تجھے سکتے کا گمان رہتا ہے
جب مین چلاتا ہون در پر تو یہ فرماتے ہین
کون ہے کسکے لیے آیا ہے کہان رہتا ہے

حشر تک پیر نہون یار کے گھر مین یا خلیل
جو کوئی خلد مین رہتا ہے جوان رہتا ہے

اب اے خلیل ہجر مین دل کو سنبھالیے
عشق بتان کی آگ کو چولہے مین ڈالیے
بیخود ہر ایک ہے نگہ مست یار سے
کس کس کو بزم بادہ کشی مین سنبھالیے
ہم کیا قمار عشق مین گھاتے بتائینگے
وہ خود جواریون سے بھی زیادہ ہین چالیے
سن لیجیے ذرا مرے اشکون کا ماجرا
ان موتیون کو بھی کبھی کانون مین ڈالیے

برسون ہی باغ سبز دکھائے ہزار ہا ؎ ابتو نہ نخل وصل مین شاخین نکالیے ؎
پورا کبھی تو کیجیے وعدے کو وصل کے ؎ مجکو بلا سمجھ کے نہ ہر روز ٹالیے ؎
نے کی طرح کرین تری دمسازیان مدام ؎ دنرات رہتے ہین اسی دُھن مین خیالیے
زنجیر زلف یار سے چھٹنا محال ہے ؎ کیا توڑا ایسے پیچ کا دل سے نکالیے
لٹکائیے نہ زلف کو خال سیاہ پر ؎ یہ وہ سپر نہین جو علی بند ڈالیے
بوسہ کا نام لیجیے کیا اونکے روبرو ؎ یہ بات وہ نہین ہے جو مُنہ سے نکالیے
کیونکر کہون کہ یار نے دل کو چُرالیا ؎ کیا نام ایسے چور کا مُنہ سے نکالیے
کیا کیجیے بھون چڑھی ہوئی رہتی ہے یار کی ؎ بل اس اصیل تیغ کا کیونکر نکالیے ؎
دیتے نہین جو بوسہ تو دیجیے جواب صاف ؎ کیا قرضخواہ ہون جسے ہر روز ٹالیے
چپ وہ صنم ہے وصل کا کیا کیجیے سوال ؎ پتھر سے خاک حسرت دل کو نکالیے
ماتم مین میرے کھولیے زلف سیاہ کو ؎ شال عزا کی طرح سے کاندھے پہ ڈالیے

پیکان تیر یار کو دل سے نہ کھینچیے ؎ مہمان کو اے خلیل نہ گھر سے نکالیے

لوگ جو دیدۂ عبرت سے چمن دیکھینگے ؎ یاسمین زار مین کافور کفن دیکھینگے
مُنہ کرینگے نہ کبھی فصل خزان مین سوئے باغ ؎ ہم نہ اوجڑا ہوا آنکھون سے چمن دیکھینگے
مجھسے کہتا ہے وہ سنتا ہون ترا دل ہے کباب ؎ ہم بھی اسکا نمک اے سوختہ تن دیکھینگے
داغ دل کے مرے داغ پر طاؤس نہین ؎ ہوش اوڑینگے جو بت رشک چمن دیکھینگے
ابتو غربت مین جنون ٹھوکرین کھلواتا ہے ؎ جبسے جائینگے پھر کے تو وطن دیکھینگے
اپنے نالون کی گلستان مین ہوا باندھینگے ہم ؎ ایکدن حوصلۂ مرغ چمن دیکھینگے

وصل مین دور کرینگے رخ رنگین سے نقاب
روے گل توڑکے دیوار چمن دیکھین گے

اپنی آنکھون سے خط رخ کی حفاظت کیجے
چرا ہی جائینگے یہ سبزہ جو ہرن دیکھین گے

یار آزردہ ہے سمجھین گے یہی اے قاصد
ہم جو پیشانئے خط پر بھی شکن دیکھین گے

دینگے ہم عشق جوانی کو بڑھاپے مین فروغ
جو ہر نشۂ صہباے کہن دیکھین گے

کیا دکھاؤن دل پر داغ سیہ چشمون کو
سہم جائینگے جو چیتے کو ہرن دیکھین گے

میری ہر بیت مین اک بات نئی پائینگے
چشم ادراک سے گر اہل سخن دیکھین گے

دل کے داغون کو دکھائینگے پریزادون کو
کھوٹے دامون کا بھی اک وز چلن دیکھین گے

اے خلیل آئنگے ہم بات پر اپنی جو کبھی
غنچہ کو دیکھین گے اوسکا نہ دہن دیکھین گے

یون دل سے کبھی یار کی الفت نہین جاتی
جس طرح سے دنیا کی محبت نہین جاتی

چھوٹا نہ نظر بازیے محبوب کا لپکا ؔ
جس چیز کی عادت ہو وہ عادت نہین جاتی

نظارۂ معشوق سے سیری نہین ہوتی
ہو وصل بھی تو وصل کی حسرت نہین جاتی

الفت صفت آب گہر جزو بدن ہے
دل ٹوٹ بھی جائے تو محبت نہین جاتی

گو دور ہوا عشق مژہ دل مین کھٹک ہے
کانٹا بھی یہ نکلا پہ اذیت نہین جاتی ؔ

ہوتی نہین ہشیار جو حیران ہین ازل سے
آئینہ کی حیرت کسی صورت نہین جاتی

رونے سے بھی مٹتی نہین زردی مرے رخ کی
دھونے سے بھی اس رنگ کی رنگت نہین جاتی

بوسے کے تصور سے ہے نیلا لب معشوق
سنتے تھے کبھی لال کی رنگت نہین جاتی

دق جاتی ہے سل جاتی ہے کہتے ہین اطبا
بیمارئ بیمار محبت نہین جاتی ؔ

معلوم ہوا جامۂ صد چاک سے گل کے
کپڑے بھی پھٹے ہون تو شرافت نہین جاتی

بل کیون نکرے عارض معشوق سے کاکل ہندو سے مسلمان کی عداوت نہین جاتی
منھ گال پہ رکھنے سے خفا ہوتے ہو ناحق مس کرنے سے قرآن کی فضیلت نہین جاتی
کشتہ ہوا سو بار مین شمشیر ادا سے اسیر بھی تمنا سے شہادت نہین جاتی
پورا نکیا وصل کا ایک روز بھی وعدہ سچے ہو بڑے جھوٹ کی عادت نہین جاتی
جلوے سے ترے روزن دیوار مین آنکھین باور ہو نہو دیکھ لے حیرت نہین جاتی
بدلے یہ گلستان جہان رنگ ہزار دن خوشبو سے گل داغ محبت نہین جاتی
مرنے ہی سے جائیگی تپ عشق کی گرمی مدقوق کی تا زیست حرارت نہین جاتی
کیا تصفیہ رونے سے کرون نفس زبون کا دھونے سے تو کافر کی نجاست نہین جاتی
جب آتی ہے یہ قابض ارواح کی صورت بے جان لیے پھر شب فرقت نہین جاتی

دیگر

کی دید نہ یار ماہرو کی حسرت نکلی نہ آرزو کی
شمشیر اوس ترک جنگ جو کی سالک ہے کوچہ گلو کی
یان سر بھی کٹے تو صورت شمع سرخی پیدا نہو لہو کی
ہے وصل سے یاس ڈر رہا ہون ابتر ہے کتاب آرزو کی
دیکھی شب وصل ناف ادا کی روشن ہوئی چشم آرزو کی
کیون گیسوے یار کو کہین مشک توقیر ہے کیا سیاہ رو کی
سینے مرا نالہ گوش دل سے یہ تان نہین ہے بدگلو کی
رندان ہین عذر خم کی ہو عید ساقی بانٹے جو سبو کی
بے گریہ فروتنی ہے بیہودہ کیا قدر نماز بے وضو کی

اوس خاک کو کس طرح کہون مشک
لپٹی لپٹی سیاہ کاکل
مردان تیغ زن کے نزدیک
جلیبی ہے ہوا ے عشق سرین
کیون تشنۂ خون ہے میرا قاتل
ہے ہما عقدۂ جلال باری
گو تنگ دہن ہے اوسکا موہوم
ہے نکہتِ گل سے بیدماغی
اوس بت کے کلام کا ہون بندہ
شہباز نظر نے اوسکے بیلے
غافل پی کر نہ دود اُبل چل
نکلے گا نہ بل تری کمر کا
عاشق کے لیے وہ زلف پیچان
دانتون کی چمک ذرا دکھاؤ
منہ پر خط زخم تیغ قاتل
دل جلیبی ہوا ہے زلف مین گم
آئینہ روے صاف محبوب
کیون آہ سے تم ہوی مکدر
عاشق کے لیے خلیل بہاشی

کیا قدر رہے ہوسے لہو کی
بوتل ہے شراب مشکبو کی
موتی ہے بوند آبرو کی
برباد ہے خاک آبرو کی
حرمت ہے شرع مین بھی لہو کی
گرمی ہے معشوق تندخو کی
گنجائش ابھی ہے گفتگو کی
اوسکو نہین تاب تندبو کی
اللہ رے جستے گفتگو کی
چکھتی پانی مرے لہو کی
کیا یاد نہین غذا لہو کی
کم کھلتی ہے گانٹھ رنگ بو کی
کنجی یہ ہے قفل آرزو کی
موتی لیتے ہین آبرو کی
خندق ہے حصار آبرو کی
شاگرد کی طرح جستجو کی
ہے لوحِ طلسم آرزو کی
کیا گرد ہے کوچۂ گلو کی
ہیکل ہے گلو سے خوبرو کی

یارب صدف غنچہ غم دل ستان رہے تو
خط نامہ بلبل کی طرح سے نہان رہے

افسردہ دل مین کیا غم عشق تپان رہے
جب بجھ گئی ہو آگ تو گرمی کہان رہے

ہے خیر اسی مین کہ عاشق کا راز عشق
زاہد کے عیب سے بھی زیادہ نہان رہے

ذرات مثل رخنہ کشتی جہان مین تو
ہر چند میری آنکھ سے آنسو روان رہے

اس گل کا نام لے تو ہے کیتکی کا پھول
غنچہ مین تمام عمر معطر زبان رہے

مینا چشم مست بتان کا ہے دور دور
دنیا شراب خانہ ہے تقوی کہان رہے

میخوار ہون پسند ہے دور شراب سے
یارب بہار عالم آب روان رہے

رکھتے ہے جو اپنا پاؤن خبار ہے وہ مسیح
مردے کی نعش تا بہ قیامت روان رہے

رہتا نہین ہے اہل توکل کا کام بند
خشکی مین بھی فقیر کی کشتی روان رہے

یون پھول روز ہجر مین اسکے وداع دل
گہری کی طرح حلق کے اندر دھوان رہے

روشن دلون کے تیرگی بخت ساتھ ہے
شعلے کے سر سے دست گریبان دھوان رہے

دل کو ہجوم حرص و ہوا نے کیا خراب
تا صاف وہ زمین ہو جہان کاروان رہے

رند و ورع درست نہین عشقبازی مین
پوجا کرے بتون کو تو ایمان کہان رہے

دم گھٹ رہا ہے وحشت دل پھینک دون
چھت کی طرح نہ سر پہ جہان آسمان رہے

موئے مژہ کا بار ہو چشم پر کبھی
تیر اوسکا داغ دل مین مرے میہمان رہے

داغون نے عشق کے مرے دل کو جلا دیا
گھر پھونکنے کو گھر مرے یہ میہمان رہے

یارب تو پردہ پوش ہے رسوا نہ کیجیو
تیرے کرم سے عیب ہمارا نہان رہے

کہہ کر یہ چھوڑ جاتا ہے غم کو خیال یار
دل ہے مکان نزول کا مہمان رہے

ابرو کے عشق مین نہ کبھی ہم ہوئے ہرے
سوکھی ہوئی کمان کی طرح استخوان رہے

توڑا یہ اوسکے ناوک غم نے کہ عمر بھر
سب استخوان بندھے ہوئے مثل کمان رہے

پیدا ہوئے تھے ارض و سما جسکے واسطے
وہ بھی زمین پر نہ تہ آسمان رہے ؎

زلف دراز کم نہین جل بانک سے لا
اسکے وہ پیچ ہین کہ بندھا پہلوان رہے

غم ہین الم ہین درد ہین ایذا ہین رنج ہین
زخمون کی طرح ہنستے ہوے ہم جہان رہے

برسون کے بعد بھی جو گئے گھر مین یار کے
پوچھا نہ یہ کبھی کدھر اُسنے کہان رہے ؎

اوس بت کے خط سبز کو دیکھے تو عمر بھر
آئینہ دار طوطیء ہندوستان رہے

الفت ہی خون ناحق مظلوم سے سوا
ممکن نہین کہ یہ کسی صورت نہان رہے

ایذا سے بھر بیش نظر تھی جو وصل مین
ناراض بھی دل تو آنکھ سے آنسو روان رہے

کیا کیجے اوس کمر کو لطافت سے جو عدم
مانند ذات پاک خدا بے نشان رہے

تا فہمیون سی رنج ہے دنیا مین اے خلیل
اطفال خورد سال کو شغل فغان رہے

آہوے چشم اوس بت خونخوار کے
مارپٹے ہین شیر کو للکار کے

صید کر لیتے ہین گیسو یار کے ؎
نسر طائر کو بھی پھندا مار کے

کیون نہ عاشق حکم مین ہون یار کے
فوج تابع ہوتی ہے سردار کے

لاکھ پردو نمین ہون پر چھپتے نہین
جتونمین چاہت کی تقریر پیار کے

پھانس کھول زلف مین جا مین آپ
تنگ نہین ہلتے ہین پھانسی مار کے

سرمہ دیکھے آنکھ مین دنبالہ دار
یہ عصا قابل ہے اس بیمار کے

جان پر کھیلا تو وصل اوس سے ہوا
عشق کی بازی کو جیتا ہار کے

موے ابرو کر رہی ہین کاوشین
کاٹتے ہین مو بچہ تلوار کے

چلتے چلتے عاشقون کے حلق پر ۞
آگیا دم لب پہ تیغِ یار کے ۞

کاوشِ مژگان چشمِ یار سے
داغ گل بوٹے ہین سوزنکار کے

درد فرقت نے اٹھایا اسقدر
چھل گئے پہلو ترے بیمار کے

ضعف سے ہوتی نہین جامہ دری
پاٹ دامن بنگئے کہسار کے ۞

جب ڈھلے جوبن سے گلرخسار ہین
پھول ہین بیرنگ باسی ہار کے

اب قفس مین ہین کبھی اے ہم صفیر
ہم بھی بلبل تھے کسی گلزار کے

ہے مجھے عشقِ ذقن اے زلفِ یار
اس کوین مین پھینک پھانسی مار کے

رہ نہ لی تحت الحنک اے لالہ رو
گرد خندق چاہیے گلزار کے

پھوٹکر روئینگے تو لائینگے رنگ
لال بادل دیدۂ خونبار کے

ایڑیان رگڑین یہ کوی یار مین
نقشِ پا گویا دہن ہین غار کے

رنگ روے گل سے یہ ثابت ہوا
منہ پہ رونق ہوتی ہے زردار کے

ناگ دیکھ سے دشت مین چلتا ہون مین
ہر قدم سودے ہین زلفِ یار کے

اوسکی ابرو سے ہے لپکا سے زلف
پیچ مجکو یاد ہین تلوار کے ۞

دے گیا تاڑی کا نشہ کا سرور
یار مژگان کی کٹاری مار کے

کسکو قید کفر و ایمان ہے خلیل
ہم ہین بندے عشقِ زلفِ یار کے

جانتے گر ہوگی یہ بیداد اوٹھتے بیٹھتے
ہم نہ تیرے پاس اے جلّاد اوٹھتے بیٹھتے

بیدلی سے درس عشق و عاشقی دشوار ہے
یہ سبق ہوتا نہین ہے یاد اوٹھتے بیٹھتے

خود فراموشی مین ہے ممکن نہین بھولون تجھے
رہتی ہے اے یار تیری یاد اوٹھتے بیٹھتے

ناتوانی مین اگر شوق گرفتاری ہوا
جاؤن گا تا خانۂ صیاد اوٹھتے بیٹھتے

جستجو مین یار کی ہر دم بگولے کی طرح
پھرتے ہین ہم خانمان برباد اوٹھتے بیٹھتے

چلتے پھرتے ہے زبان پر وصف روے رشک باغ
یہ گلستان ہوگئی ہے یاد اوٹھتے بیٹھتے

کیا بنائے آشیانہ اوس چمن مین عندلیب
ظلم کرتے ہون جہان صیاد اوٹھتے بیٹھتے

آرزو یہ ہے تری محفل مین شیشے کی طرح
پی سکے مے ہم اے ستم ایجاد اوٹھتے بیٹھتے

ہون وہ عاشق زندہ گر ہوتے پکڑ کر اپنے کان
میرے آگے وامق و فرہاد اوٹھتے بیٹھتے

ناتوانی مین پھراتی ہے مجھے آہ رسا
یہ چھڑی کرتی ہے اب امداد اوٹھتے بیٹھتے

خیر ہووے یا الٰہی بلبل گلزار کی
جعلسازی کرتے ہین صیاد اوٹھتے بیٹھتے

ہے نماز بیگانہ سے عیان اے زاہدو
تم بھی کرتے ہو کسیکو یاد اوٹھتے بیٹھتے

اتنی تعظیم اے بت کم سن ضعیفون ہی نے لے
گر پڑینگے عاشق ناشاد اوٹھتے بیٹھتے

ہجر کی شب دل کی بیتابی سے کرتا ہون خلیل
سوگوارون کی طرح فریاد اوٹھتے بیٹھتے

بوالہوس کوچہ مین اے یار نہ آنے پائے
مسلخ عشق مین مردار نہ آنے پائے

قہر ہے میری طرف یار نہ آنے پائے
نوش دارو سوے بیمار نہ آنے پائے

میرے گھر وہ بت خورشید لقا ہے مہمان
ذرۂ روزن دیوار نہ آنے پائے

چشم بدمست رہی نشۂ مے سے اے یار
ہوش مین دیکھ یہ بیمار نہ آنے پائے

راحت اے دل شب فرقت مین ہے عاشق کو حرام
نیند آنکھون مین خبردار نہ آنے پائے

ہے چلن حسن کے بازار کا عالم سے جدا
جنس کے پاس خریدار نہ آنے پائے

کیا کوئی دید کا طالب ہو وہان حکم یہ ہے
دل مین بھی حسرت دیدار نہ آنے پائے

ڈر یہ رہتا ہے کہ لکنت ہو زبان مین اوسکی
گفتگو مین کہین تکرار نہ آنے پائے

کلمۂ حق پہ ہے زہاد کا ناحق جھگڑا
ذکر منصور خبردار نہ آنے پائے

شعلۂ رخ سے رہے موے کمر کا بھی خیال
باد اس بال مین لے یار نہ آنے پائے

دم خلقت یہی کہتا جو سمجھتا انجام
روح تن مین مرے زنہار نہ آنے پائے

جیب سے کی یار نے دکان مسیحائی گرم
حکم ہے عشق کا بیمار نہ آنے پائے

اے سیہ کار رہے نقطۂ دل کا بھی خیال
تیرگی اس پہ خبردار نہ آنے پائے

مین عدم جاتا ہون منہ پھیر کے دنیا مجھسے
پیرزال سامنے زنہار نہ آنے پائے

نقطۂ خال کی تعریف بیان کرتا ہون
تیری تنہائی مین گردیار نہ آنے پائے

چونگ لگ جائے گا ہے غنچۂ گل تنگ دہن
میرے رونے پہ ہنسی یار نہ آنے پائے

زخم ڈالا ہے جراح نہین ہے درکار
تیر آئے وہ کماندار نہ آنے پائے

شیر کا بال کلیجے مین در آئے لیکن
دل مین یاد مژۂ یار نہ آنے پائے

مجھکو رغبت نہین مشق قدح پیمائی سے
ہو اگر کوکب سیار نہ آنے پائے

خلوت خاص ہے محبوب کی کاشانۂ دل
کوئی جز درد و غم یار نہ آنے پائے

چشم بد نوش کا دل مین نہ خیال آئے خلیل
گھر مین اللہ کے مے خوار نہ آنے پائے

دل پہ بے یار کچھ عجب گذری
کیا کہون کس طرح سے شب گذری

روز عاشورہ تھی شب فرقت
کوئی ساعت نہ بے تعب گذری

نہ رہی کوئی فکر مستی مین
عالم آپ مین عجب گذری

دیکھ لی لالے کی تنگ ظرفی
ایک ساغر مین عمر سب گذری

اے خوشا حال صورتِ خطِ جام — جنکی ساغر سے لب بلب گذری
یہ بھی معلوم وصل مین نہوا — کب ہوئی صبح رات کب گذری
ہجر جانان مین صورتِ شبنم — روتے روتے تمام شب گذری
ہے مشتاق دیدہ وصل مین بھی ؎ — عین دریا مین تشنہ لب گذری
گل سا یہ ہے جامۂ قناعت قطع ؎ — ایک خرقے مین عمر سب گذری
یہ نئی ضد ہے کرلین آنکھین بند — میری عرضی نظر سے جب گذری
اپنے بیمار کی خبر لیجے ؎ — خیر دن کو نہین جو شب گذری
آئنہ بنگیا مین حیرت سے ؎ — اچھی صورت نظر سے جب گذری

میرے ہمسایہ سے کوئی پوچھے ؎
مجھپہ جیسی **خلیل** شب گذری ؎

سُرمہ نہین ہے آنکھ مین اُس شہسوار کی — لیلی ہے باگ ابلقِ لیل و نہار کی ؎
الفت ہے سیکڑون کو گلِ روے یار کی — اک پھول سے خراب ہے مٹی ہزار کی
پیدا ہزار رنگ ہین نیرنگ حسن سے — گلدستۂ بہار ہے تصویر یار کی ؎
روزن ہوے ہین آنکھ مین مژگان یار سے — کیا چھتری بنی ہے یہ اشکون کے تار کی
حسنِ شباب یار اب آیا مراد پر — داخل ہوئی چمن مین سواری بہار کی
مردم کشی کرے نہ تری چشم ناتوان — اچھی نہین مریض کو عادت شکار کی
گیسو نے دل کو صید کیا خط کی آڑ مین — لوہے کا جال بنگیا ٹٹی شکار کی ؎
ہر ذرہ تل ہے حور بہشتی کی آنکھ کا — اللہ ری آبرو ترے در کے غبار کی
مجکو حلال کیجیے کچھ غم نہ کیجیے ؎ — عاشق کا حلق ہوتا ہے گردن شکار کی

اہل صفا جہان مین مکدر ہنون کبھی
تاثیر رو سے تجربہ کب ہو غبار کی

عاشق کے دل مین راحت و آرام ہی محال
وحشت متاع خانہ ہے اوجڑے دیار کی

آنکھ اوس کی خون دل کا لگا ہو مگر لپی گئی
بجری نہ جان کھو کے الاس شکار کی

ہر رگ مین ہو وہ صورت معشوق جلوہ گر
ہر شنکھڑی مین پھول کی خوشبو بہار کی

دل لوٹ پوٹ ہو گیا سینہ [illegible]
کیا دلربا لٹک ہے دُرِ گوش یار کی

زیادہ ہے دل ناداں کی ای خلیل
ذرا ادیب کما ہے مگر زلف یار کی

مدت ہے خاک زندگیء ستار کی
اک گرد ہے یہ توسنِ عمر شرار کی

مرنے پہ ہے اثر آہِ آتشین
حمام کی زمین زمین ہے مزار کی

تیرِ نظر جو دل پہ لگایا ہے منہ نہ موڑ
صیاد سیر دیکھ لے زخمی شکار کی

کرتے ہین قتل اشارۂ ابروے خوبرو
باتین زبان تیغ سے کرتے ہین پیار کی

عاشق حلال ہوتے ہین جنبش سے سحر کے
چلتی ہے موٹھ خنجرِ ابروے یار کی

ہم پھانس لینگے یار کو زلفون کی طرح سے
زنجیر ہے بلا سخنِ پیچدار کی

انسان کیا ہے دل کو غزالون کے توڑ دے
برچھی بتون کی سرمۂ دنبالہ دار کی

ان خوبصورتون کا ہی باطن بہت خراب
تانبے کا میل چاندی مین ہی چہرہ دار کی

کیون بوالہوس نہ یار کی ابرو سے ہون حلال
کفار کا لہو ہے غذا ذو الفقار کی

راز و نیاز عشق کو قاصد سے کیا کہون
کیا یار کو خبر نہین ہوتی ہے یار کی

ہشیار ہون گے کشتۂ ابرو نہ حشر کو
مستی ہے ان سروہون مین چشم یار کی

معشوق کینہ دار کے غمزے وبال ہین
برسون لڑا کرین جو لڑائی ہو پیار کی

رنج زوال صاحب دولت سے پوچھیے
میکش ہی جانتا ہے کچھ ایذا خمار کی
کچھ رنگ ڈھنگ جوش جنون کر ہین بطرح
گذرے الٹی خیر سے مدت بہار کی

آتشکدہ مین بھی کوئی پھینکے اگر خلیل
توبھی نہ دل سے یاد بھلاؤن مین یار کی

راحتین ہوتی ہین نہ کیون صدمے عشق کی بیداد کے
نفع سے خالی نہین جور و ستم اوستاد کے
عاشق قد ہین ہزار دن اوس ستم ایجاد کے
اس الف کی جا ہی دل مین بندہ و آزاد کے
دردمند و نالے کرتے ہو تو نے کو دیکھ لو
چھید پڑ جاتے ہین دل مین صاحب فریاد کے
گھورتا ہے یار جب مجھکو تو ٹلجاتے ہین لوگ
کون وقت قتل ٹھہرے متصل جلاد کے
عاشقون پر چل ہی جاتا ہے فریب چشم یار
دھوکے بہر صید ہین دام بلا صیاد کے
باغ عالم کی ہوا انصاف پر آئے اگر
طوق قمری کا پڑیگا سایہ مین شمشاد کے
گرتے گرتے آگ مین بھی دوست سے غافل نہو
عشق اسے کہتے ہین ہم قائل ہین ایسی یاد کے
داغ دل داغ جگر ہین اسلیے مجھکو عزیز
جانتا ہون مین یہ دو نقطے ہین اوسکی یاد کے
عشق کا کل عالم تجرید مین اچھا نہین
ہے یہ لازم پاس سیلی سے نہو آزاد کے
یار کے ایما سے آنکھین یار کی کرتی ہین قتل
ہو گئے ہین شیر تعلیمی ہرن صیاد کے
ہو میسر وصل اگر اوس سرو سیم اندام کا
چادر زر مین چڑھاؤن ڈھیر پر آزاد کے
کھیت پڑجاتے ہین کشتون کے وہ چلتی ہین جدھر
قد جنون کے نہین فوارے ہین فولاد کے
عاشقون کو مرغ دل بے دام ہوتے ہین اسیر
ہے ڈوپٹہ سر پہ جالی لوٹ کا صیاد کے
اوس کمر کا اوس دہن کا حال کھلتا ہی نہین
رازدان دونو کے گویا عیب ہین نہاد کے
پوچھیے مجھسے نہ میری زرد روئی کا سبب
بیٹھیے گا سنکے منہ مضمون مری روداد کے

ہے مخالف ابتدا سے باغِ عالم کی ہوا تو
صاحب جوہر کے نالے لطف سے خالی نہین
عشق کی تاثیر دکھلاتی اگر رنگ قبول
طائرِ دل اپنی جوڑے مین وہ رکھتا ہی اسیر
ڈر سے کہہ سکتے نہین جسدن سے آئی ہی بہار
تشنہ خون دشمن جان ہے زمین و آسمان
ہون وہ مشتاق اسیری جانتا ہی دل آسے
یہ اسیری مین فزا پایا ہے کرتا ہون دعا
مدتین گذرین وصال یار سے محروم ہون
کر چکے برباد اب میرا تعاقب چھوڑ دیجے
مر کے بھی صیاد سے رکھونگا مین دلبستگی
اپنے قاتل سے نہ مانگا مینے بوسا سلیے
جان لے گا خال زیر زلف گیسو کا شوق

خاتمِ دست سے ہتے چڑھے صیاد کے
تار دیتے ہین بہت اچھی صدا فولاد کے
لعل بنتے قطرے سب خونِ سر فرہاد کے
میرے بلبل کا قفس سر پر پڑا دس صیاد کے
منہ کو تکتے ہین اسیرانِ قفس صیاد کے
اے معینِ انبیا آ واسطے امداد کے
باندہ دو ان آنکھون کو ڈوری جال مین صیاد کی
سائبان ہو سر پہ بلبل چشم کا صیاد کے
نامرادی آ بسی ہے گھر مین مجھ ناشاد کے
اس طرح پیچھے نہین پڑتی کسی ناشاد کے
پر رہینگے میرے تکیہ مین مرے صیاد کے
خونبہا ذمہ نہین ہوتا کسی جلاد کے
میری قسمت کا ہے دانہ دام مین صیاد کے

مرتے مرتے سینۂ و دل مین ہینگی ای خلیل
زخم شمشیر محبت داغ ہین اولاد کے

شکر ہے ہجر مین وفات ہوئی
عشق خط مین تلف حیات ہوئی
جا پڑی جب ہلال ابرو پر
وصل کی شب زبان یار سے بھی

کس جہنم مین تھا نجات ہوئی
لیلۃ القدر مین وفات ہوئی
کاکل یار چاند رات ہوئی
شوخ سرچشمۂ حیات ہوئی

بیخودی بھی عجیب عالم تھا ۞
دن نہ اسمین ہوا نہ رات ہوئی ۞

روکے دریاے غم سے پار اوترا
چشم پُر کشتیِ نجات ہوئی ۞

اوسکی تعریف کیا کرے کوئی ۞
ہر صفت جسکی عین ذات ہوئی

جب ہوا وصل یہ ہوئی کوتاہ
مردم چشم نور رات ہوئی ۞

حق تو یہ ہے ظہور سے تیرے
رونق بزم کائنات ہوئی ۞

لب معشوق پر مسی کی دھڑی
ظلمتِ چشمۂ حیات ہوئی ۞

یاد کاکل مین بڑھ گئی یا تنگ
عمر بار سیاہ رات ہوئی

وہ نہ سمجھا مین کہکے پچھتایا ۞
سخن گنگ میری بات ہوئی

زہر کھایا جو سبزۂ خط پر ۞
خوب سرسبز میری بات ہوئی

خط نکلنے پہ … لڑ رہا ہے وہ آنکھ ۞
جور کے دن پھرے جو رات ہوئی

چشم معشوق کیا سخن گو ہے ۞
ہر اشارے مین ایک بات ہوئی

تھک گئے جستجو مین پاے طلب
اس تردد سے بھی نجات ہوئی ۞

داغ عشق علی ہی کشتیِ نوح
جسکے دل مین ہوا نجات ہوئی

میرے حاضر جواب کے آگے
متکلم سے بھی نہ بات ہوئی ۞

رنج دیتی ہے روز الفتِ زلف
یہ بھی ماتم زدون کی رات ہوئی

آڑ مین اسکے سحر کرتی ہے آنکھ ۞
زلف جمگھٹ کی ابتو رات ہوئی

نہین کٹتی خیال کاکل مین
رشی ظالم کی مجکو رات ہوئی

غم سے چھوٹا جو مہربان ہوے آپ
تمنے بخشا مری نجات ہوئی

قید الفت مین اوس حسین کی خلیل
غم کونین سے نجات ہوئی ۞

رنگ وہی نہین کچہ عشقِ بتان سے فوق ہے
پہوٹ کی طرح سے دل بھی مرا دیکھو شق ہے

قابلِ دید ہین جوبن کے بھی ڈھلنے پہ حسین
حسن وہ باغ ہے اوجڑے پہ بھی اک رونق ہے

مین وہ درویش سیہ بخت ہون کمل میرا
صورتِ ابرِ تنک لاکھ جگہ سے شق ہے

صدمۂ دردِ جدائی کو نہ پوچھ اے بیرحم تو
دل کا پردہ تری چلمن کی طرح سے شق ہے

لیلے و یار مین ہے معجزہ و سحر کا فرق تو
جو کہ باطل ہے وہ باطل ہی جو حق ہی حق ہے

الفتِ زلف سے پردے ہین تمام اسکے سیاہ
دل مرا دفترِ سودا کے مگر طبلق ہے

ناز بیجا بھی سزاوار ہے تمکو مجھسے تو
عجز حصہ ہے مرا اکبر تمہارا حق ہے

تام سنتا ہون جو اوس کانِ ملاحت کا کبھی
سر جھکا دیتا ہون گردن پہ نمک کا حق ہے

منزلِ عشق ہے دل اسلیے رہتا ہی خراب
شہر جو حاکم ظالم کا ہے بے رونق ہے

دے غمِ ہجر سے دل کو کہین اللہ نجات
کیسے طوفان بلاخیز مین یہ زورق ہے

رو دے گل رنگ ہے اوس شوخ کا گلزار خلیل
خط کا ہالہ یہ نہین گردِ چمن خندق ہے

سینہ صد چاک ہی رنگِ رخِ عاشق فق ہے
روز کے زلزلہ سہنے سے مکان یہ شق ہے

ایک دل ہے یہ مری جھگڑا ہے دل آزارون مین
ناز تو اپنا ادا کہتی ہے میرا حق ہے

کیون جہنم سے ڈراتا ہے مجھے اے واعظ
کچھ بھی دھیان آیۂ رحمت کا تجھی مطلق ہے

صورتِ یار کو بے مثل کہا جب مین نے
حاملِ عرشِ بریں بول اوٹھے حق حق ہے

اثرِ الفتِ مژگان سے دلِ زار مرا تو
شانۂ زلف کے مانند سراپا شق ہے

ہو سے طالبِ دنیا کبھی مردانِ خدا تو
جو ہے مردار سگ و زاغ و زغن کا حق ہے

سادہ لوحی سے ہے آئینہ مقابل اوسکے
آبرو کا نہین کچھ خوف ہی کیا احمق ہے

بانٹ لین چھین کے دل کو مرے آپسمین حسین
مال یتیم ہے انہین غازیون کا یہ حق ہے

دسترس کیا شکمِ یار تلک ہو میرا ؎
ناف ہے چاہ تو سیلی کا نشان خندق ہے

اہلِ بطلان نہ کہین دل مین سمجھتے ہین خلیل
حق کے ہے ساتھ علی ساتھ علی کے حق ہے

شبِ غم یون ہوئی بسر میری
لینے آئے عدو خبر میری

الفتِ خط مین چیونٹیون کی طرح
ٹوٹی ہی رہتی ہے کمر میری

لپکے مٹھی مین یار کہتا ہے
چور مہندی کا ہے کمر میری ؎

پاؤن پر خم رہی جبین نیاز ؎
زندگی یون ہوئی بسر میری

بار عشقِ بتان اوٹھاتا ہون
کمر کوہ ہے کمر میری

دیکھیے اشکِ خونفشان کی بہار
پھلجھڑی ہے یہ چشمِ تر میری

یار خوش خط کے روبرو کہنا
جو حقیقت ہے نامہ بر میری ؎

دے گیا داغ دل دکھا کر خال ؎
لے گیا طاقتِ جگر میری ؎

پھوڑ دین شوق دید نے آنکھین
توڑ دی عشق نے کمر میری ؎

چھٹ گئی ہجر مین عنانِ شکیب
لٹ گئی قوتِ جگر میری

روے رنگین عجب ہے پیشِ نظر
خون کی دھار ہے نظر میری

سر کٹا لاکھ بار صورتِ شمع
عشق مین یون ہوئی بسر میری

اک معما ہے حسن و عشق کا راز
خاک سمجھے پیام بر میری

کشتۂ الفت مین نیشکر ہو مین
ٹوٹنے کو بنی کمر میری

نہ بتون سے ملون خلیل اب کی
بات رکھ لے خدا اگر میری ؎

حیرت ہے حسن روے بت شوخ و شنگ سے
لوہا سفید ہوتا ہے جوہری کے رنگ سے

واقف جو چشم و دل ہوے الفت کے ڈھنگ سے
رونا اوڑایا شمع سے جلنا پتنگ سے

کیا دل رہا ہو زلف بت شوخ و شنگ سے
مچھلی نہین نکلتی ہے کام نہنگ سے

گھونگھٹ اولٹ کے یار نے عاشق کیے ہلاک
فوج نظارہ باز اوڑا دامنگ سے

زردی سے رخ کے ہوگیا راز درون عیان
بازی قمار عشق مین بگڑی ہے رنگ سے

اور ترک قتل عام سے للہ ہاتھ کھینچ ؎
دریا لہو کا بڑھ گیا گھوڑی کے تنگ سے

لذت شب وصال کی مجھپر حرام ہے
محرومیان اوڑائی ہین مینے پتنگ سے

تلوار سے زیادہ ہے ابرو مین کاٹ چھانٹ
بڑھ کے ہے توڑ پھوڑ مژہ کا خدنگ سے

اے گل نہ پھول صورت رنگین ہے عارضی
رنگت بھری ہے اسمین زمانے کے رنگ سے

گیسوے تابدار سے دل کو شکست دی
توڑا پیالہ اپنے گدا کا تفنگ سے

ایما سے اوسکے ہوتے ہین مجھپر جو خشمگین ؎
ہین داغ دل مین یار کے صحبت کے رنگ سے

لڑنے پہ تل رہی ہے تری چشم ناتوان
بے ہنر توڑتا ہے یہ بیمار جنگ سے ؎

تصویر کھینچتا ہون مین مضمون زلف کی ؎
نقاش چین بنا ہون طبیعت کے رنگ سے

عاشق وہ ہون جو صورت صالح دعا کرون
ناقے کی طرح حور نکل آئے سنگ سے

آنکھون مین میرے کم نہین بے یار گلعذار ؎
توشک کے پھول دیدۂ داغ پلنگ سے

ناقص سے ہو جہان مین نہ کامل کی پیروی
طرز خرام نازادا ہو نہ لنگ سے ؎

قاتل کا میرے لطف و کرم عین ظلم ہے ؎
سیتا ہے زخم تیغ سنان سے خدنگ سے

توبہ بتون کے حسن ارادت سے کر خلیل
ملتی نہین مراد زمانے مین سنگ سے

ایمایہ ابرووں کا ہے اوس خانہ جنگ سے ۔ اڑہ کہو تو کھینچ لین پشتِ نہنگ سے
نفرت ہو کیون نہ مجکو خطِ سبزہ رنگ سے ۔ سب فیشور کرتے ہین یہ ہنر ہنگ سے
یہ گل کھلا جمالِ بُتِ شوخ و شنگ سے ۔ چہرے پہ خال بیر شُبھتی ہے رنگ سے
بُندا اوبجھ رہا ہے سرِ زلفِ یار سے ۔ سرگرم اختلاط ہے مچھلی نہنگ سے
مہندی لگا کے گھر مرے آیا وہ رشکِ گل ۔ تحویل آفتاب ہوئی خوب رنگ سے
مطلب کی بات اشارون مین کیا یار کہیں ۔ کم سن ہے نابلد ہے محبت کے ڈھنگ سے
مین کیا سنون ترانہ بلبل بہار مین ۔ نفرت فراقِ یار مین ہے راگ رنگ سے
وہ لڑکے جب سے اوٹھ گئی رہ دیا ہون یہ لہو ۔ دامن ہے سُرخ ترکِ میدانِ جنگ سے
وصفِ رُخِ نگار ہے منظور اگر ملے ۔ یہ بوستان لکھو نہین گلستان کے رنگ سے
اونگلی دکھائی دور سے جسکو ہوا ہلاک ۔ گولی کا کام لیتا ہے دستی خدنگ سے
بدتر مری نگاہ مین ہے پیش چشمِ یار ۔ آہو کی آنکھ چشمِ بتانِ فرنگ سے
لاکھا ہو کیون نہ گردِ لبِ سُرخِ یار سے ۔ ہمسنگ لعل ہو نہ کبھی لالہ رنگ سے
عاشق ہو عرش پر بھی تو ہو وے ہدف ضرور ۔ آہِ یتیم گرد ہے اوسکے خدنگ سے
کیا نکلے زلفِ یار سے عاشق کا نقد دل ۔ باہر کبھی ہوا نہ خزانہ نہنگ سے
حیرت فزا ہے حُسنِ رُخِ یار کی بہار ۔ دریا سے خون ہے آئنہ چہرے کے رنگ سے
تیرِ نگاہِ یار جو اپنا ہنر دکھاے ۔ پرواز جبین سے پر و بالِ خدنگ سے
اوڑتے ہین عاشقون سے ہوا پر دماغ ہے ۔ پہنے ہین جیسے رنگ کے کپڑے پتنگ سے

کرتا بسر ہون ہجر مین کیا ضیق سی خلیل
بدتر ہے جوفِ ارض و سما گورِ تنگ سے

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان ونعت سرور کائنات مفخر موجودات
اشرف دوران صلوۃ اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الکرام الی یوم القیام —
امابعد اضعف العباد راجی رحمۃ ربہ القوی ابوالحسنات قطب الدین احمد لکھنوی
نازک خیالان برشتہ جگر کو نوید تازہ وعالی طبعان صاحب نظر کو نشہ بے اندازہ سناتا ہے
کہ اس زمان بہار آوان مین کلام فصاحت التیام مطبوع خستہ دلان مقبول نازک طبعان
یعنے دیوان **میر دوست علی** تخلص **خلیل** چھ سال کی محنت اور کوشش سے
ایک ایک شعر کرکے جسقدر دستیاب ہوا تھا وہ ماہ [illegible] تاریخ [illegible] سنہ [illegible] مطبع **نامی** لکھنؤ مین
اول بار طبع ہوگیا اور بعد اسکے جسقدر دستیاب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی طبع کیا جاوے گا اس دیوان کے
جمع کرنے مین ایک یہ دقت سخت پیش آئی کہ بعض بعض غزلین جہلا سے اونکی یاد کے موافق مجبوراً لکھی گئی
جسکے سبب سے بعض اشعار ناموزون ہین اور بعض جا پڑھا نہین گیا اوسے اپنی حال پر چھوڑ دیا اگرچہ ممکن تھا
کہ دوسرے لفظ موافق مضمون شعر کے مصححان مطبع بڑھا کر شعر موزون کر دیتے مگر طبیعت نے
گوارہ نہ کیا اور ادب بھی مانع ہوا کہ ایسے اوستاد کے کلام مین عقل آرائی کیجائے ناظرین سے
التجا ہے کہ اگر کسیکے پاس کوئی نسخہ صحیح ہو یا اسکے سوا اور کلام ہو تو اوسکی نقل مطبع کو مرحمت
فرماکے مولف کی روح کو خوش فرمائین تاکہ باقی نسخون مین غلطی کی ترمیم کیجائے
اور دوسرے دیوان کے طبع کرنیکا موقع ہاتھ آئے

تمت

قطعات تاریخ طبع گلزار خلیل

از قلم بلاغت رقم عالیجناب خواجہ نور الدین صاحب دام ظلہ

شد جمع کلام دلکش دوست علی
زین پیش نبود ہ زیر مشق خامہ
او شش خاص مطبع نامی کرد
این نامہ چہ خوش طبع بتمکین آمہ

در نغمہ سال بلبل طبع سرود
گلزار خلیل کرد گل از نامہ
۱۳۰۶ھ

ایضاً

نتیجہ فکر خواجہ عبد الرؤف صاحب سلمہ

کیون نہ عالم پسند ہو دیوان
درد انگیز ہے بیان خلیل
لکھی تاریخ طبع عشرت نے
کیا کھلا ہے یہ بوستان خلیل
۱۳۰۶ھ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۵/۳/۱۹۱۸ء خ ۔ ک

گلزار خلیل

[illegible]

[illegible]